بعون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و آسمان

گوہر درج فصاحت اختر برج بلاغت سرو جویبار سخنوری و دوحہ آلبسال معنی پروری مقبول و بابدو الصفا

مسمّی بہ

دیوان وقار

مصنفہ

نخلبند گلشن ترزبانی گل بوٹے گلزار رنگین بیانی جناب راجہ کشن کمار صاحب المتخلص بہ وقار دامت معالیہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں مرتبہ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضل و لطف ایزدی ایک ایک مصرع ہوگیا — اس غزل کا حمد کی کیا خوب مطلع ہوگیا
زیب انسان سے زمین کو چرخ کو انجم سے دی — درجک عالم کا ہر پہلو مرصع ہوگیا
حمد رب سے ہوگئی تعظیم دیوان یک قلم — ظرف پر مٹی کے سونے کا ملمع ہوگیا
جب ستایش کا خداے پاک کی آیا خیال — خوبرویان سخن کا گرد مجمع ہوگیا
کونسا محبوب تجھسا دوسرا محجوب ہے — تیری ستاری کا جلوہ تیرا برقع ہوگیا
ہین یہان الفاظ صورت دار ایسے حق نما — معنیا بہزاد کا باطل مرقع ہوگیا

ختم تجھپر ہوگئی ہے حمد یزدان اے وقار
سچ ہے یہ تو اس غزل کا اپنی مقطع ہوگیا

کبھی بالون کو سلجھایا تو ہوتا — مجھے شانے سے اُلجھایا تو ہوتا
بگڑ جاتا ابھی مُنھ آئنہ کا — تمھارے روبرو آیا تو ہوتا
گل یوسف زلیخائی دکھاتا — چمن مین وہ عزیز آیا تو ہوتا
نام گل ۱۲
زبان بوسہ لب دے کرائے یار — ندیدے دل کو للچایا تو ہوتا

مجھے وارفتگی جانے نہ دیتی
و لیکن تم نے بُلوایا تو ہوتا

وہ کہتے غیر سے کہتے پر اے دل
زبان پر مدعا لایا تو ہوتا

رخِ رنگین ترا گر دیکھتا گل
نہ اُڑ جاتا تو پتّا یا تو ہوتا

سہارے پر سحر ہوتی شب ہجر
نہ آتے وعدہ فرمایا تو ہوتا

نہ پایا تم کو مین نے تو گلا کیا
کبھی خود آپ کو پایا تو ہوتا

مسیحائی نہ کرتا گو وہ کافر
جنازے پر مرے آیا تو ہوتا

نہ دیتا لیکے دل وہ پر بلا سے
مرا دل ہاتھ مین لایا تو ہوتا

مین تھا گم کردۂ عشق کمر یار
کبھی عنقا سے ڈھونڈھوایا تو ہوتا

مین کرتا شکر مقدم مین فدا جان
فرشتہ موت کا آیا تو ہوتا

نہ رہتا دست وحشت آستین مین
جنون نے پانوٴن پھیلایا تو ہوتا

مین اُڑ چلتا برنگِ صوتِ ناقوس
وقار اُس بت نے بُلوایا تو ہوتا

جب کہا یار سے کیون مجکو مری جان چھوڑا
تو ڈھٹائی سے لگا کہنے کہ ہان ہان چھوڑا

جسنے چھوڑا ترا در ملکِ سلیمان چھوڑا
سچ اگر پوچھیے تو روضۂ رضوان چھوڑا

بید خوان زلف کا تھا حافظ قرآن رخ کا
مجکو کسواسطے اے گبرو مسلمان چھوڑا

ہو گیا ہجر کے صدمون سے رفو چکر دل
سینۂ خستہ مین ارمان کو مہمان چھوڑا

مین وہ فرہاد کہ پکڑا ہے گریبانِ کوہ
مین وہ ہون قیس نہ دامانِ بیابان چھوڑا

مضطرب ہو کے ہمارے دلِ سختی کش نے
کب خیالِ کمر نازک جانان چھوڑا

قسمتِ دستِ جنون پیرہنِ ہوش رہا
کب مرے پنجۂ وحشت نے گریبان چھوڑا

دامنِ دوست کی الفت نے اُدھیڑے بخیے
مفت یوسف کا زلیخا نے گریبان چھوڑا

تنگ پکڑا جو مرے جوشش سودا نے وقار
کوہ فرہاد نے مجنون نے بیابان چھوڑا

کوچہ اُس ماہ کا اے گنبد گردان چھوڑا
خاطر رہ تو ہوا ہم نے چمنستان چھوڑا

ہمنے تحریر مضامین سے جو رکھا مطلب
یک قلم نامۂ دلدار مین عنوان چھوڑا

زلف و ابرو نے تو ایجان تھا باندھا مارا
پر تری چشم نے کر کے مجھے بیجان چھوڑا

روز و شب ظلم کیے شام و سحر رنج دیے
باقی اپنا نہ کوئی آپ نے ارمان چھوڑا

سبزۂ خط سے لب مین نمک انداز ہوا
عارض آیا جو خضر چشمۂ حیوان چھوڑا

دامنِ تیغ کا سایہ کبھی سر پر نہوا
ہاتھ اک دن بھی نہ اے قاتل ارمان چھوڑا

شعرا چرخ کا کرتے ہین عبث شکوہ وقار
کوئی صیاد نے کب مرغ غزلخوان چھوڑا

مجھے عشق تھا گیسوئے پُر شکن کا
سر قبر اک پیڑ ہو ناگ پھن کا

بہار آئی ہے اینڈتے باغبان ہین
ٹپکتا ہے جوبن سے غمزہ چمن کا

جو بو ہوئی غنچہ مین او غیرت گل
دیا ہی تھا دھوکا تمھارے دہن کا

حسینون نے باہم نشانی سمجھ کر
لیا تار چُن چُن کے میرے کفن کا

ذرا آپ بھی اپنے جلسہ مین بیٹھین
کرو شمع انجم کو بھی انجمن کا

مرے دم سے آباد ہے کوہ و صحرا
کہ ہون جانشین قیس کا کوہکن کا

مین لکھتا ہون کس بت کا وصف سراپا
کہ مطلق نہین ہوش اپنے بدن کا

جو رو یا ہون اک روے رنگین کے غم مین
رگِ گل ہر اک تار ہے پیرہن کا

وقار آپ شاگرد تسلیم کے ہین
جدا کیون نہو رنگ سب سے سخن کا

ہے ہے کوئی دل دینے کے قابل نہین ملتا
ارمان تڑپتے ہین کہ قاتل نہین ملتا

ہو عقل تو ہو تل کی جگہ آنکھ مین لیلے
جھک قیس کی ہے صاحب محمل نہین ملتا

گل کی ترے رخسار سے رنگت نہین ملتی
نالے سے مرے شور عنادل نہین ملتا

اپنا بھی تو ملتا نہین دل مجھسے پھرا اے یار
کس منھ سے کہون تجھسے ترا دل نہین ملتا

بوسہ نہین دیتے ہین شب وصل مین بھی آپ
مزروعۂ امید کا حاصل نہین ملتا

ملتا نہین عارض سے ترے مہر درخشان
پیشانی سے تیری مہِ کامل نہین ملتا

چمکے نہ وقار آگے رخِ یار کے خورشید
سمجھے رہے حق سے کبھی باطل نہین ملتا

یارب نمکین دہر مین قاتل نہین ملتا
پھیکے کسی دلبر سے مرا دل نہین ملتا

دل صاف ہے آئینہ سا اور چہرہ مکدر
ملتا ہے مگر وہ سرِ محفل نہین ملتا

وہ عشق کا دریا ہے کہ الیاس کو جسکا
کہنے کو ہے نام بھی ساحل نہین ملتا

موجود ہے فلفل مجھے غم اسکا نہین ہے
گر دیکھنے کو رخ کا ترے تل نہین ملتا

مشقِ ستم و جور کا چور نگ ہون اس سے
عاشق کوئی مجھسا انھین بیدل نہین ملتا

اشعار وقار ایسی غزل مین کہون کیا خاک
مشکل تو یہ ہے قافیہ مشکل نہین ملتا

ہمنے باطل کو حق نما دیکھا
ہر صنم پر توِ خدا دیکھا

کیون جھٹکتے پٹکتے ہو صاحب
کیا مرا دل گرا پڑا دیکھا

اے جفا دوست اے وفا دشمن
تجھکو سو طرح آزما دیکھا

جس کو تاکا نگاہ نے نہ بچا
آپ کا تیر بے خطا دیکھا

پس گئی نقش پا پہ گل مہندی
اثرِ شوخیِ حنا دیکھا

خامۂ غیر کا ہے نامۂ یار
اپنی قسمت کا یہ لکھا دیکھا

بسمل آہنگ پھر قرار رہا
پھر کوئی شوخ چلبلا دیکھا

چار ابرو ہوا جو وہ محبوب
حُسن عارض کا چوگنا دیکھا

وصل مین گل پہ بوسہ کا دھاگا
تار نکلا لڑائی کا دیکھا

فلک پیر بھی ہے طفل مزاج
کام اس کا گرا پڑا دیکھا

ہر گل باغ کا ہے سینہ چاک
کسکی بندِ قبا کو وا دیکھا

لعل لب کی تمھاری بات ہے کیا
لال ایسا نہ بولتا دیکھا

فیض تسلیم سے وقار سدا
کِشت معنے ہرا بھرا دیکھا

مخاطب جو زاہد سے تو ہوگیا
تو اُسکا بھی ٹھنڈا وضو ہوگیا

سخن تکیہ اب اُنکا تو ہوگیا
دہن مور دِ گفتگو ہوگیا

وہ گل پیرہن جب گیا باغ مین
معطر لب آب جو ہوگیا

ابھی زعم یکتائی مٹ جائیگا
اگر آئنہ روبرو ہوگیا

وہ خونریز کا فرِ یہان تک کھنچا
کہ دل مسلخ آرزو ہوگیا

سیہ خانہ مین میرے باندھی حنا
سفید ایسا اُن کا لہو ہوگیا

یہ تیری ہوا مین اُڑا مین کہ آپ
غبارِ رہِ جستجو ہوگیا

ترے روبرو رنگِ گل اے صنم
نظر سے نہان مثل بو ہوگیا

مرا وعظ مین ڈگمگایا جو دل
عصا آکے دستِ سبو ہوگیا

لحد مین ہوئی یاد ابروے یار
مسلمان تھا قبلہ رو ہوگیا

مرا نام جسدم سُنا قیس نے
چھلاوا سا صحرا سے چھو ہوگیا

ہوا زخم مژگان سے ایسا ضعیف
مجھے تیر تار رفو ہوگیا

یہ ہے گردشِ بختِ بد ساقیا
ہم آئے تو خالی سبو ہوگیا

لکھے وصف جب زلف دلدار کے
قلم ہاتھ مین مشکبو ہوگیا

تصور مین زلفِ سیہ کے وقار
جنون پھر مجھے موبمو ہوگیا

پینا
پرکے دو چار جو وہ ترک لگا جاتا تھا
چاشنی روز مزہ دار چکھا جاتا تھا

تو کہان مہر سے اے ماہ لقا جاتا تھا
غیر جو سایہ صفت ساتھ لگا جاتا تھا

اب جو آتا ہے تو ہستون کو رولاتا ہے وہ شوخ
آگے آتا تھا تو روتون کو ہنسا جاتا تھا

زخم دل ہے ترے خنجر کا نمک پروردہ
مین جو یہ بات نہ کہتا تو مزا جاتا تھا

مر گئے پر بھی غبار اپنا گلی مین اُسکی
ذرہ سان اُڑتا ہوا مثلِ ہوا جاتا تھا

کھاتا تھا ہر ایک قدم پر بھا ہزارون ٹھوکر
اُسکے کوچہ سے جو مین رو بقفا جاتا تھا

ابتو زندون کو لگا مارنے وہ عیسی دم
جو کہ مُردون کو وقار آگے جلا جاتا تھا

عاشقی مین ہے جان کا کھٹکا
اور بھی کچھ بُرا بھلا کھٹکا

یار صیاد باغبان کا ہوا
یہ نیا اور اک بندھا کھٹکا

کان آہٹ کی راہ سے نہ ہٹے
دل مین تھا کسکے آنے کا کھٹکا

وہی کاوش مژہ نے کی آخر
جسکا اول سے دلمین تھا کھٹکا

بلبل پاک بین ہے عاشقِ گل
باغبان تو نہ کھٹ کھٹا کھٹکا

بے ترے یار سیر گلشن مین
پھول آنکھون مین خار سا کھٹکا

تجکو دیکھا اُٹھا اُٹھا کر سر
سانس کا بھی اگر ہوا کھٹکا

عشق کے ہین وقار چار عنصر
خوف اندیشہ و غدغا کھٹکا

ہوا پھر عشق اک زلفِ دوتا کا
اُٹھا پھر سر مری آہِ رسا کا

وہان ہے امتحان جور و جفا کا
یہان سر خم ہے تسلیم و رضا کا

جو مجھپر ہے وہی ہے غیر پر لطف
ہوا ہے خاتمہ اُس پر وفا کا

طواف خانۂ کعبہ ہے ہمکو
طلایہ یار کی دولت سرا کا

خدا کا قہر عشقِ بد نظر ہے
نہین بچتا وہ جسکو اسنے تاکا

وہ جانے کیا پریشانی کسی کی — جسے سودا نہو زلفِ رسا کا
ہمارے خون سے شوخی کا دعویٰ — ذرا منھ دیکھنا رنگِ حنا کا
مری خاک اے صنم برباد کیونکی — کھلا مطلب نہ کچھ بادصبا کا

نظر آیا نہ وہ طفلِ برہمن
کیا تیرتھ وقار اکثر گیا کا

اُنکا جوشِ شباب ہے کیسا — اوج پر آفتاب ہے کیسا
قتل مین وہ ثواب ڈھونڈھتے ہین — جان پر یہ عذاب ہے کیسا
ساتھ کھا کر نہ ذات پوچھین آپ — بعد وصل اجتناب ہے کیسا
روے ساقی کا عکس جام مین ہے — ماہ مین آفتاب ہے کیسا
محتسب کے بھرے ہین منھ مین جھاگ — جوشِ فیضِ شراب ہے کیسا
تیرے او بحرِ حُسن سینہ پر — اُبھرا جڑوان حباب ہے کیسا
اُنکو دیکھا نہین جو دو دن سے — دل کو اک اضطراب ہے کیسا
ساتھ سوئے تو آنکھین کیجے چار — وصل کی شب حجاب ہے کیسا
پارۂ دل ہے نوکِ مژگان پر — سیخ پر یہ کباب ہے کیسا
وہم خال دہن پہ شک کا ہے — نقطۂ انتخاب ہے کیسا
پیتے ہین ہم خدا کے گھر مین شراب — خوف روزِ حساب ہے کیسا
مین گرون دل سے غیر سر پہ چڑھے — ہاے یہ انقلاب ہے کیسا
لبِ گلرنگ پر جمی ہے دھڑی — برق پر یہ سحاب ہے کیسا
دیکھکر بو ترے پسینے کی — پانی پانی گلاب ہے کیسا
جلوہ فرما نہین جو وہ شہِ حسن — دل سا ایوان خراب ہے کیسا

ہے تصور بتون کا دل مین وقار

گھر خدا کا خراب ہے کیسا ۱۵

مین کسی چشم کا بیمار ہوا کچھ نہوا
موت کا اپنی طلبگار ہوا کچھ نہوا

پھر سرِ گیسوے خمدار ہوا کچھ نہوا
پھر مین آفت مین گرفتار ہوا کچھ نہوا

واسطے غیر کے تو مجھسے ہوا ہے بیزار
ہاے دلجو سے دل آزار ہوا کچھ نہوا

آج عاشق مین ہوا زلف کا زنجیر کردہ
کل جو رسواے سرِ بازار ہوا کچھ نہوا

دل لیا بوسہ دیا جان بچی تھی کوری
اب وہ جی لینے پہ تیار ہوا کچھ نہوا

نالۂ زار سے میرے جو ہوا وہ بیزار
جلوہ گر مقصد اغیار ہوا کچھ نہوا

آشنا لب سے ہوا نالۂ پُر درد وقار
آہ ذلت سے سرو کار ہوا کچھ نہوا ۱۶

دل مین بیٹھے کچھ ایسے کڑکے اُٹھا
بن گئی جان پہ بگڑ کے اُٹھا

اُکھڑی باتون سے اُسکی ثابت ہے
کچھ نہ کچھ آج غیر جڑ کے اُٹھا

اُنکی خدمت سے کب ہوئی چھٹی
ہاتھ جوڑے جو پاؤن پڑ کے اُٹھا

عذر بوسہ پہ دل کے لینے پر
مجھسے کب وہ نہ لڑ جھگڑ کے اُٹھا

ضعف کے زور جب چڑھاتے ہیں
مثل سایہ نہ پھر پچھڑ کے اُٹھا

خاک سے تیرے عاشقِ قد کے
جو بگولا اُٹھا اکڑ کے اُٹھا

آپ کی بزم مین وقار نہ تھا
کون دستِ سبو پکڑ کے اُٹھا ۱۷

دل جو ہت پھیر مین شانہ نے ہمارا مارا
بول اُٹھی زلفِ سیہ فام کہ مارا مارا

نازکی کمرِ یار کا دل صید ہوا
کہ لپک نے کسی چیتے کے چکارا مارا

مثلِ نرگس ہے مجھے جنبشِ مژگان دشوار
جبسے اُس چشم فسونگر کا نظارا مارا

مار رکھا ہے جسے تم نے دکھا کر گیسو
دشت و کہسار مین پھرتا ہے وہ مارا مارا

کھل گیا راز درونی و برونی یکسر — اُسنے اک سینہ پہ خنجر جو دو دھارا مارا

جس جگہ حکم قضا ایک قضیہ ہے وقار
گذرا اُفتادوران کوچہ قضا را مارا

۱۸

کیا گر یار کے رخ کا نظارا — اُڑے گا پشت آئینہ سے پارا
جو باندھا زلف نے ابرو نے مارا — ہے باندھے مارے کا جینا ہمارا
وہ رشک بوستان جسوقت پہونچا — گلستان گفت منت مر خدا را
نہ مشکین گیسوِ مشکین سے باندھین — نہ مارِ جعد سے یکبار مارا
ترے اس لطف پنہانی کے صدقے — کہ محفل مین کنکھیون سے اشارا
نہین ہے داغ سودا میرے سر پر — بلندی پر ہے وحشت کا ستارا
بھرا دم ہمنے جسکی دوستی کا — وہ کافر دل سے دشمن ہے ہمارا
کیا مجکو نہ اک دن بھی سبکدوش — کبھی تمنے نہ سر تن سے اُتارا
چراغ رخ کا اُنکے دود ہے زلف — کبھی مشاطہ نے کاجل نہ پارا
نہ جھانکا بام سے اُس ماہ رو نے — نہ چمکا میرے طالع کا ستارا
نہ دی آواز جھوٹون بھی نہ بولے — میان ہوتے اُنکو کہہ کر پکارا
ہوا جسوقت دل سا دوست دشمن — بھروسا کس کا پھر کسکا سہارا
خوشی اُنکی وقار اور وہ خوشی کے — مگر ہم غم کے ہین اور غم ہمارا

وقار اُسکی ہے کیا زہرہ سے تشبیہ
جو ماہ و خور کی ہو آنکھون کا تارا

۱۹

مرتبہ کیا زلف کا اللہ اکبر ہوگیا — احفظ اللہ شانہ گیسوے دلبر ہوگیا
خانۂ تاریک اُس مہ سے منور ہوگیا — اپنے طالع کا زحل خورشید خاور ہوگیا
موت بھی کرتی ہے غمزے انتظار یار مین — رشتۂ جان تار آہن سے بھی بڑھکر ہوگیا

ہے مثل مشہور وقت بد مین اپنا غیر ہو
جسم لاغر روح کو فرقت مین دوبھر ہو گیا

لو ہرِ روح اجابت ہو دعاے وصل خاک
گوش گردون نالہاے ہجر سے کر ہو گیا

اہل کاران جنون دیتے ہین نذرین بانیاز
داغ سودا سر کو مجھ وحشی کے افسر ہو گیا

کی یہانتک مکتب کلفت مین مشق لاغری
استخوان ہر جزوِ تن کا تار مسطر ہو گیا

خطین اُس نوخط کے جب وصفِ ہن لکھا وقار
بے نشان قاصد ہوا عنقا کبوتر ہو گیا

پھر ہمین سوداے گیسوے معنبر ہو گیا
پھر خیالِ رشتۂ موباف اژدر ہو گیا

باغ مین بے یار جب مجکو ہوا جوش جنون
دیدۂ غولِ بیابان ہر گلِ تر ہو گیا

خضر بھی گم کردہ رہ ہین کوچۂ تقدیر مین
جاے عبرت ہمکو احوالِ سکندر ہو گیا

گوشِ نازک مین جو ہین اُنکے جڑاو بالیان
کان ہر اک رشکِ کانِ لعل و گوہر ہو گیا

زاہدا دوزخ سے ڈر تو ہین تو سوزِ ہجر سے
جلتے جلتے رات دن جلنے کا خوگر ہو گیا

گر دیا تونے نہ بوسہ لیکے دل تو کیا ہوا
کیا مین مفلس ہو گیا کیا تو تونگر ہو گیا

زعفرانی اُسکو جوڑا جب پہنایا اے وقار
دیکھتے ہی غیر کو یرقانِ اصفر ہو گیا ۲۰

سوادِ زلف پر وارفتہ دل ہے جانِ اپنا
فروکش وادیِ ظلمات مین ہے کاروان اپنا

الٰہی خیر ہو مدت کے بعد اک دل ہوئے دونون
تمہارا شعلۂ رخ نالۂ آتش فشان اپنا

بشر کیا مال ہے الفت مین ان زہرہ جبینون کی
فرشتون کو نہین کچھ سوجھتا سود و زیان اپنا

ہمارا ضعف مفتاح درِ گنج رقیبان ہے
کہ جا سکتا نہین جانان تک اب وہم و گمان اپنا

مین وہ مجنون ہون وحشت نہ جاے عمر بھر اُسکی
سگِ لیلی بھی آکر سونگھ لے گر استخوان اپنا

زمین مین یک قلم گڑ گڑ گئے شمشاد خجلت سے
خرامان جب ہوا گلشن مین وہ سروِ روان اپنا

عیان احوال دل خود ہے برنگِ بوے گل رخ سے
بیان کیا کیجیے صیاد سے دردِ نہان اپنا

ملو گلگونہ گل سے چھوے رخسارون پہ اے صاحب
کرو روشن چراغِ تازۂ حسن جوان اپنا

ہمین روش میرین احوال ہے اپنی مثل گویا
کرین ہم دردِ دل اے بیوفا کیا بیان اپنا

ہوئین سُن سُنکے نالے اے وقار اپنے گلستانمین
کہ گویا پھول مٹھین بلبلین شور و فغان اپنا

شگفتہ غنچۂ دل کیون نہو اے باغبان اپنا
ہوا ہے کن ریاضون سے وہ رشکِ گلستان اپنا

ذرا خونِ دل و لختِ جگر تیار ہو جاتا
پس از مدت غمِ جانان ہوا ہے میہمان اپنا

دہانِ یار کے غم نے یہ کھویا ہے موے پر بھی
نہین ملتا فرشتون کو بھی مرقد مین نشان اپنا

خیالِ ابروِ خمدار مین اک تیر قامت کے
خمیدہ ہو گیا یکدست قد مثلِ کمان اپنا

کہین تو مُنہ کی کھلوائے گا لپکا بد زبانی کا
نکالو حوصلہ دیکھے ہمین تم گالیان اپنا

الٰہ العالمین تو ہی بتا اب دل کسے دین ہم
نظر آتا نہین معشوق کوئی قدردان اپنا

چھپانے سے نہین چھپتے سرِ موعشق و مشک اصلا
عیان در پردہ اُنپر ہو گیا راز نہان اپنا

بنا لینگے نشیمن ہمصفیر و شاخِ طوبے پر
ریاض دہر سے اُجڑیگا جسدن آشیان اپنا

وقار اللہ اگر سیدھا ہے کیا کھٹکا ہے گجرو کا
بنا سکتا نہین ہے کچھ بگڑ کر آسمان اپنا ۲۲

گلہ تمھین سے نہین مجکو میری جان تنہا
ہزارون تشنۂ خون ہین مین ناتوان تنہا

حرم مین دیر مین تجنا نہ ہین کلیسا مین
پھرا تلاش مین تیری کہان کہان تنہا

خبر لے او بت بے رحم اپنے کشتون کی
رگڑتے ہین پڑے کوچہ مین اڑیان تنہا

گرائی کان کی بجلی نے برق کشتون پر
تڑپ رہی ہین نہ بالون کی مچھلیان تنہا

گلے مین ڈالا ہے اُنکے بھی حسن نے اک طوق
پنھائین عشق نے مجکو نہ بیڑیان تنہا

کھلا نہ خاک کچھ احوال رفتگانِ عدم
سچلے گئے وہ مجھے چھوڑ کر کہان تنہا

پھرا تلاش مین اُس بت کی اے وقار اک عمر
برنگِ طائرِ گم کردہ آشیان تنہا ۱۰

خواب اُسنے وہ دیکھا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا
موجب یہ حیا کا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

ہے سُرمۂ چشم اُسکا گلو گیر شکایت
گریہ نہین تو کیا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

کل ابر فرہ یاد مین اُس برق ستم کے
اس زور سے برسا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

ہر نقش قدم یار کا ہے پنجۂ مرجان
عالم یہ حنا کا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

غائب وہ دہن بوسہ کو دشنام کو حاضر
نیرنگ کا نقشا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

اے غیرت مہتاب ترے کان کا جھمکا
وہ عقد ثریا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

بلبل کی روش دل مرا گویا ہے ولیکن
گل کی طرح چپکا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

کیا شکوہ کرون اُس سے ہوا دیکھ کے سکتا
اب ہو یہی سکتا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

وہ مردہ دلون کے لیے لب ہین ترے ایجان
اعجاز مسیحا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

بھیجا ہے وقار آج جو اُس شوخ نے نامہ
مضمون وہ لکھا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا ۲۴

نہ کرتا دل کو جو اُسکے حوالہ کیا کرتا
نہوتا درد تو مین آہ و نالہ کیا کرتا

جو دیکھا سینۂ بے داغ دل نہ آیا پسند
بغیر مُہر وہ گھر کا قبالہ کیا کرتا

تمھارے عارض رنگین کے روبرو ایجان
نہوتا نعل در آتش تو لالہ کیا کرتا

لب گزیدہ کا بوسہ وہ دیتے تھے نہ لیا
مین اُگلا غیر کے منھ کا نوالہ کیا کرتا

نہوتا بزم مین ساقی جو چار دہ سالہ
تو مین بھی پی کے شراب دو سالہ کیا کرتا

شراب کہنہ نہ دیتا جو ساقی نو عمر
خدا ہی جانے غم دیر سالہ کیا کرتا

جو چوسا غیر نے اُنکے لبانِ شیرین کو
تو مین نہ زہر کا پیتا پیالہ کیا کرتا

بجان قبول تھی اول سے دلدہی ہر طرح
مین کرتا دل کا جو حیلہ حوالہ کیا کرتا

نہ کرتا گر رگِ جان کو حوالۂ نشتر
تو مین وقار جنون کا ازالہ کیا کرتا ۲۵

ستم ظریفیت کا کسو واسطے گلہ کرتا
وفا کا شکر مین کرتا جو وہ جفا کرتا

وہ گاہے گاہے بھی ہمسے اگر ملا کرتا
تو کون دل کی طرح سینہ سے جدا کرتا

مجھے تو کاٹے ہی کھاتا تھا ہجر مین مرا گھر
جو اُنکے در پہ نہ دن کاٹتا تو کیا کرتا

نہ ہتی شمع سے گلگیر کی جو صحبت گرم
تو سرد مہری سے پروانہ کیون جلا کرتا

زبان ہوتی نہ کہنے کو بھی شکایت سنج
جو گاہ گاہ بھی وہ بیوفا وفا کرتا

ازل سے مین تو ہون بیمار چشم کا بیمار
مسیح آج جو ہوتا تو کیا دوا کرتا

بدی نہ اس طرح دشمن کریگا دشمن سے
جو نیکی مجھسے ہے میرا وہ آشنا کرتا

نہ جاتا تا درِ دلدار ضعف سے زنہار
قدم قدم پہ جو نالہ نہ مین عصا کرتا

نہ طفل اشک سا گرتا رقیب آنکھون سے
ہر ایک پل جو نہ وہ اُسکے مُنھ چڑھا کرتا

جو بیٹھتا مرے پہلو مین داغ کی طرح وہ
تو اے وقار مین کیون درد سا اُٹھا کرتا

۲۶

کیون کان لگا کر سُنون افسانہ کسی کا
ننھا سا دلِ زار ہے دیوانہ کسی کا

جس شمع دل افروز کی لو تھی مرے دلکو
یہ اُسکو لگی لو ہوا پروانہ کسی کا

کسواسطے لڑتے ہین بہم شیخ و برہمن
کعبہ نہ کسی کا ہے نہ بتخانہ کسی کا

ہم پہلوے دل سینۂ صد چاک مین رکھون
آ جاے مرے ہاتھ اگر شانہ کسی کا

بیڑی کے تکلف کو نہ تکلیف دو یارو
ہے زلف کا قیدی دلِ دیوانہ کسی کا

ہے خوبی و زشتی سے گل و خار کے کیا کام
اپنا ہین کسی کا ہون نہ بیگانہ کسی کا

ہے پیر مغان ابر کرم گرچہ ولیکن
لبریز نہ دیکھا کبھی پیمانہ کسی کا

ابرو و مژہ کے ہین بھرے خنجر و ناوک
سینہ مین سپر دل ہے کہ سلخ خانہ کسی کا

تیور سے ٹپکتا ہے ترے ساقی بدمست
پھاڑ کھالے گا یہ [illegible] پیمانہ کسی کا

سو بار کیا امتحان اس بات کا مرکر
اپنا کبھی ہوتا نہین بیگانہ کسی کا

کام آگے پڑا اب تو وقار اک پریجن سے

٠

۲۷ فرزانہ دل اپنا ہوا دیوانہ کسی کا

جو عاشق ہے ترے شوخی رو کا — کبھی اُسنے نہ گل کے مُنھ پہ تھوکا

مرا دل مانع گریہ ہے ہر دم — ہوا ہے دوست دشمن آبرو کا

ہوے دست و گریبان وحشت ہجر — کرو اب قطع سررشتہ رفو کا

شب وصلت ہے اے دل جاگنا شرط — مثل مشہور ہے سویا سو چوکا

تمھارے حیرتی آئینہ کے گھر — جدھر دیکھو اُدھر عالم ہے ہو کا

شکست آئینہ ہر آئینہ ہے — کہ حیران ہے تمھارے صاف رو کا

مجھے نظارۂ سنبل سے کیا کام — کہ عاشق ہون کسی زنجیر مو کا

کیا ہے ناتوان ساقی کے غم نے — ہوا محتاج مین دست سبو کا

وقار اُس گل کے دامن تک نہ پہونچا
کھلا پنجہ نہ دست آرزو کا

۲۸

جس دن سے مرا دل ہے کسی شوخ پر آیا — کیا کیا نہین کہتا ہے ہر اپنا پرایا

شب کو جو لب بام وہ رشک قمر آیا — تھا مجھکو گمان چاند فلک سے اُتر آیا

لٹ کھل گئی اُسکی زلف کی جو سیر چمن مین — سنبل کا مجھے حال پریشان نظر آیا

بسمل کی طرح خاک پہ کس رنگ نہ تڑپون — تیر نگہ یار مرے دل مین در آیا

سوز تپ فرقت سے پڑا آبلہ دل مین — لو نخل جوانی مین یہ پہلا ثمر آیا

نیرنگی ہجران ہوئی وصلت مین نمایان — گردون پہ نظر مجکو جو رنگ سحر آیا

بیتاب مہ چاردہ تھا موج کے مانند — دریا مین نہانے جو وہ رشک قمر آیا

کس طرح نہ ہم ذرہ کے مانند ہون بیتاب — خورشید جمال آپ کا اب اوج پہ آیا

آیا نظر ابرو کے تصور مین مہ نو — تھی کسکی تمنا مجھے اور کیا نظر آیا

ہنسنے مین وقار اسکے کھلے جب در دندان

دُر دُر کہا جو روبرو میرے گھر آیا ٢٩

نشہ مین رات جو ساغر ٹوٹا
کوہِ آفت مرے سر پر ٹوٹا

دل ہوا تارِ نفس سے ٹکڑے
ہے عجب کاہ سے پتھر ٹوٹا

سخت جانی سے مری وقتِ ذبح
اُس ستمگار کا خنجر ٹوٹا

چشم حیران ہے مری طوفانی
کشتیِ صبر کا لنگر ٹوٹا

یاد آیا دلِ شکستہ وقار
ہم نے دیکھا جو کوئی گھر ٹوٹا ٣٠

سودا ہے تری زلف کا اور سر ہے ہمارا
سرگشتہ ہین سنبل کے تلے گھر ہے ہمارا

ملتا نہین ہر تار پہ بستر کے ٹٹولا
معدوم کمر سا تنِ لاغر ہے ہمارا

طوفان کا ہے نوح پہ بہتان سراسر
ہر قطرۂ اشک ایک سمندر ہے ہمارا

پہونچا کے نہین حُسن کے گھر عشق نے مارا
رہزن ہے وہ کم بخت جو رہبر ہے ہمارا

سودائی ہین جو پانون مین ہین ڈالتے بیڑی
زنجیرِ درِ یار کا لنگر ہے ہمارا

دل یار کو ہے ڈھونڈھتا ہم دل کے تلاشی
یون زیرِ فلک برسون سے چکر ہے ہمارا

اے جان اگر آپ کی ہمشیر ہین لیلے
دیوانہ سڑی قیس برادر ہے ہمارا

کہلاتی ہے اُس شوخ سے عارض کی صفائی
اک آئنہ بردار سکندر ہے ہمارا

میدان قلم ہے پئے حساد بزن گاہ
مصرع جو غزل کا ہے وہ خنجر ہے ہمارا

ڈنکا ہے وقار آہ کا اقلیم جنون مین
جو داغ ہے سر پر وہی افسر ہے ہمارا ٣١

دل فرقتِ حبیب مین بیتاب ہو گیا
آنسو کا قطرہ پارۂ سیماب ہو گیا

آزادِ موجِ یاس سے تھی کشتی امید
برگشتہ بخت حلقۂ گرداب ہو گیا

تاب و تپ درون سے دل سُست چست تھا
آتش سے نخل موم کا سیراب ہو گیا

اُس روے تابناک کے غم مین چڑھی جو تب
نظارہ لب کا شربتِ عناب ہوگیا

ہے آبروے دیدۂ گریان یہ موج زن
طوفان خروسِ فلک کا سیلاب ہوگیا

زاہد کا دوش بارِ گنہ سے سبک ہوا
گروی شراب تہ ہد کا اسباب ہوگیا

یہ حال ہجر مین دل و دیدہ کا ہے وقار
بے خور ہوا جو یہ تو وہ بے خواب ہوگیا

الٰہی چمک جاے سودا ہمارا
کہ ہو شمعِ ہر خانہ چرچا ہمارا

کیا نکہتِ گل کو رسوا صبا نے
ہوا عشق آہون سے افشا ہمارا

پڑھا رحم کو زخم اُسنے الٰہی
یہ تھا بختِ کج کا نوشتا ہمارا

نہ تم پاس بیٹھے نہ تم ساتھ سوئے
کسی دن نہ ارمان نکلا ہمارا

اگر دل نہین آپ لیتے نہ لیجیے
تمھارا ضرر اسمین ہے یا ہمارا

گلے سے لگو یا گلا کاٹ ڈالو
چُکا دو مگر آج جھگڑا ہمارا

مروت سے ہے کار اے جانِ عالم
کہ تمکو نہو پاس اصلا ہمارا

عدو تک عیادت کو آتے ہین صاحب
مگر حال تمنے نہ پوچھا ہمارا

یہ آتے ہی اُٹھنے کے کیا دل مین بیٹھی
کہ جاتے ہو توڑے سہارا ہمارا

وقار اپنے مضمون پسند آئے اُنکو
رہا بزم مین بول بالا ہمارا

جب رقم پرداز وصفِ روے جانان ہوگیا
کلک نے یکدست میرا مارِ پیچان ہوگیا

اے صنم پھر دلکو عشقِ زلف پیچان ہوگیا
قید پندرت خانہ مین پھر اہل ایمان ہوگیا

سایہ خسپ زلف جب وہ روے تابان ہوگیا
کہ اُٹھا مین چاند تھا بدلی مین پنہان ہوگیا

حُسن نے تیرے مسخر کر لیا ہر جن و انس
اے پری تو عہد کا اپنے سلیمان ہوگیا

رنگِ نیلم اُڑ گیا پیش مسی مالیدہ لب
دیکھکر دست حنائی زرد مرجان ہوگیا

تیری فرقت نے کیا سیر چمن سے بے نیاز
داغ یان تک کھائے ہین سینہ گلستان ہوگیا

سہم مژگان کو جو پایا اک کمان ابرو لئے
مرغ جان اپنا ہواے زہ مین قربان ہوگیا

بس گیا آنکھون مین وہ روے کتابی یار کا
مین نے کی یانتک تلاوت حفظ قرآن ہوگیا

دیکھ لی جسنے بہار ریخزان حسنِ یار
خار اُسکی آنکھ مین گلزار رضوان ہوگیا

جب چُنی چہرہ پہ افشان ہوگیا وہ چند نور
چہرۂ پُر نور افشان سے نوعہ افشان ہوگیا

زندگی بھر ہوگیا چھٹنا اُسے مشکل وقار
دام مین گیسو کے جو محبوس انسان ہوگیا

ہے وہ دلمین تو گفتگو پھر کیا
آنکھ مین ہے تو آرزو پھر کیا

ہے اگر یار ہمنشین خیال
منصفی شرط جستجو پھر کیا

اے زلیخا ہین سب کے یار حسین
گرچہ یوسف ہے خوبرو پھر کیا

قطرہ قطرہ نہو جو دریا بار
اشک ترکی ہے آبرو پھر کیا

یار ساقی سے جبکہ مستی ہو
ساغر و بادہ و سبو پھر کیا

کہہ اُٹھا قیس جب انا لیلے
ہجر لیلے کی گفتگو پھر کیا

گر نہون عارض و دہن سے ترے
غنچہ و گل کی رنگ و بو پھر کیا

چشم سے اشک ہین اگر جاری
روے دل کی ہے شست و شو پھر کیا

ہو پسینا اگر ترے رخ پہ
شبنم گل کی آبرو پھر کیا

چاک دل کا رفو ہوا نہ وقار
جیب پہ گر رفو ہوا پھر کیا

دلون پہ یہ نقش اُسنے اپنا بٹھایا
کہ جو چوٹ پر صید آیا بٹھایا

مثالِ کبوتر مرے دل کو اُسنے
بھگایا مِلا یا اُڑا یا بٹھایا

ترے آتشین حسن نے شمع کو شب
کھپایا جلایا گلایا بٹھایا

اُٹھایا اسی غم نے دنیا سے پیارے
کبھی تم نے ہمکو نہ تنہا بٹھایا

سمجھ تیری اُلٹی ہے اے جانِ عالم
کہ اپنا اُٹھایا پرایا بٹھایا

نہ بولے لحد مین بھی ہم ڈر سے تیرے
فرشتون نے کتنا جگایا بٹھایا

گیا کوٹھے پر وہ یہ کی مہ نے عظمت
کہ اُجلا بچھونا بچھایا بٹھایا

یہ وہ قیس ہے خاص شاگرد میرا
پکڑ کان جسکو اُٹھایا بٹھایا

وقار اس غزل کی زمین حد بُری تھی
بہت زور دیکر بٹھایا بٹھایا

کونسا راز ہے اخفا اُنکا
ہم سے بیکار ہے پردا اُنکا

گل فدا شیفتہ غنچا اُن کا
بے زبان پڑھتے ہین کلما اُنکا

کسکے لب پر نہین چرچا اُن کا
نقش ہر دل پہ ہے نقشا اُنکا

ایک غرّہ تو مہینے کا سُنا
تیس دن دیکھا ہے غرّا اُنکا

آتشِ طور کی مین لَو سمجھا
چمکا بالے مین جو بندا اُنکا

کسکے فقرہ پہ وہ کل رات چڑھے
آج چہرہ ہے کچھ اُترا اُنکا

اسقدر محوِ محبت ہون مین
غیر بولے تو ہو دھوکا اُنکا

اپنے زخمی کو نہ دیکھین کہدو
ہمہ مو خون ہے ہلکا اُن کا

کیا بنالے گا بگڑ کر اے دل
ایک تو سارا زمانا اُن کا

آئنہ بیٹھا ہے گھر مین حیران
جب سے مُنھ دیکھکے اُٹھا اُنکا

صاف اپنے سے ہوا بیگانہ
نظر آیا جسے جلوا اُن کا

نذر مین بہزاد نے مانی لاکھون
کھینچ سکا خاک نہ خاکا اُن کا

ہر پری مجکو سلیمان سمجھے
ہاتھ آجائے جو چھلّا اُن کا

خون بہائے گا ہزارونکے **وقار**

مستی پر پان کا لاکھا اُن کا

تذکرہ کسکی زبان پر نہین آتا اُس کا
آشنا گوش سے کسکے نہین چرچا اُس کا

کیتکی ہے جو پرستار تو لالہ ہے غلام
گلشنِ حسن مین ہر رنگ سے ہے ڈنکا اُسکا

کون سی شاخ ہے طوبی مین جو تشبیہ کرون
مین نے دیکھا نہین کیا قامتِ بالا اُسکا

سرد مہری نے جلایا نہین کس کس کا دل
کون ہے جسکی زبان پر نہین شکوا اُسکا

بول بالا رہا عشاق کے مجمع مین مرا
باغ مین سرو پہ بالا رہا بالا اُس کا

جسم مین اُسکے لطافت مہ و خورشید کی ہے
نور کی ذات صفت ہو گیا سایا اُس کا

ہم سخن جس سے ہوا مر گیا بے موت وہ شخص
نام برعکس ہے مشہور مسیحا اُس کا

وہ اگر آئے تو آنسو مرے تھم جائین وقار
اُسی بے دید کے ہے ہاتھ مین پردا اُسکا

اُسکے پابوس کو مین نے جو کیا سر نیچا
سرِ گیسو سا رہا تا دمِ آخر نیچا

گردنِ باطلِ منصور اُٹھے دار پہ کب
حق ہے یہ بات بڑے بول کا ہے سر نیچا

شانِ بے شرمی کی نرگس نے بہت اونچی کی
اُسکے دیدہ کو کر اب او بتِ کافر نیچا

مفلس اشراف کو پہونچے نہ کمینہ پر مال
ارض سے اونچا سما ہو کے رہا پھر نیچا

چل کے اب عرض کرون یار کی خدمت مین وقار
اس غزل مین ہے ردیف آپ کے خاطر نیچا

شعرا مین ہو کیون شعر ہمارا اونچا
کہ قدِ یار کا مضمون ہے باندھا اونچا

نازکی نشو و نما ہے کہ ہے جوبن کا اُبھار
ورنہ کیا ہے ترے سینہ پہ یہ اونچا اونچا

دل مسافر ہے سفر شب کا پھر اُس پر طرہ
کوچۂ زلف مین ہے ہر جگہ نیچا اونچا

اے ادب خار کی تعظیم ہے نیچا رہنا
ہان کہین ہو نہ سرِ آبلہ پا اونچا

زلف ہے پست جو گیسو سے تو یہ کاکل سے
چوگنے مرتبہ مین اُس سے ہے طرا اونچا

چشم بد دور بلند اشک ہے سر سے اک ہاتھ — غیر ممکن ہے زمین سے ہے دریا اونچا

۴۴
کیون وقار اپنا گلا پیر و جوان پھاڑتے ہین
پیر کہنہ ہے فلک حد سے ہے سُنتا اونچا

اُٹھا کوئی دل دل سے اگر پھر نہین لگتا — ٹوٹا ہے شجر سے جو ثمر پھر نہین لگتا
سر حلقۂ کمان کا ہو اگر نالۂ پیچان — بالائے ہدف تیر اثر پھر نہین لگتا
اے جان شبِ ظلمتِ گیسو سے جو نکلے — عارض کو ترے نورِ سحر پھر نہین لگتا
کر قتل مجھے شوق سے پر سوچ سمجھ کر — کٹتا ہے جو سر تن سے وہ سر پھر نہین لگتا
جو عشق کے کوچہ مین قدم رکھتے ہین اُنکو — جی جان کا کچھ خوف و خطر پھر نہین لگتا
وہ عیب نہین عیب جو ہو ساتھ ہنر کے — اُس عیب کو بھی بلکہ ہنر پھر نہین لگتا
جو ہاتھ سے جاتی ہے وہ ہاتھ آتی نہین شے — ناخن جو ترشتا ہے مگر پھر نہین لگتا

۴۵
دل جس سے ہٹا اپنا وقار اُس سے ہٹا بس
تیشہ سے جو کٹتا ہے شجر پھر نہین لگتا

جو مجھسے دوست سے وہ شوخ دشمنی کرتا — تو بدلے جنگ کے مین اُس سے آشتی کرتا
نہان ڈوپٹے مین ابرو جو وہ کبھی کرتا — تو مین بھی سر کو نیا م و لایتی کرتا
ضرور شانۂ زلفِ دراز ہوجاتا — اگر نہ ہاتھ سرِ دست کوتہی کرتا
کبھی جو قتل وہ کرتے مبارکی سے مجھے — تو ساری عمر دعا سے سلامتی کرتا
نہ لینے پاتا وہ دل نہ بیہنا رہے بوسہ — تو وقت داد و ستد مین ذری بھی جی کرتا
دیا نہ آنکھ مین اے شوخ ایکدن سرمہ — کبھی تو باڑھ کو خنجر کے دردری کرتا
بغیر وصل نہ دیکھونگا شکل وصل کبھی — جو مین یہ جانتا تو کیون پھر آشتی کرتا
مزارِ عاشقِ بیکس پہ کون لایا شمع — چراغ داغ جگر کا ہی روشنی کرتا

شب فراق سے ہوتا ظہورِ روزِ وصال -

۴۶ کبھی جو بخت وقار اپنا یاوری کرتا

محفلِ اعدا مین اُسنے شرم جسدم وی اُٹھا / میری یہ حالت ہوئی مر مر گیا جی جی اُٹھا
مانگ بیٹھا بوسہ رُخ پاکے مُنھ اُس شوخ کا / رہ گیا مُنھ اپنا لیکر کھاکے مین جھڑکی اُٹھا
خوبرو جتنے ہین عالم کے وہ ہین سب بدمزاج / بات ہے اے دل یہی اُنکی بُری اچھی اُٹھا
محملِ لیلے کی تھی رقصِ جمل سے کیفیت / سیرِ دشتِ نجد کو جب قیس سودائی اُٹھا
جو نہ کہنا تھا کہا محفل مین تم نے بیٹھ کر / کون سی وہ بات ہے کہنے کی جو رکھی اُٹھا
لیکے پر بوسہ کے دیتے ہین ستمگر کا دیان / مین جہان بیٹھا وہان سے لیکے بدنامی اُٹھا

نالۂ دل یاد آیا مجکو اپنا اے وقار
۴۷ جب پپیہا پیڑ سے کرتا ہوا پی پی اُٹھا

شراب پی کے جو وہ شوخ بے نقاب پھرا / تو پیچھے شرم سے سرپٹیا حجاب پھرا
ہوئی نہ دیر گلستان مین اُسکے جانے کو / کہ رنگِ گُل سے ہوا کی طرح شتاب پھرا
جواب نامہ کا کیجے سوال کس سے اب / کہ اپنا قاصد سرگشتہ بے جواب پھرا
شراب غیر کو دیکر جلا نہ ہر کروٹ / نہ دل کو آگ پہ تو صورتِ کباب پھرا
یمِ سرشک مین طوفان کی ہے طغیانی / کہ کھاتا ٹھوکرین موجون کی آفتاب پھرا
ترے فراق مین جو نکا ہے بخت بیداری / جو دیکھین آنکھین مری پچھلے پانون خواب پھرا

غریقِ بحرِ محبت نہ کیون ہو نام وقار
۴۸ کہ اشک شور کا سر پر ہمارے آب پھرا

موسم کچھ اشکِ شور کے برسات کا پھرا / پھرتے ہوا کے آب کا بھی جو مزا پھرا
مُردہ ہمارا کیا جیے کیا اُٹھکے بیٹھین ہم / کس روز گور پر وہ مسیحا چلا پھرا
خانہ بخانہ کو بہ کو اے جانِ جان تجھے / مانند مہر و ماہ کے مین ڈھونڈھتا پھرا
اُس رشکِ سرو نے دیکھا نہ مُنھ پھیر کر مجھے / گو سایہ وار ساتھ ہی اُسکے لگا پھرا

مردے کی طرح لختِ جگر بحرِ اشک مین
موجون کے ساتھ ساتھ ہر اک سو بہا پھرا

فرہاد بیوقوف نہ خسرو کے سر ہوا
دو چار تیشے مارتا اک دن پھرا پھرا

توڑے تلاش یار نے میرے وقار پاؤن
مانند گردباد کے ہر سو پھرا پھرا ۴۹

دل مرا اُسکی انجمن سے پھرا
مست بلبل مگر چمن سے پھرا

موردِ حرفِ لفظ کیونکر ہو
مین نہ اپنے کبھی سخن سے پھرا

ہے ہوادار کوے جانان کی
دل صبا کا گل چمن سے پھرا

تھا جو برگشتہ بخت اُلٹے پاؤن
نالۂ دل لب و دہن سے پھرا

کیا اچنبھا مرے تناسخ کا
یاد غربت ہوئی وطن سے پھرا

ہاے یوسف تو چاہ سے نکلے
دل نہ اُسکے چہ ذقن سے پھرا

عریان آیا تھا جاؤن بھی عریان
اس لیئے دل مرا کفن سے پھرا

نکلا جو شمع مردہ سا نکلا
کون زندہ اُس انجمن سے پھرا

دل ہمارا مثالِ شانہ وقار
زلف کے ہر خم و شکن سے پھرا ۵۰

تو نے جامِ غیر جب اے دلربا خالی بھرا
ہم نے بھی رو رو کے اپنا دل کیا خالی بھرا

مجکو اپنے ہاتھ سے اے ساقیِ توبہ شکن
بزم مین اک جام دے بہر خدا خالی بھرا

ابر گریان کی طرح روتا ہون وحشت و کوہ مین
جو کوئی چشمہ نظر میرے پڑا خالی بھرا

این و آن کی دوست دشمن سے نہین ہے حیص بیص
چشم حق بین مین ہے میرے ایک سا خالی بھرا

شغل مستی مین سبو و جام سے رکھا وقار
گاہ خالی بھر دیا گہ کر دیا خالی بھرا ۵۱

ڈھونڈ مارا جہان کہین نہ ملا
مثل عنقا وہ نازنین نہ ملا

مین تو جورِ فلک کا کشتہ ہون
خاک مین مجکو اسے زمین نہ ملا

دے نہ دشنام ساتھ بوسہ کے
اے صنم زہر و انگبین نہ ملا

مثلِ دل ہے ہر ایک پہلو و زد
کوئی غمخوار ہمنشین نہ ملا

کیا مہ حُسن کو خسوف ہے شرط
صاف دل کوئی مہ جبین نہ ملا

کس حسین کا نہین کوئی شیدا
کون سے نام کو نگین نہ ملا

چھان مارا وقار کون و مکان
لا مکان کا مگر مکین نہ ملا ۵۲

نہ چہرہ ماہ سے اے خانمان خراب ملا
قرانِ نحس ہے مہ سے جو آفتاب ملا

بغیر گالی کے ملتا ہے بوسۂ ساقی
نہ ساتھ مَے کے کبھی چٹ پٹا کباب ملا

ہوا ہے پردہ دری کا وہ عاشقونکے سبب
جو تیرے حُسن ستمگار کو شباب ملا

جو ڈھونڈھا بحرِ محبت مین چشم و دل کا کھوج
اُچھلتی موجین ملین ڈوبتا حباب ملا

جو مانگا بوسۂ لب شکرین کا تلخ سُنا
سوال کا مجھے دندان شکن جواب ملا

مثال آئینہ خود بینیون کا مُنھ کرکے
مجھے نہ خاک مین اے خانمان خراب ملا

نہ پاس رطب کے پاس نہ پاس گل کے خار
سخن وقار کا ایسا ہے انتخاب ملا ۵۳

ہر سہی قد ترے رتبہ کو وہ بالا سمجھا
سایہ قامت کا جو دیکھا اُسے طوبا سمجھا

کوئی غلمان تجھے سمجھا کوئی حورا سمجھا
مین ترے کوچے کو فردوس کا کوچا سمجھا

زکریا کی قسم اپنے لیے اے قاتل
پائنچون کی تری چینا کو مین آرا سمجھا

بال باندھے ہوئے اعجاز جو دیکھے لب کے
مین مسیحا کو ترے روبرو موسا سمجھا

شب فرقت مین یہ عالم تھا عیاذاً باللہ
ملک الموت جو آیا تو مسیحا سمجھا

اُسکے جلوہ سے جو ہر نخل ہوا نخل طور
آپ کو موسی عمران چمن آرا سمجھا

قد بالا کو ترے لوگون نے باندھا جو علم
زلفِ شبرنگ کو مین اُسکا پھرہرا سمجھا

وہی چمکا ہے کہ جو ذرہ کو سمجھا خورشید
آبرو اُسکی ہے جو قطرہ کو دریا سمجھا

کیجیے بند زبان اب مین کہے دیتا ہون
مجکو چپ رہنے سے کیا آپنے گونگا سمجھا

سنگِ در پر ترے ایجان جو بیٹھا وہ دن
تختِ شاہی کو وہ تابوت کا تختا سمجھا

دوش پر یار کے دیکھا جو جنازہ کو وقار
حضرتِ مرگ کو مین زیست سے اعلیٰ سمجھا

حرف لب کو ترے اعجاز مسیحا سمجھا
مین کفِ دست کے تل کو یدِ بیضا سمجھا

پیر گردون نے جو وہ چند تجلی دیکھی
ماہ کو عارضِ پُر نور کا ہالہ سمجھا

صاف بیگانہ نظر وقت پر آیا وہ دوست
زندگی بھر جسے افسوس مین اپنا سمجھا

دیکھی لاہی کی کٹوری جو ترے پستان پر
مین اناروں پہ اُسے مکڑی کا جالا سمجھا

پنکھڑی گل کی مین سمجھا لب پان خوردہ کو
سرمگین چشم کو مین نرگسِ شہلا سمجھا

چاندتیلی کو جبین پر ترے سمجھا خورشید
کان کے جھمکے کو مین عقدِ ثریا سمجھا

نہ تو موت آتی ہے فرقت مین نہ وہ آتے ہین
رکھون کبتک دلِ بیتاب کو سمجھا سمجھا

چاندنی مین جو اُسے ساتھ مین لیکر سویا
ماہ کے ہالے کو آغوشِ تمنا سمجھا

پردہ بند ہوا یا نبض مین جو کھاری بے تری
زہر فرقت کا ہر اک عضو مین چھٹکا سمجھا

کہ لیا ہاتھ مین اور گاہ زمین پر پٹکا
دل مرا یار نے مٹی کا کھلونا سمجھا

دیکھی وہ زلف تو شک مجکو ہوا شب کا وقار
آنکھ رُخ پر جو پڑی نور کا تڑکا سمجھا

آنکھین پتھرائین جو میری تو وہ فقرا سمجھا
گردشِ چشم کو پتلی کا تماشا سمجھا

ہم نے دل تجکو دیا اپنا پرایا نہ کیا
حیف صد حیف کہ تو اپنا پرایا سمجھا

مڑ گئی تیغ دمِ ذبح جو اُس قاتل کی
حسرتِ مرگ کا آغوشِ تمنا سمجھا

صادق آئی یہ مثل اندھون کا کانا راجا / آپ کو مصر مین یوسف نے جو یکتا سمجھا
کوڑا چونے کا مین سمجھا تری چوٹی کو صنم / تیرے موباف کی چنپا کو مین آرا سمجھا
شہو ئے وصل مین شہباز نظر کی جو شکار / مین تری انگیا کی چڑیا کو بھی عنقا سمجھا
مین نے زنجیر جو سونے کی دکھائی اُنکو / ہنس کے وہ ناز سے کہنے لگے سمجھا سمجھا
ایک بوسہ پہ پس و پیش ہے تمکو صاحب / ہم نے دل مفت دیا کچھ بھی نہ سوچا سمجھا
میرے سینہ مین وقار اُسنے جو مارا اک تیر / حسرت دل کے نکلنے کو مین رستا سمجھا

ثمرہ نیکی کا بدی مین نہین بیجا سمجھا / پھول سمجھا جسے مین وہ مجھے کانٹا سمجھا
میرا ہفتاد و دو ملت سے جدا مذہب ہے / دیر کو کعبہ حرم کو مین کلیسا سمجھا
عشق جبدن سے ہوا اک بت ہرجائی کا / دیر کو دیر نہ مین کعبہ کو کعبا سمجھا
سلک دندان کا پڑا عکس جو ہنسنے مین صنم / موتیون کا مین ترے سینہ پہ مالا سمجھا
داغ پر دل جو چمن مین نظر آیا لالہ / دلِ وہی مرا اُسکو ترا شیدا سمجھا
بیٹھے بٹھلائے اُٹھایا مجھے در سے اپنے / ہو بھلا تیرا بُری بات کو اچھا سمجھا
آ گیا نالۂ موزون سے مرے وجد مین یار / واہ رے بخت کہ وہ رونے کو گانا سمجھا
ابروِ زیرِ نقاب اُنکے ہین آیات حجاب / پردۂ شرم کو مین حکم خدا کا سمجھا
تو جو پہلو مین نہ تھا رات تو اے شعلہ نژاد / دلِ مضطر کو مین سیماب کا قطرا سمجھا
شاعرون مین ہو کس طرح تری قدر وقار / کہ کسی شعر مین بیجا نہین باندھا سمجھا

گو ہے عسل سے خانۂ زنبور سب بھرا / بے نیش نوش سے دلِ پر کینہ کب بھرا
جسطرح گرد چشمۂ حیوان جمے گیاہ / یون سبزہ پشت لب پہ ترے لب بہ لب بھرا
دو چار عاشقون کے بنی جان پہ صبح و شام / کل سے سوا ہے آج خفا وہ غضب بھرا

بازیگری کے یاد تماشے ہزاروں ہین — طفل سرشک گرچہ ہے لہو و لعب بھرا
گر قتل غیر کو کیا تم نے نہین حضور — دامانِ تیغ خون سے کیون بے سبب بھرا
زر زیست عشق ٹین ٹین ہے مفلس کی عاشقی — عاشق کے گھر مین چاہیئے نقد اک کھرب بھرا

کہتی زبانِ حال سے ہے آسیا وقار
خالی ہے جو شکم وہ ہے صدہا طلب بھرا

احوال پوست کندہ شمسِ سرشک کا تھا — ہر لختِ دل مژہ پر منصورِ حق نما تھا
اخفائے رازِ دل کی صورت کوئی نہ نکلی — تھا آشنا جو میرا وہ عالم آشنا تھا
اُس زلف عنبرین سے درپیش اک بلا تھی — اُس جعد پُر شکن سے اک فتنہ در قفا تھا
آکر وہ جاتا پھر کیا جا کر وہ آتا پھر کیا — کیا مرگ باوفا تھا کیا زیست بے وفا تھا
یک لخت کر ہی ڈالا جسنے دو نیم دل کو — ابرو کا اُسکی پورا اکیا خوب نیمچا تھا
بسمل کے رقص کا ہے شوقین میرا قاتل — اسوقت وہ قضارا آتا تو اک مزا تھا
جب قافلہ چلا تھا میرے سرشک تر کا — وہ چاہِ کاروان تھا اُنکا جو نقش پا تھا

عیسیٰ سے بھی نہ اچھا مین اے وقار ہوتا
یہ دردِ دل کا میرے وہ درد لادوا تھا

اکڑنا دیکھکر سروِ سہی کا — قد آیا یاد بوٹا سا کسی کا
سبب پوچھین نہ آپ افسردگی کا — مری جان دل ہی تو ہے آدمی کا
گہے غم کا ہے عالم گہ خوشی کا — رہے پھر حال کیا یکسان کسی کا
جگر سیماب کا ہو پارہ پارہ — جو دیکھے حال دل کی بیکلی کا
جہان مین بعد قیس اے رشک لیلی — مرے دم تک ہے چرچا عاشقی کا
غنیمت ہے بہم جب تک ہے صحبت — بھروسا اے صنم کیا زندگی کا
جواب خط وہان سے خاک آئے — قلم ہو جن جگہ سر ایلچی کا

جب آئے دل ہی دینے پر ہم ایجان — تو کیا ماتھے پہ ہے آپی کے ٹیکا
شفق کے خونسے دھو شام اور دہاتھ — جما رنگ انکے لاکھے پر مسی کا
بنا اے رشک گل گردنکی پھانسی — وہ ڈورا میری چشم نرگسی کا
جب آنکھین بند کین اس بت کو دیکھا — نہین محتاج کنگن آرسی کا

وقار اب چل کے رہیئے لکھنؤ مین
علاقہ مول لیجے شیخ جی کا

ہو نہ جھوٹا تو کیا کرے سچا — آگے جھوٹے کے رو مرے سچا
بات انکی سنے جو دشمن بھی — دوست کی طرح دم بھرے سچا
ہے مثل سانچ کو نہین ہے آنچ — پاک اگر ہے تو کیون ڈرے سچا
سجدہ اسکی ہے قسم جھوٹی — ہاتھ مصحف پہ گر دھرے سچا

آگ جلتی ہوئی اگر ہو وقار
ہو ورے ابھی پرے سچا

شیفتہ کیون ہو کوئی جس لب کا — بس ہے نظارہ میر مجلس کا
بک گیا ایک بوسہ پر مرا دل — مال مردے کا تھا کہ مفلس کا
دیدۂ نرم سے حذر ہے ضرور — سخت بد ہے نظارہ نرگس کا
تیغ ابرو ہے تیری وہ اے ترک — جسکا کشتہ نہ ایک بھی سسکا
مجکو رسوا ہے خلق دل نے کیا — آشنا لب سے ہو گا کس کا
پھر تو بیجا ہے شکوہ سنجی صبر — دل تنبل سے جو ہجر مین کھسکا

آج کل مین کہین لڑی گی آنکھ
طور بے طور ہے وقار اس کا

تمنے اگر سحر کو رخ سے نقاب الٹا — وہین نقش پا پہ اپنے پھرے آفتاب الٹا

لکھے تو سیدھے دل سے نامہ پہ نامہ لیکن
قاصد پھرا وہاں سے لیکر جواب اُلٹا

تم ہم سے منھ چھپاؤ آئینہ کو دکھاؤ
سیکھا حضور نے ہے کس سے حجاب اُلٹا

گیسو کی لٹ الٹکر لپٹا تھا اُنسے اکدن
ہر رات دیکھتا ہوں جیسے مین خواب اُلٹا

بے یار بزم مین جب آیا وقار آ کے
شیشہ کو ہم نے توڑا جام شراب اُلٹا

جھلوا اجل سے مجھا نپا وہ تیرے گھر ہے آتا
جاتا نہین ہے گھر کو دنیا سے پرے ہے جاتا

آج آئے کا بغل مین میرے وہ شوخ مہوش
پہلو مین کل سے دل ہے بےطرح پھڑپھڑاتا

مانند شمعِ روشن ہوتا ہے خار ماہی
جس شب وہ ماہ طلعت دریا مین ہے نہاتا

شبنم کی طرح رو کر گلزار عاشقی مین
ہر صبح و شام بلبل اُس گل کو ہے ہنساتا

دور آسمان کا مجھسے پرکار وار اُسکو
کرتا جدا ہے گاہے اور گاہ ہے ملاتا

کھلتا ہے عاشقون کے راز درون کا پردہ
برقع مین جب وہ کافر چہرہ کو ہے چھپاتا

قدرت کا وہ خدا کی ہے اے وقار جلوہ
زندون کو مارتا ہے مردون کو ہے جلاتا

پس فنا بھی نہ اک دم مجھے قرار آیا
تڑپ تڑپ کے لحد سے سر فرار آیا

اُسے وہی سینہ مین جا سر چڑھا کے آبلون نے
جو پابوس کو صحرا مین کوئی خار آیا

یہ مرتے وقت دیا داغ پر فلک نے داغ
نہ آیا نزع مین وہ اور اُس کا یار آیا

لکھا ہے خط مجھے خط غبار مین اُسنے
لفافہ کھل گیا اب دل مین کچھ غبار آیا

خدا کا شکر کہ کرنے نہ پایا کچھ شکوہ
گیا حواس مرے سامنے جو یار آیا

جو مثل شمع تری بزم مین گیا خندان
برنگ شمع وہ گھر اپنے پئے خاک کا

شرار سنگ کے مانند سنگ تربت سے
مین دل رکی مین ہون طوطیا کا

رہِ عدم مین پتا کیا
دکھا دو جلوہ روے پر صفا کا

کہ خاک بھی نہ کسی جا نظر غبار آیا

عشق کا دل جو سیرگاہ ہوا
آہ کا دور گرد راہ ہوا

تیغِ ابرو کھنچی تو خالِ رخ
سپر آسا مرا پناہ ہوا

تھرتھرا جائینگے زمین و فلک
لب اگر آشنائے آہ ہوا

سینہ ہمنے کیا نشانہ ادھر
لیں ادھر ناوکِ نگاہ ہوا

خط و رخسار باغ مین اُس کا
سینہ تابِ گل و گیاہ ہوا

بہرِ سلطانِ عشق خط سیاہ
موج در موج اک سپاہ ہوا

ہو گیا سرد آفتاب جو صبح
متبسم وہ رشکِ ماہ ہوا

دعویِ خون نہین ہے اُس سے وقار
خالِ رخ گو مرا گواہ ہوا

کرتے ہی عشقِ زلف سلجھے پیچ پڑ گیا
کالی بلا سے کشتی لڑا تھا پچھڑ گیا

عشقِ بتانِ یار نے ایسا کیا ہے زار
اوروں نے سانس لی تو مرا دم اُکھڑ گیا

باہم ہمارے اُنکے ہوا رنج بوسہ پر
آن این مین کارخانۂ صحبت بگڑ گیا

ہاتھ اُسنے رکھا سینہ پہ داغ اچھے ہوگئے
کیسی چلی ہوا کہ گلستان اُجڑ گیا

خشک اُنکی تر زبانی نے اتنا کیا مجھے
اُٹھا نفس جو دل سے گلے مین وہ اڑ گیا

خندہ ہوا جو اُنکا نمک ریز بزم مین
ہر زخم لب مین شمع کے ناسور پڑ گیا

خونریز ابروؤن کی طرح ہے وہ خطِ لب
دو شاعرون کی بیتون کا مضمون لڑ گیا

روتا ہون ایسے دشمن جان کے لئے وقار
ہے کوئی دوست جیسے کسی کا بچھڑ گیا

گاہ آندھی اُٹھی گہ ابر برستا گذرا
سر پہ انسان کے دن رات نہ کیا کیا گذرا

باغبان جبکہ نظر پھولون پہ کرتا گذرا
دل مین بلبل کے ہر اک رنگ کا کھٹکا گذرا

پُرزے کرنے کا مع خط کے دیا حکم اُسنے
داخلہ کا مرے قاصد کے جو پر چا گذرا

خضر و الیاس نے بھی ہمرہی اک روز نہ کی
وادیِ عشق سے جو گذرا وہ تنہا گذرا

توبہ گو آج ہوا کر وہ دو ی روزہ سے
دل پہ کیا یار کے اندیشۂ فردا گذرا

خوف تھا عشق کا آخر وہی آیا آگے
دیکھا آنکھون سے اُسے دل مین جو خطرا گذرا

قصہ کوتاہ جو دیکھے ترے گیسوے دراز
بالیقین دل مین گمان شبِ یلدا گذرا

دامنِ کوہ مین ہم روئے جو بہر فرہاد
قلۂ کوہ سے بھی اشک کا دریا گذرا

سر رہے یا نہ رہے بات وقار اپنی رہے
دل مین مضبوط مزاجون کے جو گذرا گذرا

مین اک آتش خو کا دیوانہ ہوا
سینہ سرتا سر پری خانہ ہوا

دیکھکر ساقی کی چشم مستِ ناز
گبر بے خود شیخ مستانہ ہوا

دل لگا اک رحم دل معشوق سے
شمعِ مردہ کا مین پروانہ ہوا

میرا تیرا قصۂ ناز و نیاز
وامق و عذرا کا افسانہ ہوا

اک صنم نے میرے دلمین گھر کیا
لو خدا خانہ صنم خانہ ہوا

ایک بیگانے کے اپنا کرنے مین
تھا جو اپنا وہ بھی بیگانہ ہوا

ٹکڑے ٹکڑے دل ہے بے اُسکے وقار
خانۂ آباد ویرانہ ہوا

مہِ نو یار کا ناخن ہے پا کا
شفق مین رنگ ہے رنگِ حنا کا

جو بت چمکا مرا دل اُسنے تاکا
کیا پہلے ہی گھر غارت خدا کا

بسا جو گرد آلودہ رخِ یار
بنین تصویر کی آنکھین ہین خاکا

عنایت خاکِ پا ہو بہرِ سُرمہ
ندیدہ مین نہین ہون طوطیا کا

ابھی ہو سر سے پا تک آئینہ آپ
دکھا دو جلوہ روے پُر صفا کا

مرے پاؤنمین دو دو بیڑیان ہون
مین عاشق ہون کسی زلفِ دوتا کا

تمھارے رنج مین ہے لطف راحت
مزا اس درد مین پایا دوا کا

خدا کا نام تو ہے میرے گھر مین
نہو گو نقش تک بھی بوریا کا

سزا چوٹی کے کوڑے سے مجھے دو
دل از کف دادہ ہون چابک ادا کا

اندھیرے مین نظر آتا نہین کچھ
بندھے مضمون کیا زلفِ رسا کا

تمھاری چشم بے پروا نے مارا
کرم ہو اب لبِ معجز نما کا

ہوا سر مین نہ سودا زاہدی کا
نہ دل طالب ہوا جنس ریا کا

وقار استاد ہین تسلیم میرے
مین ہون پابند تسلیم و رضا کا

آج ایسا اس غزل نے کچھ انکو مزا دیا
ہر شعر تر پہ بوسہ لذت فزا دیا

کی آہ یاد زلف مین دشمن جلا دیا
کیسا اندھیری شب مین نشانہ اڑا دیا

رکھ کر لحد مین کیون مرا شانہ ہلا دیا
سویا تھا بعد عمر کے ناحق جگا دیا

ابروے پرخم اسکی جو مسجد مین آئی یاد
محراب نیچے ہمنے بھی سر کو جھکا دیا

تعریف جب لکھی درِ دندانِ یار کی
مضمون آبدار کا دریا بہا دیا

چھلا دکھاکے دستِ نگارین مین یار نے
دامن مین مہر کے مہ نو کو دکھا دیا

میرا یہ منھ کہ لاؤن زبان پر مین حرف دل
چشم سیہ کے عشق نے سرمہ کھلا دیا

سوزن کہا مژہ کو تو جامہ مین وہ نہ تھے
بخیہ ادھیڑی ایسی مرا منھ سلا دیا

انگیا کی چڑیا کی ہے یہ چڑیا چر تری
جو میرے مرغ دل کو قفس مین پھنسا دیا

اب خاک مثل اشک زمین سے اٹھینگے ہم
جب اے وقار آنکھونسے اسنے گرا دیا

دل کا جو سوز سینہ سے نقشا بدل گیا
کیا رنگ تھا کہ آنچ پہ رکھتے پگھل گیا

استارہ واروی مین پس وپیش ہے لگا — جائے گا کوئی آج اگر کوئی کل گیا
اُس صبح رو کو بام پہ دیکھا جو وقتِ شام — خورشید شمعِ روز ساجوبن سے ڈھل گیا
گردش مین آسیاے فلک کی جو آگیا — نادان و دانا دانہ کے مانند دَل گیا
بے فصل اشک برسے جو ابرِ مژہ سے آج — فصلی جو بدلی آئی تو نقشا بدل گیا
صحبت جو گرم شمع کی گلگیر سے ہوئی — پروانہ سوزِ رشک سے محفل مین جل گیا
دکھلا کے اپنے دیدۂ آہو فریب وہ — دل کو مرے چھلاوہ کے مانند چھل گیا

پکڑا جو رنگ جوشِ جنون وقار نے
چادر مین منھ لپیٹ کے مجنون نکل گیا

دوست دشمن کا زیر دست ہوا — ہاے بخت بلند پست ہوا
مژدہ اسے ماہیان چرخ و زمین — اُسکا ہر موے زلف شست ہوا
سب حریفون کی ہوگئی برخاست — مجکو ایما پئے نشست ہوا
عاشقِ رخ ہے مائلِ گیسو — اہل اسلام بت پرست ہوا
میکدہ بال بال ہو جس کا — دوسرا کون مجھسا مست ہوا
نہین جڑتا ہے پھر نہین جڑتا — شیشۂ دل اگر شکست ہوا

وہ نہ توڑے گا عہد جو کہ وقار
عاشقِ نغمۂ الست ہوا

خانۂ دل تھوڑا اکھوڑا ٹوٹ کر میدان ہوا — ملک آباد ان نہ بسنے سے ترے ویران ہوا
چشم نے کوچے سے مژگان کے جو چھڑکا خونِ دل — چہرہ اپنا آج رشکِ کاغذ افشان ہوا
شبنم و گل کی ہے صحبت واقعی بے آب و رنگ — ایک اگر گریان ہو تو دوسرا خندان ہوا
مہر و مہ سے دیکھ کر شام و سحر عارض ترے — آئینہ میری طرح ششدر ہوا حیران ہوا
صبح سے گریہ ہے جیسا گریہ ویسا شام تک — سیل بردہ اشکِ تر کا نوح کا طوفان ہوا

شانہ سان دل فکر مین غلطان رہا پیچان رہا
پیچ گیسو کا نہ اُنکے وا کسی عنوان ہوا

وہ کمان ابرو جو آیا یاد گلشن مین وقار
شاخ ناوک بن گئی غنچہ مجھے پیکان ہوا

قطعہ

یاد اُن کاب مجھے جمال ہوا
صاف دل آئنہ مثال ہوا

تم چلے سرو پائمال ہوا
سرکشی کرکے کیا نہال ہوا

وصل کا ایک بڑھ گیا درجہ
ہجر مین جب مرا وصال ہوا

چھائی آنکھون مین میری بیداری
خواب مین جب ترا خیال ہوا

جبکہ خسرو کی سخت روئی سے
کار فرہاد انفصال ہوا

مثل شکر کے گھل گئی شیرین
بیستون آپ انفعال ہوا

سے ہے مگر یار دودھ مین مکھی
زیب عارض اگرچہ خال ہوا

مثل طور آئنہ جلا ہے وقار
لو جمال اُنکا بھی جلال ہوا

جب اپنے قرب قلب سے مین آپ دور تھا
حاضر ہر ایک وقت وہ میرے حضور تھا

روشن مطالعہ سے ہوئی چشم شمع کی
پروانہ کا جو پر تھا وہ مکتوب نور تھا

موسیٰ کے عشق کی نہوئی چشم شوق وا
وہ حسن اک چراغ تجلی طور تھا

ٹکڑے نہوتے شیشہ و ساغر کے کسطرح
ساقی بزم آپ ہی نشہ مین چور تھا

آئی جو اُس حسین سے کرنے مقابلہ
بے شبہ عقل حور کا یارو قصور تھا

وہ سنگ آستان کہ جبین سائے جسپہ ہم
حسن عمل کے فیض سے تعویذ گور تھا

تھا دم جولانئے معرکہ روز حشر بھی
کوچے مین اُسکے رات وہ شور نشور تھا

یہ ربط حسن و عشق سے ظاہر ہوا وقار
تھا عجز پائمال کہ سرکش غرور تھا

مجمر سا جل رہا ہے جو ہر دم درون مرا
اُڑتا سپند وار چھٹک کر ہے خون مرا

فرقت مین اُسکی رنج و تعب کی نہین کمی
ہوتا ہے روز ایک دو نالہ فزون مرا

ڈھونڈھے نہ چشم آہو مین لیلی کو پھر کبھی
مجنون جو دیکھے دشت مین جوش جنون مرا

وہ دوست ہو تو پھر بھی رہے دوست تا ابد
دشمن ازل سے گرچہ ہے گردون دون مرا

گردش ہے خار زار مین یکسر برہنہ پا
تا گل فشان ہو آبلۂ آبگون مرا

محراب ابروُ اسکی ہے مسجد کے پیش طاق
سجدے کو پانچون وقت ہوا سرنگون مرا

کب مجھسے سیدھے سادہ کا جاتا ہے مکر پیش
یکتا فن و فند مین ہے وہ ذو فنون مرا

آنگن مین پانون وقت سحر رکھے آکے زاغ
آمد سفر سے اُسکی ہے بولے شگون مرا

خود مضطرب ہو حوصلہ ضبط ہو قلق
ایوب اے وقار جو دیکھے سکون مرا

ہوا ہے عشق کمر مین یہ زار حال اپنا
کہ یار تک بھی پہونچتا نہین خیال اپنا

فشار گور کو سمجھون مین عین بوس و کنار
فراق مین ہو جو اُس شوخ کے وصال اپنا

مٹا جو دفتر دیوانگی سے قیس کا نام
خدا کے فضل سے چہرہ ہوا بحال اپنا

بے جواب ہے عنقا وہان جو مُنھ مین زبان
تو گم یہان بھی ہے گویا لب سوال اپنا

وقار عیب کو اپنے ہنر کہے تو کہے
مین وہ نہین ہون کہون نقص کو کمال اپنا

جب لب ساغر سے اپنا وصل لب ہو جائیگا
دلنشین ساقی کے سب حُسنِ طلب ہو جائیگا

زیر مُہر خام سے جب میرا لب ہو جائیگا
ہر گلی کوچہ مین غوغا کا سبب ہو جائیگا

نامہ بر کہتا ہے خط نکلا ہے رخ پر یار کے
بندھ گئی امید دل کی کام اب ہو جائیگا

تا بدامن پانون پھیلائے ہین طفلِ اشک نے
مین نہ سمجھا تھا یہ لڑکا بے ادب ہو جائیگا

دیدۂ انجم مین سرمہ کھینچتا ہے دودِ آہ
نالہ کا دنبالہ اب اُسپر غضب ہو جائیگا

جب نہ تب مجھپر غضب ہے مہربانی غیر پر
اے صنم ترک ادب کا یہ سبب ہو جائیگا

خون کے بدلے وفا میرے رگ و ریشہ مین ہے
شکوہ پردازِ جفا کس طرح لب ہو جائیگا

زلفِ مشکین عارضِ پُر نور پر ہرگز نہ چھوڑ
روزِ روشن اے پری تاریک شب ہوجائیگا

چونک اُٹھین گے حاملانِ عرش کچی نیند سے
گر کوئی نالہ شبِ غم زیبِ لب ہوجائے گا

نالہاے زار سے دم بند ہوگا صور کا
وجہ بدخوابی خیالِ یار جب ہوجائے گا

روغن شنجرف سے پھیکی ہو بے شک آبِ لعل
سُرخیِ پان سے اُداس ایجان لب ہوجائیگا

پاس بھی بیٹھے گا گھر بھی آئیگا وہ جانِ جان
رفتہ رفتہ اے دلِ بیتاب سب ہوجائیگا

وصل ہوجائیگا اکدن کہتے ہین وہ اے وقار
یہ معما پر نہین کھلتا کہ کب ہوجائے گا

جانم بلب آمد اے خود آرا
رحمی برحالِ من خدا را

ما حال زدیم بد نگر آن
پرسید و ندید حالِ ما را

بالاے توان در از اُفتاد
کم یافتہ ام ازان بلا را

بر پنجۂ خور حنا نہ بندند
زنہار مکن نگار یا را

مرگم چو شنید کعب آن شوخ
منت گویم مر خدا را

در ہجر کسے وقار مونس
یک گریہ ہاے ہاست ما را

پاس میرے وہ کب نہین آتا
جان جاتی ہے جب نہین آتا

جان لب پر ہمارے آتی ہے
لب پر اُسکا جو لب نہین آتا

ہاتھ سے تیرے قتل کا میرے
کس بشر کو عجب نہین آتا

جامہ زیبی کا اُن پہ خاتمہ ہے
دیکھنے کون چھب نہین آتا

شاید آنکھون کے سوت بند ہوے
آب دیدہ جو اب نہین آتا

وہان جاتا ہے وہ جو لطف کے ساتھ — کب یہان پر غضب نہین آتا
کرتی لکنت ہے اُنکی قطعِ سخن — حرف لب تک جو سب نہین آتا
ہوش شامت سے یادِ رُخ مین روز — صبح سے تا بہ شب نہین آتا

۸۳ عشق بازی مین اے وقار مجھے
کہیے تو کون ڈھب نہین آتا

گیا دل ترے پاس پروا نہ کرتا — رہا مین بہت اُسکو آواز کرتا
خجالت سے پیرِ فلک مُنھ چھپاتا — اگر تیرے ظلمون کا اندراز کرتا
نہ دیکھا تبسم تمھارا وگرنہ — دمِ عیسوی اپنا دمساز کرتا
چھپا رہتا سینہ مین رازِ محبت — نہ افشا اگر اشکِ غماز کرتا
غلط ہوگئی راہ کبک دری کی — چلا اس ادا سے وہ گل ناز کرتا
اگر قتل کرتی مجھے چشمِ فتان — لب اُن کا مسیحا کا اعجاز کرتا
پسِ پشت آئینہ چھپ جاتی طوطی — ترے رُخ پہ سبزہ جو آغاز کرتا

۸۴ وقار اس غزل کی ہے وہ صاف بندش
اگر دیکھتا میر اعزاز کرتا

تمھارا روے منور اگر نظر آتا — تو آسمان سے مہ چار وہ اُتر آتا
خدا گواہ کہ اُٹھ بیٹھتے لحد مین ہم — کبھی جو فاتحہ پڑھنے وہ فتنہ گر آتا
جو آتا سیرِ گلستان کو وہ صنوبر بر — نہالِ خشک مین فی الحال برگ و بر آتا
نہ بند رہتے کبھی زخم کے لبِ فریاد — اگر وہ کاکلِ مشکین کو کھول کر آتا
جو کوہ و دشت مین ہوتا مین اشکبار کبھی — تو ابرِ خستہ جگر تیرہ دل بسر آتا
وہ روز ہوتا ہے شب باش گھر رقیبون کے — جو دوست میرا بھی ہوتا تو میرے گھر آتا

مین جاتا کاہیکو یون مفت اپنی جان سے وقار

۸۵ وہ بھول بھٹکا جو اکبار بھی ادھر آتا

مین جفا کے عوض وفا کرتا
بدلے دشنام کے دعا کرتا

پانون مین باندھتے جو وہ مہندی
دستِ افسوس مین ملا کرتا

آنکھ سے آپ کی ملاتا آنکھ
یہ غزالِ ختن خطا کرتا

سایہ سان اُس صنم کے پیچھے ہون
دیکھون آگے ہے کیا خدا کرتا

مین یہ کہتا کہ وصل تن سے ہوا
سر جو وہ تیغ سے جدا کرتا

وہ نہ بیگانہ بھی کرے باتین
ہم سے جو کچھ ہے آشنا کرتا

دل دیا اُسکو جبکہ بے خواہش
پھر مین کیا ظلم کا گلا کرتا

خاکِ پا یار کی جو مین پاتا
عین آنکھون کا طوطیا کرتا

کاش کرتا مین گریہ مین نالہ
قافلہ کو ذرا ندا کرتا

وصل اُسکا وقار ہجران مین
کیون نہوتا اگر خدا کرتا ۸۶

شب درد کا طور ہی دگر تھا
سینہ سے دلِ حزین بدر تھا

اُس تیغ کے سامنے سپر تھا
وہ داغ جو رونقِ جگر تھا

سنتے ہی نویدِ وصل جانان
رو شامِ فراق کا سحر تھا

کاوش سے کرشمۂ مژہ کی
رگ رگ مین شکستہ نیشتر تھا

باندھی نہ کمر شکیب نے پھر
کہنے کو مگر تری کمر تھا

گو مُہر لگا سے لب پہ قاصد
احوال سے میرے پُر خبر تھا

اک پل مین وہان وقار پہونچا
کیا مُرغ نظر بھی تیز پر تھا ۸۷

لالہ نے گل جو سینہ پہ کھایا تو کیا ہوا
اک داغ تیرے غم مین اُٹھایا تو کیا ہوا

عینک کا کام لیتے ہین پردہ سے اہل دید
ہمسے جو تم نے چہرہ چھپایا تو کیا ہوا

اچھے برے پہ اسکو کسی کے نہین نظر
مین نے بگڑ کے حال بنایا تو کیا ہوا

چھلنی کیا نہ سینہ پُردرد کو مرے
اک آدھ تیر اُسنے لگایا تو کیا ہوا

گر روز حشر کشتۂ غفلت کو صور نے
غوغا و شور کر کے جگایا تو کیا ہوا

ہم مر گئے نہ یار ترے انتظار مین
تو وعدہ کر کے رات نہ آیا تو کیا ہوا

بیٹھا عدو اُبھر کے کہ برباد ہو گیا
مثلِ حباب سر جو اُٹھایا تو کیا ہوا

ہونا نہونا بزم مین میرا ہے تمکو ایک
آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا

ٹکڑے جو دل ہو اُسکا رفو ہے ہنر وقار
ناصح نے چاک جیب سلایا تو کیا ہوا
۸۸

طفلِ سرشک اپنا جسوقت ہے مچلتا
کتنا ہی پھر سنبھالو ہرگز نہین سنبھلتا

سینہ ہے سوز غم سے مجمر کی طرح جلتا
مثلِ سپند اُسمین اپنا ہے دل اُچھلتا

سیکھی ہے آہوون نے آنکھو نسے جسکی چھل بل
نظرون سے وہ چھلاوا دلکو ہے میرے چھلتا

اے ترک گر نہین ہے میرے لہو کا پیاسا
کیون تیغ تمھارا ہے دمبدم اُگلتا

اُس ماہرو کا جوبن ایسا چڑھاؤ پر ہے
خورشید جسکے آگے آتا نظر ہے ڈھلتا

ملتے وہان حنا ہین اغیار دست و پا پر
ہیہات مین یہان ہون یکدست ہاتھ ملتا

اے دل نہ چاہ کر تو اُسکے چہ ذقن کی
دیکھا کبھی نہ اُسکا ڈوبا ہوا اُچھلتا

چلتا تو چال اُسکی دونون مین ایک کو ہے
طاؤس باغ چلتا یا کبک کوہ چلتا

بالاے چرخ ہفتم دیکھا غبار نالہ
لیکن نہ زیر لب سے دیکھا کبھی نکلتا

ڈھونڈھے چراغ لیکر گر کوئی تو نپاوے
ایسا کہ جیسا دل کا میرے ہے داغ جلتا

غیرون سے گرمجوشی کرتا وہ سیمبر ہے
مین اے وقار غم سے ہون رانگ سا پگھلتا
۸۹

کب لخت دل خونی بریان نہوا میرا	کس روز خیال اسکا مہمان نہوا میرا
ہجرت مین غم وصلت وصلت مین غم ہجران	افسوس دل غمگین شادان نہوا میرا
دل لیکے رقیبون کا دلبر وہ بنا یارب	دی جان بھی مین نے پر جانان نہوا میرا
زنجیر کے خانہ سے نکلے نہ قدم باہر	مجھسے تو کبھی خالی زندان نہوا میرا

وحشت سے وقار اپنی ہر وقت رہی کشتی
کس روز ندلت کا سامان نہوا میرا ۹۰

خواب خوش آنکھون مین تھا بخت رسا بیدار تھا	شب خیال مہربان ماہر و غمخوار تھا
بات کا باطل ستیزون کے ہو گو دیگر مدار	واقعی منصور حق کا پختہ جانب دار تھا
اچھی صورت کا فرشتہ نزع مین آیا نظر	مین جو اک طفل حسین کا طالب دیدار تھا
جامۂ شبنم سمجھتے ہین وہ اب رخت پلاس	سایۂ گلبرگ جنکے ناز سے پر بار تھا

گرمی مہر قیامت سردی یخ تھی وقار
سایۂ طوبےٰ مجھے وہ سایۂ دیوار تھا ۹۱

اسکے خط مین نظر نہ خال پڑا	ہائے ہندوستان مین کال پڑا
تیرے شمشیر ناز کا زخمی	کل سے ہے آجتک نڈھال پڑا
مجکو عاشق سنا تو بولے وہ	ہائے نادان کس خیال پڑا
دور پہونچا تھا شانہ ہاتھ کٹے	سر بسر زلف کا وبال پڑا
شکر کی حسن تیرا خط سے یار	کھیت آسا ہے پائمال پڑا

یون ہے دل اے وقار سینہ مین
جیسے ویرانہ مین ہو مال پڑا ۹۲

آہ کی آسمان ٹوٹ پڑا	تھا جھکا سائبان ٹوٹ پڑا
کیون نہوا اپنی چشم گوہربار	وہ جڑاؤ جو کان ٹوٹ پڑا

دوست ہو کر تمھارا دشمن ہون — کیا غضب مہربان ٹوٹ پڑا
لشکر اشک کیا روا نہ ہو — آہ کا جب نشان ٹوٹ پڑا
رکھتے رکھتے زمین عشق پہ پاؤن — سر پہ اک آسمان ٹوٹ پڑا
رکھی تھی اک پٹاری نالون کی — آسمان کا مچان ٹوٹ پڑا
اے وقار اسنے جب کیا مجھے قتل — سیر کو اک جہان ٹوٹ پڑا

۹۳

جوش آشوب اسکا قامت ہوگیا — فتنۂ روزِ قیامت ہو گیا
جس جگہ دیکھا ترا نقشِ قدم — حسرتِ دل کا وہ تربت ہوگیا
بوسون کی لے دے تھی مالِ حسن پر — خطِ رخ انکو غنیمت ہوگیا
بحرِ ہستی مین رہے شکلِ حباب — ہر نفس تاراج فرصت ہوگیا
تنگنائے دہر مین فرصت نہین — حلقہ مین حرفِ فراغت ہوگیا
اب خیالِ یار بھی آتا نہین — ہوش میرا خوابِ غفلت ہوگیا
اے وقار اک دشمنِ جانکا ہون دوست — رنج صورت سازِ راحت ہوگیا

۹۴

جسم کوہِ الم کا کاہ ہوا — سچ تو یہ ہے کہ اشتباہ ہوا
جب بلند اپنا دودِ آہ ہوا — شعلۂ شوخ شمعِ ماہ ہوا
تل سے زینت چہ ذقن کی ہوئی — تھا وہ یوسف فروغ چاہ ہوا
دشتِ غربت مین خارِ غم سے مرا — جامۂ جسم راہ راہ ہوا
پی کے مئے ہم ہوئے جو خجلت ناک — عذر بھی بتر از گناہ ہوا
عشق گیسو مین اسکے بخت اپنا — خالِ روئے شب سیاہ ہوا
شعر واہی پہ میرے رات وقار

۹۵ — ہرطرف شورِ واہ واہ ہوا

جاری جو بد سے اشک کے آنکھوں سے خون ہوا — شاید کہ بے بہار ہے ابکی جنون ہوا
رہنے نہ دیگا کوئی درونِ حرم اُسے — جو صید صیدگاہ سے تیرے برون ہوا
اللہ رے نازکی رُخِ پُر نورِ یار کی — گذرا خیال بوسہ کہ وہ نیلگون ہوا
آنگن مین مُنھ اندھیرے جو کوے نے رکھا پاؤن — اُسکے سفر سے آنے کا گویا شگون ہوا
ایسا ہی گر حنا کا لگانا ہے اے حضور — سُن لوگے ایک دن گُلِ لالہ کا خون ہوا
اُٹھی نہ آنکھ نرگسِ شہلا کی پیشِ یار — سُرمہ کا تھا جو ڈورا وہ تارِ فسون ہوا

ہے عشق اے **وقار** جوانمرد واقعی
احوالِ حُسن ہاتھ سے اُسکے زبون ہوا

۹۶

غیر جب موردِ تپاک ہوا — اے جفا کار مین ہلاک ہوا
تھا مین وہ تنگ زیست مثلِ حباب — اک ہوا سے نفس مین خاک ہوا
آہ سے سرد گرم برق ہوئی — ابر گریہ سے شرمناک ہوا
دامن آلودہ گرچہ مین تھا مگر — اشک کی شست و شو سے پاک ہوا
مرغِ دل کی تڑپ سے مثلِ قفس — سینہ یکدست چاک چاک ہوا
پا بوسی سے سربلند ہے وہ — جو کوئی اُسکی رہ مین خاک ہوا

زخمِ سینہ کے جیب بند سے انگور
اے **وقار** اشک تاک ہوا

۹۷

آج مجھپر مہربان نا مہربان میرا ہوا — تھا دل آرام ہمان آرامِ جان میرا ہوا
اُس لبِ شیرین سے نکلا جو سخن تلخ و ترش — شوق و ذوقِ دل سے وہ وردِ زبان میرا ہوا
خط نے کاٹے بوسے میٹھا زہر وہ لب ہو گئے — خضر کیا عیسیٰ بھی عزرائیل جان میرا ہوا
خانۂ جنت نشان دوزخ ہے ہجرِ یار مین — چنگلِ شہباز مجکو آشیان میرا ہوا

لے گیا اپنی سعادت جانکر کس دن ہما
لقمۂ سگ کون سے دن استخوان میرا ہوا

آہ نے ظاہر مین ڈالے گو بدن پر آبلے
کب وہ مہر و واقفِ سوزِ نہان میرا ہوا

رشتۂ تسبیح توڑا مین نے جسدن سے وقار
ہاتھ اُس بت کے تہِ رطلِ گران میرا ہوا

۹۸

ہم سے عداوتین ہین محبت کو کیا ہوا
بے دید پھیری آنکھ مروت کو کیا ہوا

لاکھون شہید ہو گئے میدانِ عشق مین
مرتا ہون مین کہ میری شہادت کو کیا ہوا

آشوب انتظار نے آنکھین سو جائی ہین
اے یادِ قدِ یار قیامت کو کیا ہوا

آنکھین لڑائین ہمسے شب اُس بت نے بزم مین
حیران ہون کہ غیر کی غیرت کو کیا ہوا

بے یار گھر مین جی نہین لگتا ہے ایک دم
خانہ خراب عادتِ مدت کو کیا ہوا

تھا ابتدائے عشق مین دل وہم گاہ درد
ایجان غم سے حالِ نہایت کو کیا ہوا

مانا کہ خواب روز چرائے نظر وقار
شب کے مگر خیالِ بشارت کو کیا ہوا

۹۹

ناوکِ بیداد سینہ مین چھدا رہنے دیا
خاک و خون مین میرا بسمل لوٹتا رہنے دیا

اُسنے کب فتراک کا لگا لگا رہنے دیا
صید کرکے صیدگہ مین ہے پڑا رہنے دیا

گرچہ برقع سے سحاب آلود مہ وہ رُخ ہوا
کب مری چشمِ تصور نے چھپا رہنے دیا

آپنے اپنے ہنر مین یہ لگایا داغِ عیب
جیب کو میری سیا پر دل پھٹا رہنے دیا

مُند گئین لوگون کی آنکھین وہ جو آئے وقتِ دفن
ایک تختہ قبر کا میری کھلا رہنے دیا

ایک شب رہنے دیا اُسنے نہ اپنے گھر مجھے
مدعی نے دل کا دل مین مدعا رہنے دیا

جو بنا لائے بھی کچھ کچھ وہ بھی صورت مٹ گئی
آئنہ نے ہمسے کب اُسکو بنا رہنے دیا

بعد مرنے کے ہماری قدر کی اُس شوخ نے
کوچہ مین چالیس دن مردہ پڑا رہنے دیا

لے گیا جان و دل و صبر و توان وہ اے وقار

۱۰۰ پاس میرے زیست کا سامان کیا رہنے دیا

جب صبا پردۂ گل سوار ہوا
باغبان خاک رہگذار ہوا

(یعنی اسپ)
زلف سے کچھ ہوئی جو خاطر جمع
تیغ ابرو سے دل فگار ہوا

خاک بدگردی فلک نے کیا
موج گوہر مرا غبار ہوا

لب پہ جان آئی دم نہ مار سکے
آخرش راز آشکار ہوا

بادۂ عشق نے کیا جب مست
کھل گئی آنکھ ہوشیار ہوا

یاد میں ایک گل کے گریۂ تر
غازۂ روے نوبہار ہوا

اے وقار اس کمند گیسو کا
۱۰۱ تا غزال حرم شکار ہوا

اشک سے جب پر آب دیدہ ہوا
موج آنسو حباب دیدہ ہوا

بسکہ باعث خرابی دل
یہی خانہ خراب دیدہ ہوا

روتے روتے الٹ گئیں آنکھیں
منتظر انقلاب دیدہ ہوا

جب رخ یار سے نقاب اٹھا
پردہ دار حجاب دیدہ ہوا

گریۂ زار زار سے میرے
مردم چشم آب دیدہ ہوا

عشق کا ہے وقار دفتر دل
۱۰۲ عین فرد حساب دیدہ ہوا

راس ایسا مجھے سفر آیا
بھول کر بھی نہ یاد گھر آیا

وہ چڑھے بام پر ہوا یہ غل
آسمان سے قمر اتر آیا

خم ابرو کی یاد میں ایجان
سر مرا جھک کے پانوں پر آیا

چشم وحدت سے بتکدہ میں بھی
مجھکو ہر بت خدا نظر آیا

ہجر میں پیک یار مجھے وقار

ملک الموت بھی اگر آیا ۱۰۳

فیض مے سے رنگ اُس گل کا گلابی ہوگیا — چہرۂ ملک اک ماہوش کا آفتابی ہوگیا
(زردو تجلی)

اسقدر ہمنے اُڑائی ہے ہوا مین تیری خاک — آسمان پر برج خاکی برج آبی ہوگیا

سوز غم کا مرثیہ مجلس مین اُسکی جب پڑھا — مجھسے بہتر دل مرا میرا جوابی ہوگیا

تیرے خاطر ہو گئی نے پھول شبنم اے صنم — شوق لب بوسے مین ہر اک گل گلابی ہوگیا

سرد خجلت سے ہوئی شب شمع محفل مین وقار
نشہ مین ساقی جو گرم بے حجابی ہوگیا ۱۰۴

صدا اے پاسبان یا اور کوئی جب ادھر آیا — دل بیتاب بول اُٹھا کہ لیجے نامہ بر آیا

جو اُٹھا بزم سے وہ بت تو بیٹھے سر پکڑ کر ہم — گیا دل ہاتھ سے محفل مین جب وہ فتنہ گر آیا

پھرا ہے کوے قاتل سے سلامت کونسا عاشق — یہ سب کہنے کی باتین ہین ادھر آیا اُدھر آیا

جو اُبھرے گا تو اُس خوش قد کے پہونچا ہاتھ یارونکا — نصیب اُس نخل کے ڈھیلے ہوے جسمین ثمر آیا

حقیقت کھل گئی عشق مجازی مین وقار آخر
خدائی دیکھ لی اُسنے جسے وہ بت نظر آیا ۱۰۵

دیکھنے پر کیون ہے میرے ہوکے برہم دیکھتا — تجکو مثل ماہ تو ہے سارا عالم دیکھتا

یہ نہ دیکھا آپ نے یکبار چشم غور سے — آئنہ ہے دیدۂ حسرت سے ہر دم دیکھتا

دیکھکر نرگس پہ شبنم مجھسے کہتا ہے وہ گل — چاہنے والے کی مین بھی چشم پُر نم دیکھتا

سینہ مین خاموش بیٹھا دیکھتا جس دل کو تھا — یا کہ نالہ اب اُسی دل کا ہون پیہم دیکھتا

اب ہوا کیا اُسکے بے دیکھے نہین پڑتا ہے چین — خوف چشم زخم سے مین خود تھا کم کم دیکھتا

دیکھکر گیسو پریشان مو بمو دل ہوگیا — اب ہون مین جمعیت خاطر کو برہم دیکھتا

آج کل جیسے خوشی وہ دیکھتا ہے غیر کی
اے وقار اپنا بھی اک دن ماتم غم دیکھتا ۱۰۶

جو عشقِ چشمِ یار مین بیمار ہو گیا
یرقان کا آخرش اُسے آزار ہو گیا

سبحہ کا تار رشتۂ زنار ہو گیا
ہندوے زلف سے جو سروکار ہو گیا

توڑین مروڑین غیر تو ہون داخل ثواب
مین ایک بوسہ لے کے گنہگار ہو گیا

قطرے گرے جو دیدۂ خونبار سے مرے
دامن کا پاٹ تختۂ گلزار ہو گیا

رکھتا نہین ہے کار اب انکار سے وہ یار
ہونا جو کچھ تھا پہلے ہی اقرار ہو گیا

دیکھا جو زلفِ یار کو دل پھنس گیا مرا
تھا مُرغ خوش نوا کہ گرفتار ہو گیا

ہرچند جان اُس سے بچائی مگر وقار
ہونا جو تھا وہ عاقبت کار ہو گیا

۱۰۷

زندہ در گور جو در سے ترے رنجور گیا
گرچہ گھر اپنے گیا پر وہ لبِ گور گیا

ماہ نے دیکھا جو اُس مہرلقا کو سرِ شام
صورتِ شمعِ سحر چہرہ سے اُڑ نور گیا

حصرِ آئینۂ و نرگس پہ نہین ہے ایجان
جسنے دیکھا تجھے وہ ایک نظر گھور گیا

پڑ گئے سینہ مین اُس نیش قرہ سے سوراخ
بزم سے لیکے ہین گھر خانۂ زنبور گیا

بادۂ عشق مین ساقی کے ہین کیفیت وہ
جو رہا مست رہا جو گیا مخمور گیا

پاس تک آ نہین سکتا ہے وقار عنقا بھی
کتنا مضمون دہن کے لیئے مین دور گیا

۱۰۸

چپ لگی جب خروش سے گذرا
ایک چسکی مین ہوش سے گذرا

لوٹتا پاؤن پر ہو تیرے سر
مین بزرگی دوش سے گذرا

عشقِ عارض مین تیرے پروانہ
شمع گردن فروش سے گذرا

وجہ خط کے لیا نہ بوسۂ لب
نیش کے ڈر سے نوش سے گذرا

مین نے چھوڑے لبانِ پان خوردہ
آتشِ شعلہ پوش سے گذرا

دستِ مژگان سے ہے پنجۂ مرجان
خون دل کے مین جوش سے گذرا

دل نہ کیونکر ہو سینہ مین بیتاب
نالہ کب اُسکے گوش سے گذرا

دیکھکر تیرا نور پروانہ
عشق شمعِ خموش سے گذرا

جب سے دیکھا ہے روے یار وقار
آئینہ اپنے ہوش سے گذرا

۱۰۹

غم کے آگے سینہ مین دل ٹھونکر خم ہو گیا
لو اکھاڑے کا مرے پٹھا بھی رستم ہو گیا

بوسہ لیکر اُس لبِ شیرین کا بیدم ہو گیا
شہد جسکو جانتا تھا وہ مجھے سم ہو گیا

اُس کتابی چہرہ کا مضمون کیا خط نے غلط
سادہ روئی کا جو دفتر تھا وہ برہم ہو گیا

جاے دل پیدا ہوئی چشم بلا مین عشق مین
شیشۂ اسکندری کا ساغرِ جم ہو گیا

آج وہ اودھم مچایا میرے طفل اشک نے
یہ ہوا پانی سے پتلا ناک مین دم ہو گیا

زلف و رُخ سے اُسکے پایا زخم دل نے التیام
ل کے باہم مشک اور کافور مرہم ہو گیا

جنس سالک بیچتا بازار مین مجذوب ہے
حیف مخفی راز کا غماز محرم ہو گیا

سر پٹکتے پیٹتے آتے ہین جو طفلِ سرشک
خانۂ دل کیا ہمارا مجلس غم ہو گیا

اُس مہ بیمہر کے رخ پر ہے گیسواے وقار
رات غم کی بڑھ گئی دن عیش کا کم ہو گیا

۱۱۰

وہ کیا اقرار جس اقرار مین انکار ہو پیدا
وہ کیا انکار جس انکار مین اقرار ہو پیدا

مجھے ہے عشق اک کافر کی تارِ زلف پیچان کا
عجب کیا دانۂ تسبیح مین زنار ہو پیدا

ہمارا قصرِ دل بھی کم نہین جنت سے دنیا مین
نہ جسکا جستجو کو بھی در و دیوار ہو پیدا

نمو پر ہے جو نخل نالہ و شاخ فغان انکی
مقرر گل نیا پھولے کہ برگ و بار ہو پیدا

لبِ شیرین سے اُسکے میل کیا قند مکرر کو
کہ جسکے ہر سخن مین صورتِ تکرار ہو پیدا

گلِ باغِ جنان سے تازہ و تر ہے سخن وہ ہو
زمین شعر مین اک خشک بھی گر خار ہو پیدا

وقار اُسکے دہن کی یاد کر کی دید ہو

نہ مثلِ رُخ وہ ظاہر ہو نہ عنقا وار ہو پیدا ۱۱۱

مثلِ ہلالِ عید بدن گرچہ گھٹ گیا
پھولے گا بدر سا جو وہ آکر لپٹ گیا

خونِ شہید ناز کی دیکھین جو شوخیان
مہندی کا رنگ شرم سے یکدست کٹ گیا

دل میرا لیکے پیچ مین مکرسے ہے زلفِ یار
آنکھون سے دیکھا کاٹ کے کالا لٹ گیا

سچ ہے کہ ہر کمال کو لازم زوال ہے
بڑھ کر ہلال بدر ہوا تھا کہ گھٹ گیا

لکھی جو سرگذشت شبِ غم کی یار کو
فی الحال سینہ خامہ کا یکدست پھٹ گیا

دُرِ یتیم اشک زمین سے اُٹھے گا خاک
تھا بے پدر کہ گرد یتیمی مین اٹ گیا

سررشتہ دوستی کا نہ ہاتھ آیا اے وقار
اُسکا خیال غیر کی باتون مین بٹ گیا ۱۱۲

بے یار رنگِ چہرہ نہ کچھ زرد ہو گیا
سر تا بپا مین کالبدِ درد ہو گیا

آیا پسند اُسکو دلِ خاکسار آج
لو آئنہ مقابلہ مین گرد ہو گیا

گلگیر سے جو پکڑی گئی شمع بزم مین
پروانہ گرم دل تھا کہ بس سرد ہو گیا

ہے آب و تاب پر رخِ دلدار کا عرق
شبنم فروش باغِ گلِ ورد ہو گیا

لی باگ اسپ کلک کی مضمون کے صید پر
پرچہ غزل کا عرصہ ناورد ہو گیا

رکھ آمدہ سے کام نہ آوردہ سے غرض
ہے طاق جفت زوج سے گر فرد ہو گیا

مجنون نے گرچہ آپ کو لیلی کہا وقار
الفت کے معرکہ مین مگر مرد ہو گیا ۱۱۳

کسی دل مین جو عشقِ نرگس بیمار ہو پیدا
تو رفتہ رفتہ یرقان کا اُسے آزار ہو پیدا

نقابِ سرخ سے گر وہ رخِ گلنار ہو پیدا
خلیل آسا کہے آگ سے گلزار ہو پیدا

ولادت بچۂ انسان کی ٹھہری نو مہینے پر
یہ طفلِ اشک اک اک پل مین سو سو بار ہو پیدا

رولائے آبداری چشمِ جانان کی اگر مجھکو
ہر اک قطرہ مین جوشِ قلزمِ زخار ہو پیدا

چمکنا برق کا لازم ہوا ہے عین باران مین
نہ کیونکر وقت گریہ آہ آتشبار ہو پیدا

جو قد کو اُس کے دون تشبیہ شمشاد و صنوبر سے
ابھی سروِ سہی گلشن مین شکل دار ہو پیدا

اگر وہ یوسف ثانی درِ دولت پہ آ بیٹھے
وقار اُسکی گلی مین مصر کا بازار ہو پیدا

یہان سے وہان جا کے بہتر ہو پیدا
جو زہرہ ہو کوئی تو اختر ہو پیدا

اگر پہلوِ دوست ہو جائے دشمن
نہ کیون دردِ دل مین برابر ہو پیدا

تری زلف سے مشک ریزی ہے ظاہر
عجب کیا ہے خط سے جو عنبر ہو پیدا

ابھی سُرخ خط کو کرون خون دل سے
سفید اشک کا گر کبوتر ہو پیدا

اگر وصف اُس روے رنگین کا لکھون
ہر اک لفظ رشکِ گل تر ہو پیدا

غضب ہے زمین پر نہ شبنم سے گل ہو
صدف مین پڑے بوند گوہر ہو پیدا

وقار اُسکی اُلفت ہوئی دلکو میرے
زمانہ مین جسکا نہ گھر در ہو پیدا

اے خدا دل کا کبھی اُس بت پہ بس ہو جائیگا
یا یونہین آخر یہ درد و غم مین بس ہو جائے گا

لی اگر کروٹ زمانے نے تو ہو آزاد قید
حوصلہ پرواز کا مجکو قفس ہو جائے گا

اشک تر کا قافلہ جسدن چلے گا رات کو
نالۂ درد آشنا اپنا جرس ہو جائے گا

بطیون پر کیفیت ہے آئی ہے فصل بہار
محتسب اک دن گرفتار عسس ہو جائے گا

اے وقار اکدن کبھی اُس رشک ماہ و مہر سے
صبح صادق کی طرح وصل اک نفس ہو جائے گا

دل سے وہ صبر ضبط و توان تاب لے گیا
گویا تھا گھر مین چور سب اسباب لیگیا

دینے کو اُسکے مین دلِ بیتاب لے گیا
آتشکدہ کی نذر کو سیماب لے گیا

حیران شام سے ہون سحر تک ستارہ وار
آنکھون سے کون اُڑا کے مرا خواب لیگیا

ہر موے سر نے نشہ کا پیدا کیا دماغ
مجھکو فلک پہ جام مئے ناب لے گیا

تھی سیر ماہتاب کی کشتی مین چشم کی
اشکون کا شب بہا کے مجھے آب لے گیا

ہے اشک چشم خشک رخ آتشین کو دیکھ
شعلہ ہمارے جگر سے سیلاب لے گیا

زاہد خیال ابروے پرخم مین است وقار
یکدست آج سر نہ محراب لے گیا

وہ ترک سست ادھر کی خبر نہین رکھتا
وگرنہ کیا کوئی عاشق جگر نہین رکھتا

جو دیکھا سوز کو پروانہ کے پگھل گئی شمع
ہمارے حال پہ وہ بت نظر نہین رکھتا

سنبھل کے آپکے کوچے مین پاؤن رکھے رقیب
وہ آدمی ہون کہ مین دھڑ پہ سر نہین رکھتا

دہن تو بات فقط ہی ہے اسکا کیا مذکور
ٹٹولیے تو وہ کافر کمر نہین رکھتا

بجز شکست کے دیکھی نہ فتح الفت مین
یہی وہ معرکہ ہے جو ظفر نہین رکھتا

تمھارے کوچہ سے اٹھون تو پھر کہان بیٹھون
سوا یہان کے کوئی اور گھر نہین رکھتا

وقار پشت پہ مانند کرم خانہ بدوش
ہون ذرہ وار کبھی بار سفر نہین رکھتا

مے کا انجام کار ہے کیسا
آب بہر خمار ہے کیسا

عشق مین زلف و رخ سے گذری عمر
رنگ لیل و نہار ہے کیسا

یاد آنے لگی فراموشی
ہائے یہ انتظار ہے کیسا

دانہ وار اشک سلک گوہر ہے
موتیے کا یہ ہار ہے کیسا

ہاتھ آتا نہین وہ آہو چشم
سے چھلاوا شکار ہے کیسا

ہائے سنتا نہین ہے گوش گل
ورنہ شور ہزار ہے کیسا

داغ سینہ کے دیکھ اے گلرو
یہ نیا لالہ زار ہے کیسا

ہے قلق مجھکو چین انکو وقار

اضطراب و قرار ہے کیسا

شرف بتکدہ ہے حرم گاہ کا
عجب کارخانہ ہے اللہ کا

کرم مجھ پہ ہے میرے اللہ کا
کہ بندہ ہون اُس بت کی درگاہ کا

تجلی عارض سے زلفِ سیاہ
دکھاتی ہے جلوہ شبِ ماہ کا

خبر گرم ہے آج آئے گا یار
نہین معتبر حرف افواہ کا

مزہ دار اس زندگی سے ہے مرگ
جو نظارہ ہو گاہ بےگاہ کا

گرایا مجھے قوتِ ضعف نے
چلے زور کیا کوہ سے کاہ کا

نہ آیا جو شب کو وہ مہ اے وقار
ہدف ہے فلک ناوکِ آہ کا

جو یاد آیا کہ مرتا کیا نہ کرتا
کبھی نالہ کبھی ہون آہ بھرتا

بھری ہے بادِ نخوت جسکے سر مین
حباب آسا ہے وہ ہر دم اُبھرتا

جو رکھتے ہین عزیز اُس شوخ سے جان
مین اُنکی زندگانی پر ہون مرتا

ملا ہون جسکی خاکِ رہگذر مین
نہین اس راہ سے وہ اب گذرتا

خیالِ یار نے ایسا کیا چت
کہ دم بھر بھی نہین دل سے اُترتا

عجب کیا خوف دل کو عشق کا ہو
مقرر طفل ہے بیجا سے ڈرتا

وقار اُس سے جو پوچھون حال دل کا
تو دونون ہاتھ ہے کانون پہ دھرتا

یار کی دیوار مین جو ایک روزن ہو گیا
دیدۂ خور کو ملی عینک کہ روشن ہو گیا

جم گیا رنگ اس مثل کا این گل دیگر شگفت
میرا چہرہ اشکِ خونی سے جو گلشن ہو گیا

کشتِ دل مین دانہائے اشک خاکستر ہوئے
آتشِ غم کا زمانہ برقِ خرمن ہو گیا

تختہ در تختہ چمن اندر چمن گل کھل گئے
خونِ دیدہ سے جو افشان میرا دامن ہو گیا

کیون وہ پوچھے نیک و بد کو جو نہ دشمن ہو نہ دوست | ورنہ وقتِ نزع مثل دوست دشمن ہو گیا

کی پرستش عمر بھر اُس بت کی ہمنے اے وقار
شیخ جسکے جوش الفت مین برہمن ہو گیا

یہ مرا آباد گھر ویرانہ منظر ہو گیا | دل مین اُس محبوب کے جب غیر کا گھر ہو گیا
جلوۂ عارض سے کسکی چشم ہے آتش کدہ | جو ہر اک دوسے قطرہ بالِ سمندر ہو گیا
ہو گیا ہندو مسلمان الفتِ رخسار مین | اہلِ دین لٹ مین ترے گیسو کے کافر ہو گیا
اُس ستمگر کی وہان مژگان ابھی اُٹھی نہ تھی | پار سینے کے یہان یکدست خنجر ہو گیا
سختیان اتنی اُٹھائین تیرے غم مین اے صنم | رفتہ رفتہ شیشۂ دل میرا پتھر ہو گیا
یاد مین رو یا لبِ شیرین کے جو اک حور کے | اشک شورِ حسرت آگین آبِ کوثر ہو گیا
سینہ دونون ہاتھ سے لیلی نے کوٹا سر بسر | پانون مجنون کا جو اندازہ سے باہر ہو گیا

جو وقار اُسنے لکھا اُس سے قلم پھرتا نہین
زاید و کم تھا جو ہونا وہ مقرر ہو گیا

دیکھکر منھ مین پانی شیخ کے بھر آئے گا | چیز اچھی دیکھے گا مفلس کا جی للچائے گا
شعلہ بھڑکا کرے گی یہ دبی آگ ایکدن | گر وہ ٹھنڈی گرمیون سے دل مرا سلگائے گا
کاکلِ پرپیچ سے حاصل ہوا ہے مو بمو | ہاتھ کو جو کھینچ لے گا پانون کو پھیلائے گا
ضبطِ گریہ سے ہے نقصان قصرِ تن کے واسطے | بیٹھ ہی جائے گا گھر پانی اگر مر جائے گا
چشم بد دور آنکھ ایسی ہے نشیلی یار کی | محتسب کے منھ مین پانی دیکھکر بھر آئے گا
عشوہ چالاکی کرشمہ ناز غمزہ یار کا | گرچہ ہے قہرِ خدا پر دل کو میرے بھائے گا

لیچلی گر وحشتِ دل جانبِ صحرا وقار
رنج و حرمان پانون وہ پر پار کے پھیلائے گا

کمسنی کا یہ تقاضا تھا کہ دم مین آ گیا | جبکہ پہلو مین لیا مین نے تو وہ شرما گیا

تاکہ ہو امید پر شامِ شبِ فرقت سحر
گو نہ آیا وہ مگر دن وصل کا ٹھہرا گیا

شرم کا اُس نازنین پر واقعی ہے خاتمہ
چھوتے چھوتے جو لجالو کی طرح کمہلا گیا

ایک ہے مضمون اور لاکھون ہین اُسکی بندشین
ہر جگہہ ترکیب عشق اپنی نئی دکھلا گیا

خاک مین گو مل گئی ہے آبرو پراے وقار
وہ تو عالم وحشتون کا دیکھکر گھبرا گیا

دل جو مجھسے سرِ وفا رکھتا
وہ نہ ہرگز جفا روا رکھتا

قتل کرتا جو تیغِ ناز سے وہ
میرے ہی سر پہ خون بہا رکھتا

سینہ سے تا بلب ہین آہ کے زخم
ایک ہوتا تو مین دوا رکھتا

مجکو بوسہ وہ اپنے گھر دیتا
آگے مہمان کے غذا رکھتا

زیست دم بھر نہو تی مثلِ حباب
آبرو کی جو سر ہوا رکھتا

گر نہ آتا وہ ماہرو ہر شب
حشر ہر روز مین بپا رکھتا

غیریت کو جو غیر جانتا وہ
آشنائی کو آشنا رکھتا

کعبہ ڈھاتا ہے جو بت کافر
کیا وہ دل کی مرے بنا رکھتا

جو نہ آتا وہ شوخ ہجر کی شب
مجکو زندہ مرا خدا رکھتا

بوسۂ رخ سے اُسنے پھیرا مُنھ
پھر امید اسے وقار کیا رکھتا

اُس پری کی انجمن سے کون دیوانہ گیا
سچ ہے بزمِ شمع سے زندہ نہ پروانہ گیا

تھا یہی قول و قسم اے ساقی پیماں شکن
غیر کے دینے کو ہمسے لے کے پیمانہ گیا

نیند شب کی بھوک دن کی تیری فرقت مین گئی
صبح کا پانی گیا اور شام کا دانہ گیا

مو بمو مانند گیسو دل پریشان ہو گیا
ہاتھ سے جسوقت میرے یار کا شانہ گیا

ایک لغزش مین یہانتک تھا وہان بے این وآن
اپنی پامردی دکھاتا تیرا مستانہ گیا

مرغ دل جسدم گرفتارِ قلق ہو جائے گا
صورتِ چاکِ قفس سینہ بھی شق ہو جائے گا

سرخ موباف اے صنم زلفِ سیہ مین سربسر
خون کب جان و دل شام و شفق ہو جائیگا

روے رنگین پر تمھارے گل پسینا دیکھکر
طفلِ شبنم کی طرح غرقِ عرق ہو جائے گا

بادشاہِ عشق سے آبادی دل کی طرف
میرے ویرانے مین بھی نظم و نسق ہو جائیگا

مین چراغ صبح کے مانند مضطر ہون وقار
اُنکی رخصت کے قلق سے رنگ فق ہو جائیگا

کیا جانین بھلے چنگے دُکھ درد کشیدون کا
خوش حالون کو کیا غم ہے اندوہ رسیدون کا

دیدار نہ دیکھے گا نرگس کی طرح ہرگز
حیرت زدہ آئینہ دیدہ ہے ندیدون کا

ہر سنگ سرِ تربت یاقوت کی تختی ہے
اعجاز ہوا ظاہر اُس لب کے شہیدون کا

پہونچا ہے گزند اُسکے گیسو کا دل و جان پر
منتر نہین دنیا مین ان مار گزیدون کا

ناصح کو سرِ بخیہ گو سوزن میسر ہے
سر رشتہ مگر گم ہے ہم جیب دریدون کا

کھاتا ہے کوئی چغلی جا جا کے وقار اُس سے
نادان کے کہے بھون سے جو عیب ہے دیدون کا

دل مرا پروانہ ہے اک شمع سیم اندام کا
آ گیا فرمان نشانِ روشنی نام کا

پھنس گیا گیسوے پرخم مین تمھارے جانکر
بال بال اُس کے حلقہ ہے حلقہ دام کا

چاہتا تھا آگے مہ چشم سیہ کے روسپید
جو کہ پہنچا پوست سر سے پاؤن تک بادام کا

وہ گئی شام جوانی جیسا سکوں تھا ماہتاب
صبح پیری آئی گل کیجیے چراغ آرام کا

وہ سگِ پاسوختہ ہے تیرے غم مین اے وقار
تو نہ ہرگز پالتا کتا بھی اُس کے نام کا

پھر گیا وہ جسپہ نظر کر گیا
قہر کیا خال بسر کر گیا

رخ سے اُٹھا زلف کو وہ ماہ رخ
شام غریبان کو سحر کر گیا

فتح ہوا قلعۂ قلبِ عدا
آج مجھے نالہ خنجر کر گیا

آیا جو کوچے مین ترے زندہ دل
عاقبت کار وہ مر کر گیا

منزل دنیا مین مسافر جو شام
آکے رہا صبح سفر کر گیا

قبر سے عاشق کی جو گذرا کوئی
مثل صبا خاک بسر کر گیا

مجکو دکھاتا ہے وہ صحرا وقار
قیس کو جو شہر بدر کر گیا

معشوق تم ہو لازم ہے خواب ناز کرنا
مثلِ گیاہ چشمہ مژگان نہ باز کرنا

پاس ادب کا کشتہ ہوگا مرا تڑپنا
ہنگام ذبح ڈر سے تم احتراز کرنا

واجب ہوئی ہے طاعت یہ شرع دوستی مین
یعنی جبین کو صرفِ خاک نیاز کرنا

مدت سے میرے زیر مُہر سکوت لب ہین
اے نالہ تو نہ ہرگز افشاے راز کرنا

وہ ابروِ خمیدہ کعبہ ہے عاشقون کا
ٹھہرا ہے فرض اُسکے نیچے نماز کرنا

پروانہ روشنی کا ہاتھ آئے ایک اے دل
مانند شمع تن کو صرف گداز کرنا

گو بال باندھے آفت آئے وقار سر پر
اکبار اور عشق زلفِ دراز کرنا

ہوا ہی عشق ایک سیمتن کا نہین ہی ہوش اپنے تن بدن کا
جو تار چھوڑا ہو پیرہن کا تو ڈورا یا رب ہو وہ کفن کا

بہار پہ ہو گمان دُلہن کا چمن پہ عالم ہو اک پھبن کا
کہین ہی نقشہ جا سمن کا کُھلا ہی تختہ کہین ترن کا

جو گل سے بہتے ہین چشم و ابرو تو رخ سے رہتا نہ فرق کچھ
جو ہوتی ریحان مین ایسی خوشبو تو ہوتا غنچہ پہ شک دہن کا

جہان ہو معشوق جلوہ آرا وہان ہی پہونچے ہو عاشق اسکا
نہ آئے محفل مین بلبل صلا نہ عزم پروانہ ہو چمن کا

جو تیغ کھینچی ہی تونے قاتل تو پھر دھڑکتا ہی کس لیے دل
نہ تجھسے مٹی کا مین ہون سائل نہ تجھسے طالب ہون مین کفن کا

کوئی ہی مانند شمع گریان کوئی ہی پروانہ وار سوزان
نہین ہو یہان تم جو اے مرے جان عجب ہی احوال انجمن کا

ہوا ہون عاشق جو اک حسین کا نہ ہوش دنیا کا ہی نہ دین کا
نہ آسمان کا نہ ہون زمین کا ہوا ہون بندہ غم و محن کا

نہین ہو اُنکے وقت مین یہ تیل کہ ہو یہ لیلی میان محمل
کہ ہو ملک وہ یہ چاہِ بابل ہوا نہ حل مطلب اس سخن کا

جو اُسکو بابِ الم لکھا ہو خط اسطرح کا گران ہوا ہے
ہر اک سے قاصد یہ کہہ رہا ہو کہ ایک خط ہو یہ لاکھ من کا

جو یاد آیا وہ گل سا چہرا بہایا آنکھون نے خون کا دریا
ہوا ہو سوجون کا صاف نقشا ہر ایک تار اپنے پیرہن کا

وقار اُس سے کہون یہ جا کر کہ تیری فرقت مین او ستمگر
فغان ہو دن بھر لگا ہو شب بھر کھٹکا نا کچھ اس غم و محن کا

دستِ وحشت جب گریبان تک گیا
ہاے چاکِ جیب دامان تک گیا

جب سُنا مین نے کہ مجنون مر گیا
بیٹھتا گھر سے بیابان تک گیا

عشقِ گیسوے پیچ تھا تقدیر کا
خون گرفتہ تھا مین زندان تک گیا

تھی کبھی دل مین ہوا صبا کی
بن کے مین بلبل گلستان تک گیا

تھی جو اک بت کی تلاشِ لعل لب
ہند سے سیدھا بدخشان تک گیا

ایک پل مین رازِ مخفی کھل گیا
چشم سے جب اشک مژگان تک گیا

ضعف سے اپنا ہے در کوسون وقار
پھر بھلا مین کوے جانان تک گیا

خال رخ کا عشق آفت ہو گیا
ہے مثل رائی ہے پربت ہو گیا

سادہ روئی کا نفاق کھل گیا
خط کے آتے حُسن چنپت ہو گیا

چشم پُر نم دیکھکر رویا وہ شوخ
مجھکو گریہ ابر رحمت ہو گیا

جان شیرین لے گئی کڑوی نگاہ
میرے حق مین زہر امرت ہو گیا

مال کیسا عاشقون نے جان دی
ان مین ہر اک اہل ہمت ہو گیا

ایک بوسہ بھی دیا تو نے نہ یار
ہاے کیسا بے مروت ہو گیا

مجکو وصل دلربا زندہ کرے
ہجر مین مرنے کی صورت ہو گیا

مر گیا مین زندہ بے تابی رہی
ٹکڑے ٹکڑے سنگِ تربت ہو گیا

حال بد سُنکر ہمارا اے وقار
جس سے کٹی صاحب سلامت ہوگیا

بتون کا عشق ہے مذہب ہمارا — مدامی مشرب مے مشرب ہمارا
ہوا ہے روز وصلت کا شب ہجر — مقرر ہے زحل کوکب ہمارا
خیال عارض و گیسو مین اُنکے — بُرا ہے حال روز و شب ہمارا
نہ لیتی نام شیرین کو ہکن کا — اگر وہ دیکھتی کرتب ہمارا

وقار اُسنے نہ دی گالی کسی شب
نہ نکلا ایک دن مطلب ہمارا

کرے گی بیکسی ماتم ہمارا — ہمین کھا جائے گا یہ غم ہمارا
خیالِ زلفِ پیچان مین سراسر — رہا دل درہم و برہم ہمارا
تماشا گاہ عالم کے ہوے ہم — تماشا گاہ ہے عالم ہمارا
ہمارا زور کچھ تمپر نہین ہے — ترا غم جب سے ہے ہمدم ہمارا
بنے ہر موے مژگان موج طوفان — ہوا دیدہ اگر پُر نم ہمارا
جو پیڑا ئے لب تر تو وہ بولے — ملا ہے خاک مین زمزم ہمارا

وقار اک ابروِ خوش خم کا ہے غم
ہوا زخمی دل خُرم ہمارا

موے مژگان پہ اشک مست رہا — تھا عنب زیب دار بست رہا
لب رہا میرا جام کے لب پر — میرا دستِ سبو پہ دست رہا
مین ہون عاشق نبود و بود ہے ایک — دہن یار نیست و ہست رہا
ہے در دل پہ کعبہ کی زنجیر — زلف کا فرکا بند و بست رہا
کیون پرستش کا ہو وہ خواہشمند — جو صنم آپ خود پرست رہا

تیر مژگان کا تو وہ ہر دل سے ہے
اُس کا الہام زیر شست رہا

عشق میں چین کس طرح ہو وقار
جبکہ دل تابع شکست رہا

تو شمع رو صنم کی نہ ہرگز لگاؤں گا
جل جل کے مثل شعلہ نہ میں تاؤ کھاؤں گا

پتلے کی طرح ٹکڑے ہو جبیں ہر اک قطرہ
وہ سیل اشک آنکھ سے اپنی بہاؤں گا

یوں ترک تیغ زن کا لگاؤں گا اب سراغ
کشتہ کا کھوج خون کا لیتا میں جاؤں گا

بلبل کی طرح تازہ ہو ہر شوخ کا دماغ
بو کی مثال غنچۂ گل میں سماؤں گا

کیوں کوہکن کے عشق پہ نازش کروں وقار
ہاتھ اپنا زیر سنگ کسی دن دباؤں گا

ہے یہ عالم آج اُسکے نور کا
عکس پرتو کا ہے شمع طور کا

ہر گھڑی جاری ہے پانی آنکھ سے
زخم دل میں چور ہے ناسور کا

خاک بھی اُٹھی نہ در پر بیٹھکر
عجز دیکھا عاشق مغرور کا

پڑ گیا ہے ٹھوکروں میں اے صنم
کاسہ سر ہو بہو فغفور کا

اُس قمر سیما کا گر دیکھیں جمال
زرد چہرہ ہو پری و حور کا

منہ دکھاؤ تا لگی دل کی بجھے
رکھو مرہم زخم پر ناسور کا

جب لکھی ہے حمد یزداں اے وقار
پاس آیا میرے مضمون دور کا

ڈال اے صنم نہ چہرۂ پُر نور پر نقاب
مشتاق چشم کو ہے ترے اشک تر نقاب

اخفاے نقص غیر ظہور کمال ہے
ہے عیب بیں کی چشم کے خاطر ہنر نقاب

جب ہوگا بیحجاب کُھلے بندوں وہ صنم
باندھیں گے منہ پہ ابر کا شمس و قمر نقاب

نکلا چمک دمک کے ہے خورشید خاوری
تم بھی تو کھولو چہرہ سے وقت سحر نقاب

اہل نظر کے روبرو چھپتا ہے اے وقار
چہرہ کو اُنکے ڈھانک کے رکھے اگر نقاب

سوز سے ساز کیا چاہیئے اب
سے نسبت آواز کیا چاہیئے اب

کھاکے تیرِ نگہ ناز اُسکو
قدر انداز کیا چاہیئے اب

جسمین جی جسم مین آئے اے جان
ہان وہ اعجاز کیا چاہیئے اب

دل مین آتا ہے ترے غم کو یار
محرم راز کیا چاہیئے اب

کان تک اُسکے تو پہونچے یکبار
ایسی آواز کیا چاہیئے اب

حُسن کا وصف ترے صورتِ خط
خامہ پرواز کیا چاہیئے اب

روغنِ قاز ملے وصفِ ناز
تازہ پرواز کیا چاہیئے اب

تا ہو طائرِ جان صید کہین
چشمِ دل باز کیا چاہیئے اب

طائرِ فکر کو سستی سے وقار
تیز پرواز کیا چاہیئے اب

رہتا ہے میرے لب پہ لبِ جام روز و شب
آتا ہے گرچہ قاضی کا اعلام روز و شب

تشبیہ زلف و رُخ کی نئی ہے خیال و خواب
ہے جسکی یاد ہر سحر و شام روز و شب

دن بھر ہے سر کا پیٹنا سینہ زنی ہے رات
لیتا ہون دونون ہاتھ سے دو کام روز و شب

میری نظر مین غائب و حاضر ہے ایک حال
وصفِ کمر مین ہوتے ہین الہام روز و شب

سر وصل کا ہمیشہ رہے زیر پاے ہجر
ہے یہ مراد گردشِ ایام روز و شب

گو روسیہ نگین ہے و لے ہے سفید بخت
روشن ہے مہر و مہ کی طرح نام روز و شب

گرتے ہین خالِ خطِ صنم پہ وقار دل
لاتا ہے دانہ مرغ تہِ دام روز و شب

گر کرے مقتل مین پھر قتل وہ قاتل طلب
ہر نفس حق سے کرے جان دگر بسمل طلب

دوست دشمن وان نہ تھا کوئی دیا تھا جبکہ دل
اب شہادت پر کرین کسکی ہم اُس سے دل طلب

جہر ہو جب قہر در پردہ ستم تو ہے ستم
دیکھیے کیا ہو گیا اُسنے سرِ محفل طلب

میرے جو شیرین دہن کے تیشہ پر سر خوردہ ہے
قیس دیوانہ کی ہے وہ صاحب محمل طلب

روز و شب حرص و قناعت مین رہی جنگ و جدل
ہر طرح ہو کربلا سر پر ہوئی نازل طلب

کس طرح تنہا کہین ہم اُس سے اپنا رازِ دل
گر کبھی کرتا ہے تو غماز کے شامل طلب

چاہتا ہے منزلِ مقصود کی پرخار راہ
پائے شوق آسان طلب ہے اور دل مشکل طلب

جسنے دنیا ترک کی مطلوب عقبیٰ ہو گیا
مدعی کے مدعا سے ہے سوا حاصل طلب

چاہتا ہے گر افاقہ دردِ دنیا سے وقار
بے گمان درمان اربابِ شفا منزل طلب

کیون بن گئی ہے بلبلِ تصویر عندلیب
کیون مثلِ غنچہ رہتی ہے دلگیر عندلیب

آئی ہے فصلِ گُل کی جنون خیز ابکی سال
موجِ صبا کی چاہیے زنجیر عندلیب

خون کی بھری چھری ہے ہر اک گل کی پنکھڑی
غنچہ کا چہرہ ہے دمِ تکبیر عندلیب

بولون جو فصلِ گل مین چٹک کر مین غنچہ وار
ہوتی ہے غل مچا کے گلوگیر عندلیب

صیاد ہے کبھی کبھی گلچین ہے باغ مین
دیتا ورق پہ گل کے ہون تحریر عندلیب

کھینچون جو نالہ یاد مین اُس گل کی باغ مین
حیرت کی اے وقار ہو تصویر عندلیب

دیکھے جو اُس حسین کے چاہِ ذقن مین آب
یوسف سے خوبرو کے بھر آئے دہن مین آب

جو تیغِ آبدار کا تیرے شہید ہے
جاری ہے بدلے خون کے اُسکے کفن مین آب

دندان کا ایک ماہ کے ہمنے لکھا جو وصف
پروین کی روشنی کی طرح ہے سخن مین آب

روئی ہے پتے پتے پہ بلبل جو باغ مین
مانند آئنہ ہے لبالب چمن مین آب

تر دامنی کا دھبہ لگا ہے حباب کو
ڈھونڈھو تو بوند بھر بھی نہین پیرہن مین آب

مرطوب تیغِ یار کی تھی آب اس قدر
ہے عین آب چشم ساز خم کہن مین آب

روئی جو شمع شام سے پروانہ کے لیے
تھا صبح اے وقار لبالب لگن مین آب

اگرچہ موج ہے نقشِ خطِ جبین حباب
نہ دیکھا نام سے روشن کبھی نگین حباب

بھرو سا جسم مین روح رواں کا کیا ہو خاک
کہ ایک دم کی ہوا ہے فقط زمین حباب

خیال مین بھی نہ دیکھے گی یک مژہ کوئی خواب
ہزار عمر کرے چشم خویش بین حباب

کشادہ کاری دل ہے تقس نفس در پیش
بنا ہون مین نفس تنگ و اپسین حباب

جو بعد غسل تری زلف کی نہ پہونچی نمی
اسی لیے ہے بنی موج آستین حباب

اگرچہ اشک مسلسل ہے چشم کے درپے
مگر ہے موج کا کوچہ پے کمین حباب

مثال چرخ کُلال آسمان چکر کھائے
کرون وقار بلند اسقدر زمین حباب

عاشقون سے یون دہن کو اُنکے ہے زیبا حجاب
چشم مردم سے ہے رکھتا جسطرح عنقا حجاب

مہر کا شب بھر رہا کوکب سے غمزے کا حجاب
شام سے اُس ماہرو نے تا سحر رکھا حجاب

دل مین اے پردہ نشین بس کر چھپانا منھ عبث
آئنہ تمثال ٹھہرا بیچ مین پھر کیا حجاب

چادرِ آبِ روان منھ پر نہین ہے بے سبب
چشم طوفان زا سے کرتا ہے مگر دریا حجاب

دیکھنے مین میرے کچھ دھبّا نہین لگتا تمھین
چاہیئے اے جان جان صرف اپنی آنکھونکا حجاب

آئنہ سان ایک شکل اپنی نظر دونون طرف
درمیان سے اُٹھ گیا جو اے قمر سیما حجاب

غیر کی صحبت مین پردہ کو نہ دو تکلیف یار
بس تکلف برطرف ہمسے نہین اُٹھتا حجاب

ہے حسینانِ چمن مین سر جھکائے اسلئے
کرتی ہے آنکھون سے تیری نرگس شہلا حجاب

صدقے اُسکی شرم کے سو جان سے مین اے وقار
آئنہ دیکھا تو اپنے عکس سے آیا حجاب

مجکو ہے بوزو مرگ سے بڑھکر پلنگ وخواب — ہر غیر اور وہ بت عیار و شنگ وخواب
ملے سر کے بل کرون گارۂ کوے یار کو — ہو گرچہ میرے پانون مین زنجیر لنگ وخواب
دل صورت ہلال سراپا بغل بنے — کھینچے جو ماہ چہر کو آغوش تنگ وخواب
غفلت ہے ساتھ گریہ کے فرقت مین تیری یار — سر پر مرے سوار ہے سیلاب گنگ وخواب
دل نے ہمارے نذر کیا ہجر یار کے — صبر و شکیب و تاب و توان عار و ننگ وخواب
زاہد کا زہد خشک ہرا ہو نہ زینہار — سرسبز تا نہ آنکھو نہین ہو کیف بنگ وخواب

تھا مرگ و سنگ بخت مین فرہاد کے وقار
کس طرح آنکھین دیکھتین اُسکی پلنگ وخواب

نازنینون مین ہین وہ چیدہ آپ — کہ ندیدہ ہین نہ شنیدہ آپ
آنکھ ہر ایک سے لگی لگنے — ہو گئے ایسے شوخ دیدہ آپ
ہونگے اس تاک جھانک کے باعث — نور دیدہ سے موے دیدہ آپ
اُسکو جب دیکھتا ہون کہتا ہون — بے طرح کے ہین کچھ ندیدہ آپ
تار نکلا نہ اس تماش کا یار — کس لیے ہمسے ہین کشیدہ آپ
مُنھ کی کھلواے گا ہر ایک سخن — ہو گئے کیون دہن دریدہ آپ

واسطہ اُسسے گر نہین ہے وقار
کس کا لکھتے ہین پھر قصیدہ آپ

باہر رہا جو گھر سے وہ دلبر تمام رات — ڈھونڈھا مثال مہ اُسے گھر گھر تمام رات
اس حال سے اندھیری گلی تیری یاد رکھ — پھرتے شہید ناز ہین بے سر تمام رات
کیا دور کی وہ کہتے ہین دیکھا ہے شمع کو — پروانہ کے جلاتی رہی پر تمام رات
کب ہے یہ سرد مہری دلدار سے امید — پہلو سے میرا گرم ہو بستر تمام رات
وعدہ کا تیرے اے گل خندان جمانہ رنگ — مانند شمع کاٹی ہے روکر تمام رات

بھاری ہے رات عاشقِ گیسو پہ اسطرح
بیمار پر ہو جسطرح دو پہر تمام رات

دانتون کی یاد مین جو مری نیند اُچٹ گئی
چُپ کے پڑا گنا کیا اختر تمام رات

اک حور کے لبون کا تصور رہا اے وقار
دیکھا کیا مین خواب مین کوثر تمام رات

وصف لکھتا ہون کسی موئے مژہ کا ہر وقت
کیون نہون تیر حوادث کا نشانا ہر وقت

زلف مین تم جو کیا کرتے ہو شانا ہر وقت
میرے بھی سر پہ چلا کرتا ہے آرا ہر وقت

تو جو آتا نہین ہے پاس نہ آ بہتر ہے
کشمشِ دل سے مین کھینچون ترا نقشا ہر وقت

قصد صحرا کا کرے آپ کا عاشق کیونکر
بیڑیان پائون کی ہین زلف چلیپا ہر وقت

مژہ آلودہ چمن کثرتِ طفلان سرشک
چشم تر چشمہ ہے چھڑیون کا ہے میلا ہر وقت

کیون غزل مین نہ مضامین ہون ٹھٹھرے ٹھٹھرے
پیچ دیتی ہے جو اک زلفِ چلیپا ہر وقت

پتلی آنکھون کی تری جادو کا پتلا ہین مگر
کہ فدا اُن پہ ہے ہاروتِ زہرا ہر وقت

بل کی نے زلف سے افعی تو ابھی توڑے دانت
تیز دندان کیے موجود ہے شانا ہر وقت

نکہت زلفِ معنبر ہے کدھر اے ساقی
دامنِ خشک کا زاہد کو ہے دعوا ہر وقت

تیغ با آنکہ دراز ہی زبان رکھتی ہے
لب پہ ہے حرفِ سکوت دم گیرا ہر وقت

دیکھکر اُس قد موزون کو گلستان مین وقار
سرو کو میری طرح رہتا ہے سکتا ہر وقت

لطف جلوت کا ہو خلوت مین خدایا ہر وقت
بند آنکھین ہون تصور رہو اُسی کا ہر وقت

ہم تو ادنیٰ کو لکھا کرتے ہین اعلیٰ ہر وقت
ابر سے قطرہ بنا کرتا ہے دریا ہر وقت

نہ جیا پر نہ جیا کشتۂ شمشیر فـ ـر ا ق
گو سرہانے رہے کہنے کو مسیحا ہر وقت

بالیقین جانتا ہون اپنی مین ڈالون ڈولی
کسی پہنیں کا جو یاد آتا ہے چھٹکا ہر وقت

ہے رگِ حلق مین سر ڈوب غم ساقی مین
مثلِ نشتر مے گلرنگ کا کانٹا ہر وقت

کس طرح غم کا نہ لین اپنے ہم آگا تاگا — یار باتون کے جو دے تار کا دھاگا ہر وقت

عشق مجکو ہے جو اُدھڑی ہوئی مسی کا تری — مین ہون اور ہے خط گلزار کا لکھنا ہر وقت

چار چاند اور لگے پہنے جو بالے جھالے — وہ ہین اور آئینہ مین رخ کا تماشا ہر وقت

دوڑتا پھرتا ہون، ہمراہ خیالِ محبوب — گھر مین ہے بادیہ پیمائی کی ایذا ہر وقت

جوکہ کہتے ہین بُرا مجکو وہ اچھے ہین وقار
جو بُرے ہین مین اُنھین کہتا ہون اچھا ہر وقت

ہے مزاج اُنکا وہان آگ بگولا ہر وقت — غم کا یان دل سے بھڑک اُٹھتا ہے شعلا ہر وقت

یہی جوبن ہے اگر او بتِ رعنا ہر وقت — مہ و خورشید ہین اور رنگ بدلنا ہر وقت

ناتراشی سے جو ہو طعنہ تراشی پہ کوئی — تیر کا اپنے وہ ہو آپ نشانا ہر وقت

گر ہو وصل نہو ہجر کے صدمات تو ہون — ساتھ یارب ہو مرے یارون کا ڈھارا ہر وقت

صیدِ مرغانِ خوش آواز معانی کے لیئے — دام چین ہون زثری تا بہ ثریا ہر وقت

اسقدر مین ہوا اے جانِ جہان محو یاد — اپنے پر آپ کا اب ہوتا ہے دھوکا ہر وقت

کارفرما ہے خلش ہے جو تری نوکِ مژہ — مرے خالق کو ہے جی کا مرے کھٹکا ہر وقت

ہوئے یکدست دو تا پشت انگوٹھی کی طرح — دھیان ہے تیری جو چھلا سی کمر کا ہر وقت

بیڑیان پاؤن مین ہون طوق گلے مین ہو وقار
گیسوے یار کا ہو جوش پہ سودا ہر وقت

کہان تک ہجر کی دے گی سزا رات — دکھا دے وصل کی اب اے خدا رات

کیا تو عہدِ وصل اُسنے وفا رات — ہوئی پر بات کے کہتے ہوا رات

تلاشِ یار مین مثلِ مہ و مہر — مجھے تو ایک ہے دن ہو و یا رات

شبِ فرقت برستا ہے بہت ابر — نکالون مین بھی کچھ دل کے بخارات

غم و درد و الم مہمان ہین یار — کرون مین ایک کس کس کی مدارات

تمھارے غمزہ کر جانے پہ ہمنے — تڑپ کر کی سحر او مہ لقا رات

ملون آنکھون سے قبر قیس و فرہاد
وقار اب مجکو ہے شوق زیارت

خط آنے پر بھی اُسنے بھیجی نہ خط کتابت — قاصد پہ تا ہو ظاہر جسمین نہ کوئی بابت
دکان عشق کا ہون مین وہ منیب ایجان — مجنون بھی پہونچا جسکی تا نوبت نیابت
وہ عاشقون مین ایسا باہم نہ پیار دیکھا — آنکھون کا تارا ہے وہ گو ہے بہم رقابت
تیرے مریض غم کو ہرگز شفا نہ ہوگی — یون ارض سے سما تک عیسی کرے طبابت
ہے مجھ مین اور اُسمین فرق آسمان زمین کا — خورشید کی ولیکن ذرہ سے ہے قرابت
تمیز عاشقی مین کب ہے حسب نسب کی — اشراف کو رذالت پاجی کو ہو نجابت

اسد م وقار مانگو رب سے دعاے وصلت
ہے آدھی رات بھی ہے وا درِ اجابت

سنک چھڑکے جو وہ کان ملاحت — جراحت کو وہ ہو سنگ جراحت
گہے چہرہ بحال و گاہ تغییر — خیال زلف و رخ سے رنج و راحت
نہین ہے اول و آخر پہ موقوف — کہ دل دینا ہے ہر صورت قباحت
سمجھتے یہ نہین رمز و کنایہ — کلام عاشقان مین ہے صراحت
غبار آجائے چشم آسمان مین — اگر دکھلاؤ تم اپنی صباحت
مہ و خورشید کے مانند دن رات — کیا کرتے ہین ہم سیر و سیاحت

دلہن کا حسن ہے پوشاک و زیور
وقار اشعار کی خوبی فصاحت

ترا چہرہ ہے بیضاے قیامت — تری گرمی ہے گرماے قیامت
وہ روے آتشین ہے روز محشر — سواد زلف شبہاے قیامت

کجا گنجایش فریاد و افغان | کہ بس ہے تنگ پہنائے قیامت
اُڑا دی خاک نالون نے یہانتک | مرا سینہ ہے صحرائے قیامت
نہ چونکا کشتۂ تیغ تغافل | ہوا گو سر پہ غوغائے قیامت
مجھے ہے وعدۂ دیدار کی یاس | کرون پھر کیا تمنائے قیامت
خرام ناز کا اُنکی ہون کشتہ | ازل سے سر پہ ہے پائے قیامت
نہ دو تربت پہ آکر مژدۂ حشر | مجھے ہے آج فردائے قیامت

وقار اُنکا اگر قامت ہے طوبیٰ
مجھے ہے سو سودائے قیامت

یار ہے آفتاب کی صورت | بندھ چکی شب کو خواب کی صورت
خال عارض پہ اُس صنم کے ہے | نقطۂ انتخاب کی صورت
کہنا دریا ہے اُسکے آگے سحاب | ہے یہ چشم پُر آب کی صورت
غیر کے ساتھ پی جو اُسنے شراب | میرا دل ہے کباب کی صورت
کیا کرون کیا تری لکھون تعریف | ہے وہ نادیدہ خواب کی صورت
غیر سے برطرف تکلف ہے | اور ہم سے حجاب کی صورت

موج زن تھا جو بحر اشک وقار
بیٹھین آنکھین حباب کی صورت

جو دیکھے کوئی چشم غور سے افلاک کی صورت | تو کہہ اُٹھے نصیب اُسکو نہین ادراک کی صورت
خدا جانے بہا کر سیل اشک تر کہان لیجائے | مرا تن زار و لاغر ہے خس و خاشاک کی صورت
اگر زاہد کے خال چشم ہین تسبیح کے دانے | تو ہم بھی دیکھتے ہین خوشہائے تاک کی صورت
مقر صید کی یہ سُرخروئی سرفرازی ہے | لہو سے لال جو اپنی نظر فتراک کی صورت
مثال ابر مردہ ایکدم مین خشک ہو جائے | جو دیکھے ابر میرے دیدۂ نمناک کی صورت

قفس مین الفتِ صیاد سے پر ہل نہین سکتے — کُھلے دروازہ کی ہے ورنہ ہر اک چاک کی صورت

وقار اک شوخ کے مین چنپئی رنگت کا کُشتہ ہون
کرے گی زعفران کا رنگ پیدا خاک کی صورت

مو بمو سنبلِ گلشن ہے پریشان بے دوست — غنچہ گل بھی ہوا چاکِ گریبان بے دوست

خاک گلگشت کی جی پھر دلکو بہار سے ہو ہوا — دشت پُر خار سے بڑھکر ہے گلستان بے دوست

خار صحرائے محبت ہے رگِ گل سے سوا — کم جہنم سے نہین روضۂ رضوان بے دوست

کون سا وقت ہے خالی کہ مین لون نام خدا — ورد لب آٹھ پہر نالہ و افغان بے دوست

گل گریبان مین مُنہ ڈال کے غنچہ کی طرح — چاک یون جامہ کرون تا سر دامان بے دوست

عذر کی کوئی جگہ زور سے جس دم نہ رہی — تکیۂ حسرتِ لب ہو گئے دندان بے دوست

دار ادھر سرو اُدھر خار گل سُرخ وقار
ہست سامانِ اجل سیر گلستان بے دوست

وہ تو ایک ہے بیوفا بے مروت — کہ تجھسا نہین دوسرا بے مروت

کیا دلکو دل سے جدا تو نے کافر — ہے چھوٹے سے سن مین بڑا بے مروت

نہ اپنا یگانہ ہوا کوئی تیرا — غضب کا ہے نا آشنا بے مروت

نہ لائی کبھی بوئے گل تر کی میرے — عجب رنگ کی ہے صبا بے مروت

مثل ہے مروت کی ہے آنکھ چوٹی — وہ یک چشم بت ہے بجا بے مروت

نہ دیکھی کبھی سیل آنکھون مین تیری — کہین کیون نہ پھر بے حیا بے مروت

خدائی خدائی مین اُس سا نہ دیکھا
وقار ایک ہی دلربا بے مروت

کہان جان کو ہے بدن کی مروت — غریب الوطن سے وطن کی مروت

گر امثل یوسف مین اندھے کنوئین مین — جو تھی تیرے چاہِ ذقن کی مروت

مین ہون نغمۂ ونے سائل سے موافق — کرو شوق سے تم دمن کی مروت

پڑین ناز کے بے نیازی پہ پتھر — نہ شیرین نے کی کوہکن کی مروت

نہ بدلون شب ہجر سے روز وصلت — مجھے ہے یہ رنج و محن کی مروت

مین شمشیر عریان کا کشتہ ہون تیری — مجھے کیون ہو اہل کفن کی مروت

وقار اسقدر زخم نو کی ہے الفت
مٹی دل سے داغ کہن کی مروت

اگرمی پہ نہین کوئی خریدار محبت — ہے سرد مگر اندنون بازار محبت

اس کوچہ سے ہر روز نکلتے ہین جنازے — بے موت مگر مرتے ہین بیمار محبت

مقتل مین نہ دیکھا کبھی کشتون کا تماشا — پھیلائی رنگت سے ہے گلزار محبت

آئینہ کے مانند موندی آنکھ نہ اک پل — جسدن سے ہوا ہے مجھے دیدار محبت

شبدیز سواری کا مری بخت سیہ ہے — تارے ہین مگر ساتھ جلودار محبت

ہے رشتۂ جان ہاتھ مین جس بت کے ہمارا — اسکی بھی کمر زیب ہے زنار محبت

رونا اسی رونے کا مجھے آٹھ پہر ہے — رونے سے نکلا نہ کبھی کار محبت

شرمائیے ہمسے تو نہ اتنا سر محفل — جسمین کہ نہ پنہان رہین اسرار محبت

اٹھتی نہین گردن مری اس بار گران سے
سر پر ہے وقار اندنون دستار محبت

تری اے شاہ خوبان ہو بلا چٹ — وہ بوسہ دے کہ ہو جسکی صدا چٹ

منڈا کر خط رخ اس مہ لقا نے — کیا ہے آئنہ کا گھر صفا چٹ

مجھی کو گالیان دیتے رہے وہ — مگر لیتا رہا بوسے چٹا چٹ

تمھاری زلف کا باندھا نہ چھوٹا — ڈسا کالے نے جسکو وہ موا چٹ

مسلم مرغ دل ہے میہمان غم — کرے جلد اسے خدا وہ یہ غذا چٹ

وقار اُس گل کو غنچہ نے جو دیکھا
تو اوصافِ دہن مین بول اُٹھا چٹ

دے کر زبان بوسہ کی جو وہ گیا اُلٹ — جادو سے کیا کسی نے دل اُسکا دیا اُلٹ
اُس رشکِ گل کے چہرہ سے گوشہ نقاب کا — مانند پوست غنچہ ذرا اے صبا اُلٹ
مجھسا نہین ہے کوئی زمانہ مین دردوست — گر آگئے آئے دور ابھی جام دوا اُلٹ
گر لکھون انقلاب طبیعت کا اپنے حال — جائے زمین شعر کی تام خدا اُلٹ
بوسے سے اُن لبون کے یہ کھٹے کئیے ہین دانت — چکھون اگر مین شہد تو جائے مزا اُلٹ
کھینچون گا جب مین نالۂ صور اہتمام کو — ورقون کی طرح جائینگے ارض و سما اُلٹ

کیا بال باندھی سر سے ٹلی ہے بلا وقار
چہرہ سے دی ہے یار نے زلفِ دوتا اُلٹ

کیسا گیا ہے ہائے یہ پانسا مرا اُلٹ — یعنے کہ آکے در سے مرے وہ گیا اُلٹ
کس کس کے بند باندھتے ہو سینہ بند کے — جائے کہین نہ دم مرا او مہ لقا اُلٹ
باتون سے تیری ایسی طبیعت مری پھری — جاتا ہے دل سے آکے زبان پر گلا اُلٹ
جب ذبح کرنے بیٹھے تو رحم آگیا اُنھین — کیا اُلٹے پانون میری گئی ہے قضا اُلٹ

سیدھا کبھی جو پڑ گیا نالہ مرا وقار
دیکھو گے تم کہ خانۂ دشمن دیا اُلٹ

اے خدا ہے بے اثر یارب عبث — گر نہو کچھ فیض تو ہین سب عبث
زلف مین دل کی تلاش اندھیر ہے — جستجو سے سایہ وقتِ شب عبث
ملتِ مہر آدمی مین گر نہ ہو — پھر تو اُس کافر کا ہے مذہب عبث
جو کوئی ہو آپ مطلب آشنا — اُس سے چشم حاصلِ مطلب عبث
جسکے قول و فعل ہون مطلق غلط — اُسکی ہے مہر و محبت سب عبث

جو کہ خود اُستاد ہو لقمان کا
واسطے اُس طفل کے مکتب عبث

جسمین یوسف سے گرے ہون سو عزیز
جھانکنا ہے وہ چہ غبغب عبث

ماتھے پر افشان نہ چمکے کی حضور
چاندنی مین جلوہ کوکب عبث

اے دلِ خود سر ہے ذلت شرطِ عشق
یہ عبث جاگیر وہ منصب عبث

ہے مثل گرتا ہے گھوڑے کا سوار
روکنا ہے فلک کا مرکب عبث

جیتے جی پوچھی نہ بات اکدن وقار
نعش پر ہے اُنکا گریہ اب عبث

کھلے رمز ان کا کچھ تو باعث
عیان ہو اس نہان کا کچھ تو باعث

وہان سگ سے لی ہڈی ہما نے
یہ خلط دوستان کا کچھ تو باعث

چھپے باریکیون مین کیون ہین کہیے
کبھی موے میان کا کچھ تو باعث

کہے ذرہ سے تا خورشید کوئی
زمین و آسمان کا کچھ تو باعث

نہ گھونٹا گو گلا اُس نے ولیکن
خموشی فغان کا کچھ تو باعث

نہو اُس ماہ کی گو وجہ لیکن
فلک پر الامان کا کچھ تو باعث

وقار اُلفت نہو گو اُن سے مجکو
مگر شور و فغان کا کچھ تو باعث

پریون کے جھگڑے ہین یہین و بسیار آج
تو ہے مگر وقار سلیمان وقار آج

ہے جوش پر یہ داغ جگر کی بہار آج
چشم نظارہ سے ہے گرا لالہ زار آج

قابو مین آئے کاش دل دشمن قرار
سیماب کو مین دون سبق اضطرار آج

قسمت سے رات وصل کی ساقی ہوئی نصیب
تو مجکو دے مین تجکو مے خوشگوار آج

وہ گلبدن ہوا جو گلے کا ہمارے ہار
بلبل کو ہونگے رشک سے صدمے ہزار آج

مٹی اُٹھاکے لے گئی احسان صبا کا ہے
آلودہ غبار ہے وہ شہسوار آج

چمٹا لیا گلے سے تو بولا وہ اے وقار
باقی رہے نہ حسرت بوس و کنار آج

تیر نگاہِ یار سے ہے دل فگار آج
مدت کے بعد ہاتھ لگا ہے شکار آج

اک اک گھڑی ہے فرقتِ جاناں میں روزِ حشر
کیونکر کٹے گا دن مرے پروردگار آج

دیکھا جو رات چاند سا مُنھ میں نے خواب میں
رشکِ کتان ہے جامۂ صبر و قرار آج

گلگشت کو گیا ہے وہ محبوبِ گلعذار
اترائی پھرتی ہے جو چمن میں بہار آج

غُل پڑ گیا الٰہی کمر کو بچائیو
نکلا پہن کے پھولوں کا وہ گل جو ہار آج

اللہ ری لاغری کہ مرے جسمِ زار کو
بستر پہ ڈھونڈھتی ہے اجل بار بار آج

خون ریزیاں وجود میں ذات الذنب کی ہیں
آفت کرے گا سرمۂ دنبالہ دار آج

ہے یادِ زلف کی دلِ پُر داغ میں وقار
آنکھوں سے دیکھی آتشِ مور و مار آج

تیرے گیسو کا مشک تر محتاج
تیرے رخسار کا قمر محتاج

حاجتی قند ہے ترے لب کا
تیرے قد کا ہے نیشکر محتاج

تیرے پیکان تیر مژگان کا
بوند پانی کا ہے جگر محتاج

تیرے دندان کے تشنۂ انجم
ہے جبین کی تری سحر محتاج

یون ترے سرو قد کا کبک وقار
جیسے خط کا ترے خضر محتاج

میرا نالہ نہین اثر محتاج
باڑھ کا یہ نہین تبر محتاج

اسقدر شوق قتل کا تھا ہجوم
رہ گئی دید کی نظر محتاج

ہر جگہ یون مین ڈھونڈھتا ہون تجھے
جس طرح مانگے دربدر محتاج

حکم ہو تو ابھی لگا دون جھڑی
ہے اشارے کی چشمِ تر محتاج

قیس طالب ہمارا ہے نہ کہ ہم / ہو نہ رہرو کا راہبر محتاج
اُسکے دندان کی کیا لکھون تعریف / یہ جلا کا نہین گہر محتاج

یاد رکھ اے وقارؔ یہ نکتہ / داد کا ہو نہ شعرِ تر محتاج

عشق ہے اُس زلف کا سرتاج آج / ہے رسولِ حُسن کی معراج آج
نوکِ مژگان پر نہین ہے لختِ دل / دار پر کھینچا گیا حلاج آج
ترکِ چشمِ یار کے تیور ہین اور / خرمنِ طاقت کا ہے تاراج آج
تیغِ ابرو کل پڑی دل پر مرے / تیرِ مژگان کا ہوا آماج آج
چوسے ہین اُسکے مسی آلودہ لب / مین نے نیلم کا کیا پکھراج آج
وصل کی مرضی تھی کل اُس شوخ کی / پھر گیا وہ وقت استمزاج آج

لکھا ہے جو وصفِ ابرو کا وقارؔ / شعر شعری سے نہ لے کیون باج آج

خون ٹپکتا ہے مری مژگان سے آج / ہین برستے لعل سے نیسان سے آج
زہر ہو گا خضر کو آبِ حیات / سبزۂ پشتِ لبِ جانان سے آج
مورچہ پے اُسنے رکھا رُخ پہ خط / روم پر فوج آئی ہندستان سے آج
بوسہ اُس روے مخطط کا لیا / ہاتھ آیا پھول خارستان سے آج
خطِ پشتِ لب کو دی اُسنے تراش / خضر اُٹھا چشمۂ حیوان سے آج
بیکسانہ موت تکنے لگ گئی / آ گئے ہم مقتل مین جو زندان سے آج

اے وقارؔ اُسنے لگائے ہین جو زخم / سرنگون ہے تیغ کے احسان سے آج

اے دل ہے راہ کوچۂ گیسو کی مار پیچ / چلتا نہین ہے ایک بھی کیجیے ہزار پیچ

مین مرگیا ہون زلفِ مسلسل کے عشق مین
کھائیگا گردباد سا میرا غبار پیچ

سو بات ہے مقدمۂ زلف مین خلاف
فیصل ہو کیا جو ڈالدے سررشتہ دار پیچ

مانندِ شانہ الجھون گا اک رات زلف سے
دے گرچہ لاکھ بار مجھے روزگار پیچ

وہ زلف ہیری مصرعِ پیچیدہ کی طرح
دل پھانسنے کو رکھتی ہے سو اے وقار پیچ

چھوٹے سے سِن مین قیس دلِ افگار کی طرح
سوکھا ہمین لگا بڑے آزار کی طرح

یان تک مروڑا عشق نے گیسو کے اے صنم
بل آ گئے تارِ زیست مین زنار کی طرح

ہے جب سے دستگیر جنون کوے یار مین
پھرتا ہون ایک پانون سے پرکار کی طرح

خود رفتگی بھی ضعف کے ہاتھون نہ ٹل سکی
برسون عصا سے مردمِ بیمار کی طرح

جوشِ جنون نے آتے ہی فصلِ بہار کے
پھیلاے پانون دامنِ کہسار کی طرح

بیٹھے جو اس گلی مین نہ مرکر بھی اُٹھے ہم
اک ڈھیر گر کے ہوگئے دیوار کی طرح

دیکھے چمن مین یار کا عارض اگر وقار
بلبل بھی گل سے نوک کی لے خار کی طرح

چلتے ہین قتل کرتے وہ تلوار کی طرح
شمشیر آبدار ہے رفتار کی طرح

چاہا جسے وہ گردشِ قسمت سے دوستو
دشمن ہوا ہے چرخِ ستمگار کی طرح

وہ سر ہلا کے ہنس دیے وقتِ سوالِ وصل
اقرار مین بھی اُنکے ہے انکار کی طرح

ہم بندگانِ عشق کا مسلک نرالا ہے
کافر کی اسمین وضع نہ دیندار کی طرح

بعدِ فنا بھی ناوکِ مژگانِ یار کے
ناسور دل مین رہ گئے سوفار کی طرح

گھبرا کے اے وقار شبِ ہجر ناگہان
پہلو سے دل نکل گیا دلدار کی طرح

اُٹھا یون دل سے نالہ ناگہان صبح
کہ گویا دی موذن نے اذان صبح

طلوعِ مہر ہے برہان ساطع
نکلتے گھر سے ہین روشن روان صبح

وہ آیا دیر مین اور یون گیا جلد
کہ جیسے ایک دم مین ہو روان صبح

رہا شب بھر خیال اُس ماہرو کا
ہوا رخصت ولیکن میہمان صبح

کہون کیا اپنے دل کی ناتوانی
جو کچھ تشبیہ اُسکی ہے تو ہان صبح

جو کھویا زلف مین وہ رُخ مین پایا
ملے گم گشتۂ شب بیگمان صبح

تصور مین وقار اُن گیسوون کے
شبِ فرقت کی ہوتی ہے کہان صبح

کھولا جو رخ سے یار نے بندِ نقاب صبح
خورشید بے حجاب تھا تھی بے حجاب صبح

تھا ساتھ مثلِ سایہ کے خورشید خم بدوش
نکلا جو میکدہ سے وہ مست شراب صبح

وصلت کی رات ہجر کی شب سے لڑائی سی
پچھلے سے کہہ رہا ہون کہین ہو شتاب صبح

دیکھے گہر جو گوش کا اُس رشکِ مہر کے
شبنم کی طرح شرم سے ہو آب آب صبح

کہتی ہے شام زلف کہ آیا ہے خط لب
ہے حسنِ روے یار کے پادر رکاب صبح

قاصد کو اک دیر لگی ورنہ پیشتر
نامہ گیا جو شام تو آیا جواب صبح

تشبیہِ زلفِ یار مین ہے شام اے وقار
گردون کے استعارون مین ہے انتخاب صبح

نیند سے اُٹھ بیٹھتا ہون کرکے بسم اللہ صبح
تا دکھا دے آئنہ مُنھ کا بت دلخواہ صبح

آخرِ شب میکدہ سے نکلا جب وہ ماہرو
مہر خم بردوش تھا ساغر بکف ہمراہ صبح

مبتلاے غم ہون مین آٹھون پہر چونسٹھ گھڑی
روز و شب غوغا و گریہ شام نالہ آہ صبح

ہے شبِ وصلِ صنم اور یہ دعا وردِ زبان
تا دمِ صبحِ قیامت ہو نہ یا اللہ صبح

صبح دم جی توڑ کر جیسے موذن دے اذان
کھینچتا ہون اس طرح مین نالۂ جانکاہ صبح

مثلِ زلفِ مہوشان عمرِ شبِ یلدا دراز
لائی ہے عشاق آسا زندگی کوتاہ صبح

یک سرِ مو بھی نہین ہے شام غافل زلف سے — ہے بہر شکل آپ کے رخسار سے آگاہ صبح
ہو سحر سے شام روشن شام سے تیرہ سحر — شام سامانِ وصال و ہجر رشکِ ماہ صبح

زلف و روے یار ہے نیرنگ تازہ اے وقار
گاہ لیل و گہ نہار و گاہ شام و گاہ صبح

دیکھی ہے جیسے اک بتِ معبے پیر کی طرح — مین لوٹتا ہون خاک پہ اکسیر کی طرح
پیری مین خم کمان کا قبضہ مین قد کے ہے — وقتِ شباب بھاگ گیا تیر کی طرح
بوسہ کمان کا خاک کی چٹکی نہ دی کبھی — ہے وہ بخیل صاحبِ اکسیر کی طرح
اپنے خدنگِ ناز کا مجھکو ہدف کرو — آؤ کڑی کمان کے تم تیر کی طرح
تھا بسکہ محوِ دیدِ رخِ دوست کا جو مین — حیرت کا پتلا ہو گیا تصویر کی طرح
روتے ہین ہم جو زلفِ مسلسل کی یاد مین — لپٹے ہین اشک پانون مین زنجیر کی طرح

بہتر ہے ہوشیاری سے غفلت مری وقار
پھرتا ہے خواب پوچھتا تعبیر کی طرح

اک رشکِ مہر کے ہے لیے انتظارِ صبح — ہر موے تن ہے شام سے امیدوارِ صبح
ان گورے گورے گالون پہ سُرخی ہے اسطرح — جیسے شفق ہو غازۂ روے بہارِ صبح
غیرت سے روے یار کے ہے پُر کلف تمام — تھا رشکِ آئنہ جو رخِ آبدارِ صبح
خط نے صفائی حُسن کی کردی ہر آئنہ — لو ابرِ نوبہار نے دھویا غبارِ صبح

زلفِ سیہ وقار سیاہی ہے شام کی
چمکا ہے اُسکے چہرۂ روشن سے کارِ صبح

اُنکے ہوے شراب سے ایسے عذار سُرخ — مانند خطِ جوہر ہین برقع کے تار سُرخ
شعلہ بھڑک اُٹھا نگہِ اہلِ دید کا — بیٹھا پہن کے کپڑے جو محفل مین یار سُرخ
ہر جوہری کو پارۂ یاقوت کا ہے شک — ہین عکس سے لبون کے جو دندان یار سُرخ

میری برہنہ پائی نے ایسا جما یا رنگ
گل کی روش ہے دشت مین ہرایک خار سُرخ

آئینہ ہو گیا چمن اندوہ عکس سے
چہرہ ہے اُسکا صورتِ ابرِ بہار سُرخ

مُنھ فق شفق کا ہو گیا مانند آئنہ
اُٹھا جو قتل گاہ سے میرا غبار سُرخ

اک شعلہ رو کے ہجر مین رو یا جو مین وقار
نکلے سرشک آنکھ سے مثل شرار سُرخ

مین ہون شہید خاک سے اُٹھے گی گرد سُرخ
دن حشر کے حساب کی نکلے گی فرد سُرخ

ہوگی زمین کوچے کی روز نبرد سُرخ
خاکِ عدو سے اُٹھے گی ایجان گرد سُرخ

بوسہ جو دین حضور لب سُرخ فام کا
چہرہ کا ہو ہمارے ابھی رنگ زرد سُرخ

کہتا ہے مجھسے وہ کہ مگر تو نے پی شراب
آنکھون کو جسکی دید کا کرتا ہے درد سُرخ

شوخی سے یون عتاب کے ہے سُرخ روے یار
جس طرح دھوپ سے ہو رُخِ رہ نورد سُرخ

آگے تمھارے قامتِ بالا کے سرو پست
عارض سے کم ہین رنگ مین گلہاے ورد سُرخ

ثابت ہوا نظارۂ خورشید سے مجھے
خجلت سے ہو گیا ہے رُخِ ہرزہ گرد سُرخ

بزدل کا زعفران سا ہو رنگ روے زرد
مانند گل ہو چہرۂ مردان مرد سُرخ

اُن گورے گورے گالون پہ وہ سبز سبز خط
تشبیہ کو وقار ملا لاجورد سُرخ

خون دل سے لوح سینہ پر ہے کھینچی آہ سُرخ
لکھی ہے شنجرف سے یہ مصحف پہ بسم اللہ سُرخ

رنگ گرگٹ کے سے بدلے مہر تیرے روبرو
گاہ زرد و گہ سیاہ و گاہ سبز و گاہ سُرخ

گر نہین پائون کے لائق کفش بوسی ہی سہی
خون سے اپنے کرون اُسکی گلی کی راہ سُرخ

ذکر شکوہ کو کجا میرا ذہن اے ہمنشین
شکر کی باتون مین جب رُخ اُسکا ہونا گاہ سُرخ

بار بر قع سے ہے روے نازنین یون لال لال
جیسے ہوتا ہے گہن سے ایک مہر و ماہ سُرخ

تجربہ مین اپنے ہے یہ بات مدت سے وقار
زرد رو بد خواہ کا ہو روے دو لتخواہ سُرخ

ہے رنگ روزگار سفید و سیاہ و سُرخ
مانند چشمِ یار سفید و سیاہ و سُرخ

دانتون پہ مسی ملکے جو اُس بت نے کھائے پان
آئی نظر بہار سفید و سیاہ و سُرخ

پستہ و بلند وسط سخن کور دل سے دور
اعمی نہ دے قرار سفید و سیاہ و سُرخ

لیکر ہمارے نام کبوتر کسی کے پاس
جاتے ہین ہر نہار سفید و سیاہ و سُرخ

مین چشمِ پُر خمار کا کُشتہ ہون چاہیے
سنگِ سرِ مزار سفید و سیاہ و سُرخ

زلفِ دوسر کا تیری نہین ایک مین بھی زہر
دیکھے اگرچہ مار سفید و سیاہ و سُرخ

دندان و زلف و رُخ کے تصور مین اے وقار
اشکون کا میرے تار سفید و سیاہ و سُرخ

نہ پھیرو ہم سے تم اے جانِ جان رُخ
کہ پھیرے مثلِ مژگان یک جہان رُخ

نہ ڈال ابرو مین خم اے تیرِ قامت
بُرائی ہے جو کرجائے کمان رُخ

کبودی چشم کو اُسکے جو دیکھے
کرے وہ پھر نہ سوے آسمان رُخ

نشست ماہ ہو ہالے مین جیسے
وہ یون آئینہ کے ہے درمیان رُخ

گُل خورشید ہم ہین تو ہے خورشید
نہون کیون تیری جانب ہر زمان رُخ

نکلتا جو نہ یوسف چاہ سے تو
نہ کرتا مصر کو پھر کاروان رُخ

وقار اُس بت کا قد ہے رشکِ طوبیٰ
مگر ہے غیرتِ باغِ جنان رُخ

تلخ کامِ کوہکن را عشقِ شور انگیز کرد
پُر غلط گویند شیرین کرد یا پرویز کرد

آن بعین گریہ با چشم دمِ آخر نمود
بادِ صرصر ہر چہ با کشتی در آب تیز کرد

نوکِ خارِ خشک مہمیز سمندِ شعلہ است
پندِ بے تاثیر ناصح آتشِ ما تیز کرد

عاشقش گردید شیخ و سبحۂ صد دانہ داد
بہر زندان دادن تسبیح دست آویز کرد

ترکِ عشقش باعثِ آزارِ من شد اے وقار

ورنہ صحت آشنا بیمار را پرہیز کرد

لاغری بسکہ تنِ من دارد
بسرم گریۂ دشمن دارد

عشوہ و ناز کہ سید ار دو دوست
این ہمہ بہرِ دلِ من دارد

دلِ او راست چنان سخت خمیسہ
غم نرمی بخود آہن دارد

ہر کرا رخصتِ گلچینی نیست
آن کسے بہر چنہ دامن دارد

چون سر گشتہ آورد دست وقار
سرِ من شکوۂ گردن دارد

عشق کی سرکار مین خدمت کا ہے انجام بد
نیک کارون کا ہے کافر نے نکالا نام بد

اُنکین سود ھٹر کے ہین دلکو اور اسمین ایک ہے
نیک راتین ہجر کی ہین وصل کے ایام بد

ہین وہ شیرینی و ترشی کے مزے سے بیخبر
جو کہ کہتے ہین کہ بوسہ نیک ہے دشنام بد

پختہ مغزون کی ہوا صحبت سے پیدا تر و ملغ
میرے حق مین ہوگیا میرا خیالِ خام بد

کہنہ زنجیریِ گیسو ہو آزاد عشم
واقعی ہے نوگرفتارون کو قیدِ دام بد

چشم حق بین سے جو دیکھے ہین نے وہ رخسار و زلف
زشت ہے صبح ازل اور ہے ابد کی شام بد

خط کے آتے ہی اُڑی ہے خاک روئے یار پر
واقعی آغاز بد کا ہے وقار انجام بد

کاش کرے دستِ تیغ سر پہ وہ قاتل بلند
مثل شفق موج خون ہو دمِ بسمل بلند

اشک کا میرے بلند اس طرح ساحل سے موج
بحر کا جیسے رہے موج سے ساحل بلند

ابروے پُرخم سے ہے پشت مہِ نو کی قدر
مہر کا رتبہ نہین خال سے اک تل بلند

[illegible] کی آواز ہو پست سے بھی پست تر
آہ و فغان گر کرے عاشق بیدل بلند

دید لیلی کی خاک آبدہ چشم قیس
دستِ جنون نارسا پردۂ محمل بلند

بستۂ گیسو کا پست نالہ سراسر رہے
قیدی طرہ کا ہو شور سلاسل بلند

رمز انا الحق سے آج کھل گیا مجھپر وقار
حُسن کا ایوان ہے پست عشق کی منزل بلند

عارض سے ترے بہار مقصود
ہے خط سے بنفشہ زار مقصود

اُڑ اڑ کے غبارِ عاشق آیا
کوچہ مین جو تھا مزار مقصود

کعبہ سے غزال کودتا آئے
ہو اُنکا اگر شکار مقصود

گیسو سے غرض ہے خاص کرلیں
رخسار سے ہے نہار مقصود

نرگس ہے چمن کی دیدۂ شوق
ہے آپ کا انتظار مقصود

دل کی نہ کلی شگفتہ ہو گی
گل سے ہے نہ رکھے ہزار مقصود

داغون کا وقار سینۂ مشتاق
ہے کوہ کا لالہ زار مقصود

ہجر مین یان دیدۂ یعقوب گریان ہے سفید
وان جمال یوسفی سے چاہِ کنعان ہے سفید

ہے ہما حیران کہا ہے کسکو لیجاے کسے
استخوانِ کشتگان سے کوے جانان ہے سفید

شکلِ رخ روشن ہوئی افشان سے وہ زلفِ سیاہ
صورتِ صبحِ وطن شامِ غریبان ہے سفید

جو صفا باطن ہو کیون وہ پھر کدورت اُسکے آئے
سینۂ بے کینہ میرا آئنہ سان ہے سفید

ہے یہ پرتو حسن بالادست کا تیرے صنم
چہرۂ آئینہ شکلِ ماہتابان ہے سفید

جو چلا راہِ خدا مین آنکھ روشن ہو گئی
چشم قربانی کی روزِ عید قربان ہے سفید

بسکہ رونے پر مرے رویا کیا شام و سحر
اے صنم چشمِ سیاہِ ابر گریان ہے سفید

تیرے جلوہ سے ہوا عالم شعاع و مہر کا
چشم روشن ہو گئی ہر موے مژگان ہے سفید

شہر مین زلفِ سیہ بیڑی ہے کیتک لے وقار
بخت روشن ہے تو پھر راہِ بیابان ہے سفید

گردش ہے تری چشم کی پیمانہ کے مانند
ہر ایک جو ہشیار ہے مستانہ کے مانند

تو بزم مین ہے حُسن کی اک شمع دل افروز
کیونکر نہ پھرون گرد مین پروانہ کے مانند

ہے دل مین بسا شوخ صنم نور کی مورت
یارب مرا کعبہ ہوا بتخانہ کے مانند

سرسبز نہونگا چمنِ حُسن مین تیرے
اے گل ہون مین اک سبزۂ بیگانہ کے مانند

ہے نشہ ٹپکتا تری دیوار و در سے
بس نرگسِ مخمور ہے میخانہ کے مانند

شمشیرِ تغافل کا جو کشتہ ہے تمھاری
ہے شورِ قیامت اُسے افسانہ کے مانند

آباد ہوئی زلف **وقار** اُس کے جو دل مین
گھر اپنا ہوا ہُو مجھے ویرانہ کے مانند

چھوٹے نہ ہاتھ سے وہ شوخ سیمبر کاغذ
ہمارے خط کا مطلا بھی ہو اگر کاغذ

کیا ہے خانہ نشین ضعف دلنے یون مجھکو
کہ جس طرح کسی تصویر کا ہو گھر کاغذ

دیا تو نامہ ہے قاصد کو پر ہے اب یہ سوچ
کہ دے نہ اور کسی کو وہ بھولکر کاغذ

ہمارے خط کے جو اُسنے اُڑائے ہین پرزے
پھرے ہے کوچہ مین اُڑتا ادھر اُدھر کاغذ

لکھون **وقار** مین کس طرح خشکی لب کو
کہ آبِ اشک سے بھیگا ہے سر بسر کاغذ

جیسے ہین دندان و لب دلبر لذیذ
شیر ایسا ہے نہ ہے شکر لذیذ

جب نمک سے زخم لذت یاب ہو
کیون نہو اُس ترک کا خنجر لذیذ

چاٹتی ہے خونِ دل کب تیغ یار
ہے زبان کو اُسکی خون سر لذیذ

خواہشِ قتلِ دگر کرتے ہین ہم
بسکہ ہے آبِ دمِ خنجر لذیذ

ہاتھ سے اُس شوخ شیرین کار کے
قند کے کوزے سے ہے بہتر لذیذ

بھوک کے غلبہ مین نانِ سرد و خشک
نان گرم و تر سے ہے بڑھکر لذیذ

کب شرابِ گرم سے ہے اے **وقار**
آبِ سردِ چشمۂ کوثر لذیذ

ہر ایک باغبان کو ہے گلزار پر گھمنڈ
زیبندہ ہے حضور کو رخسار پر گھمنڈ

سودا ہے خام شیخ و برہمن کا پختہ ہے
ہے اپنے اپنے سبحہ و زنار پر گھمنڈ

کرتے ہین کوے یار پہ عاشق فغان غرور
مرغان خوش نوا کو ہے گلزار پر گھمنڈ

کھاے چکور ٹھوکرین انسان ہو پائمال
ہے اس چلن کو یار کی رفتار پر گھمنڈ

پہونچا صدا ہے نالہ کے ہمزاد جسم زار
تھا یار کو بلندی دیوار پر گھمنڈ

خالق نے قسمین کھائی ہین لیل و نہار کی
زیبا ہے اُنکو کاکل و رخسار پر گھمنڈ

اُنکے خرام ناز کا دیکھا نہین چلن
بیجا نہین ہے کبک کا رفتار پر گھمنڈ

دیوار جو شکستہ ہو اُسکا بھروسا کیا
کیجیے نہ آپ کاکل خمدار پر گھمنڈ

نام ہنر ہے عیب **وقار** اس زمانہ مین
نادان ہین جو کرتے ہین اشعار پر گھمنڈ

جما ہے حُسن کا عشق اسطرح گیسو کمندون پر
کہ جیسے قید بند کفر ہے زنار بندون پر

قد طوبیٰ کے کُل اشجار پر ثابت ہے بالائی
مگر غالب نہ آئیگا وہ ان بالا بلندون پر

جسے درد قلق سمجھے ہو تم وہ راحت جان ہے
نگاہ مہر بدتر قہر سے ہے دردمندون پر

دل عشاق کیا آرام پائین اُسکی زلفو نمین
مثل ہے ہون قیامت سخت راہین مستمندون پر

یہ صورت و اے دل لیکر نہ بوسہ دین نہ دل پھیرین
چلے عشاق کا بس خاک ایسے نادہندون پر

وقار آسان کشا مثل حباب جو دل اپنا ہے
ہمیشہ مشکلین پڑتی رہین مشکل پسندون پر

سرو ہو جاے گا سیدھا قد جانان دیکھکر
سر کو نیہوڑائیگی نرگس چشم فتان دیکھکر

لعل سرخی سے گرا لب ہاے جانان دیکھکر
آب اُتری موتیون کی سلک دندان دیکھکر

یاد حورون کی گئی دل سے جو وہ آئے نظر
گلشن جنت کو بھولا اُنکا ایوان دیکھکر

مین وہ ہون ہمزاد ڈر کر بھاگتا ہے سایہ سے
کیون گریزان وہ نہو حال پریشان دیکھکر

گاہ گریان گاہ نالان ہون گے خاموش ہون / خندہ زن وہ شمع ہے ہر ایک عنوان دیکھکر
چال بھولا کبک کھائین ٹھوکرین طاؤس نے / تیری رفتار آج اے سرو خرامان دیکھکر
ہے چمک پر طالعِ بیدار اپنا آج کل / اُٹھتے ہین ہر صبح ہم وہ روے تابان دیکھکر
نام میخوارون نے رکھا ہے برِ ماہِ صیام / خوش ہو کیا ساقی ہلالِ ماہِ شعبان دیکھکر
کھا نہین سکتا ہے قسمت کا کسیکے گر کوئی / رشک کیون کھاتا ہے پھر انسان کو انسان دیکھکر
زلف برہم کا جو دن سے دلمین بیٹھا تھا خیال / سوتے سوتے چونک اُٹھا خواب پریشان دیکھکر

ہو مرتب جلد دیوان دوم بھی اپنا وقار / کہتے ہین دیوان اول کو سخندان دیکھکر

بُری ہو زہرہ کی گت آپ ناچین گائین اگر / غش آئے مشتری کو آپ ادا بتائین اگر
جو اصل بد ہو تو کیا نیک تربیت سے ہو / نہو گا ایلوہ میٹھا شکر ملائین اگر
بنین سیاہی ابھی اُنکے مردمِ دیدہ / ہمارے سینہ پہ تیرِ مژہ لگائین اگر
زبان ہو خشک دہن مین جو ذکر عشق آئے / ضرر ہو جی کا یہ ہے نفع دل لگائین اگر
جو بیٹھا در پہ کسی بت کے مار کر آسن / نہ پھر اُٹھون کا ملک بھی مجھے اُٹھائین اگر
لحد مین سوئین جو قیدِ فراق سے چھُٹ کر / نہ چونکین شور قیامت کے بھی جگائین اگر
نہ بیٹھین پھر جو خدا بھی بٹھائے کرسی پر / وہ آستانے سے اپنے ہمین اٹھائین اگر

نزاکت اُنکی جدا ہے وقار عالم سے / عرق مین غرق ہون وہ میرے پھول اُٹھائین اگر

زہد ہے اسطرح شراب سے دور / شپرہ جیسے آفتاب سے دور
ہو نہ سیماب سے جدا شوخی / صبر ہے میرے اضطراب سے دور
دل کو آیا نہ اُنکا ناز پسند / یہ کبوتر رہا عقاب سے دور
نہ لگے ماہ کو گہن کا داغ / رخ رہے سیلی نقاب سے دور

زلفِ پرُخم کا رات دن ہے خیال
دل رہے کیسے پیچ وتاب سے دور

چاہیئین شوخیان حسینون مین
قدر کیا بو جو ہو گلاب سے دور

بات دل کی وقار پختہ ہو
دیکھ خامی رہے کباب سے دور

شبِ ہجران جو سر مارا زمین پر
نشان پڑ پڑ گئے میری جبین پر

ہوا ہے آئینہ عاشق مری جان
ترے رخسار حیرت آفرین پر

ہمارے قتل کے محضر یہ ہین مُہر
لہو کے داغ تیری آستین پر

ترے کوچے سے کی ہے خاک برباد
صبا کا زور چلتا ہے ہمین پر

نہ کاٹے گو کسی نے لب تمھارے
ولیکن نام کندہ ہے نگین پر

ہمارے تن کی ہر دم جھڑتی ہے خاک
مثالِ شیشۂ ساعت ہمین پر

محبت بھی وقار اُسکی ستم ہے
نہین ہے منحصر کچھ بغض وکین پر

اُٹھا کر جو دل اُسنے مارا زمین پر
رہا لوٹتا جیسے پارا زمین پر

ہلال اور انجم کا جلوہ دکھایا
قدم تیرے مرکب نے مارا زمین پر

سُنا ٹوٹنا شیشۂ دل کا میرے
بہا آب سا سلکِ خارا زمین پر

ستمگر ہے وہ ماہ بے مہر ایسا
فلک کو ہے گویا اُتارا زمین پر

نہ گردش سے ہرگاہ اُسکو سکون ہو
بھلا خاک ہو پھر گذارا زمین پر

ترا اس طرح عکس ہے آئینہ مین
گرے ٹوٹ کر جیسے تارا زمین پر

وقار اُسکا کوچہ مگر کہکشان ہے
ہر اک نقش پا ہے ستارا زمین پر

لبِ معجز نما اپنا دکھا کر
کیا زندہ مجھے عیسا نے آکر

یہ بت سحر البیان نامِ خدا ہین
غضب کرتے ہین دو باتین سنا کر

کبھی تو وصل کا وعدہ خدارا
وفا کرا و بتِ کافر و فا کر

ہمارے زخمِ دل دیکھے جو خندان
وہ قاتل رہ گیا کچھ مسکرا کر

بنا دے او پری مجکو سلیمان
انگوٹھی ہاتھ کی اپنی پنہا کر

ہوا وصلِ بتِ کافر سے مسرور
وقار اب سجدۂ شکر خدا کر

قتل کا وہ خط بندھا ہے بال پر
جو کبوتر کا ہے خون ہین لال پر

لگ کے اُس دیوار سے رویا جو مین
رخنے رخنے کا ہے خندہ حال پر

اُس سے آگے ہاتھ بھر نخوت مین ہے
آئنہ آرائشِ تمثال پر

مزرعۂ کلفت مین اشکِ دانہ دار
خاک ریزان ہے سرِ غربال پر

باغ سے طاؤس جائے گا کہان
دام کا حلقہ ہے ہر اک بال پر

نقد بوسہ کی توقع مٹ گئی
زلف عارض پر ہے افعی مال پر

اشک گلگون سے شب فرقت وقار
ہین چمن اندودیان رومال پر

ہے جلنے کو شمعِ رخِ جانانہ پر
دل نکالے صورتِ پروانہ پر

خطِ ساغر حکم بیہوشی کا ہے
ہے نظر اک نرگسِ مستانہ پر

یاد ساقی مین جو پی جھنجھلا کے مے
زخم دندان ہین لبِ پیمانہ پر

میرے دم سے لگ گئے پر دشت کو
صدقے ہین آبادیان ویرانہ پر

بے خودی مین بیخودی کی کیفیت
آنکھ ہے جب سے رہِ میخانہ پر

توڑ کر زنجیر لی جنگل کی راہ
تنگ تھا زندانِ دلِ دیوانہ پر

ہوش اتنا ہے جنون مین اے وقار

گوش مجنون سے ہے مرے افسانہ پر

نگاہِ یار کی ہے اندنون بیداد گردن پر
مگر رکھے ہوئے تلوار ہے جلاد گردن پر

جو ہوتی یک سرِ مو بارِ خاطر اُلفت شیرین
نہ لیتا بوجھ ہرگز کوہ کا فرہاد گردن پر

گل شاداب مین ہے پنکھڑی جو خون سے رنگین
اُسے سمجھین عنادل خنجرِ فولاد گردن پر

بہارِ گل تو آنے دے کہ اپنے جی سے جائیگی
وبالِ خونِ بلبل تو نہ لے صیاد گردن پر

سر اک آدھی رگڑ مین اُڑ گیا دھڑ سے وقار اپنا
پڑی ہے تیغ قاتل کی عجب اُفتاد گردن پر

قتل کا دوست کے ہو جسکا ارادا مِل کر
ایسے دشمن سے کرے کوئی بھلا کیا مِل کر

چشمِ بیمار کے بیمار کو ہو گی نہ شفا
گر مداوا کرین لقمان و مسیحا مِل کر

راہ سے عشق و محبت کی ہے تو بھی آگاہ
ایک دن پوچھین گے ہم خضر سے تنہا مِل کر

ٹپکے ایک ایک جو آنکھون سے شبِ ہجر مین اشک
گنگا جمنا سے بہین دو ابھی دریا مِل کر

اے عزیزو نہ کہو عشق کو مصری کی ڈلی
دیکھو رسوا ہوئی یوسف سے زلیخا مِل کر

زعمِ یکتائی سے جو آئنہ دیکھے نہ کبھی
کس طرح بیٹھے مرے پاس وہ یکجا مِل کر

روٹھے ملتے ہین یہ معمولِ زمانہ ہے وقار
پر نئی رسم ہے اُسکی کہ وہ روٹھا مِل کر

زلفِ شبگون سے ہوا وہ رخِ انور باہر
آ گیا کوچۂ ظلمت سے سکندر باہر

جسم کو سر نے کیا جھک کے سلامِ رخصت
ابھی نکلا ہی نہ تھا میان سے خنجر باہر

نہین ممکن ہے گذر یک نظر کا اے ترک
اتنی لاشین ہین پڑی کوچہ کے اندر باہر

خلوت و جلوت جانان کی یہ رعنائی ہے
جو کہ اندر ہے نظر وہ نہین ہیتو ر باہر

آستین دیکھی سدا تیری چڑھی اے قاتل
مثل مژگان کے رہا میان سے خنجر باہر

چشم پُر نور رہے دل شاد ہے وصلت سے ترے
بھر گیا دولت دنیا سے مرا گھر باہر

دور دفنائیو دل کو مرے مجھسے یارو
ورنہ دیکھوگے مرا قبر سے بستر باہر

وہ قدم رکھنے نہین دیتے ہین گھر کے اندر
مثلِ پرکار پھرا کرتا ہون باہر باہر

حلقۂ نافِ صنم کی نہ کرو چاہ وقار
کوئی گرداب سے نکلا ہے شناور باہر

وائے قسمت جسکے عاشق ہم ہون قاتل دیکھکر
دستِ بیع رحم ہو وہ نیم بسمل دیکھکر

ملکِ دل آخر اُجاڑا عشق نے ایسا کہ بس
پا لیا اول امانی سیر حاصل دیکھکر

رشک سے زاغِ سیہ کا ہوگیا ہے مُنھ سفید
چاند سے رخسار پر اُس شوخ کے تل دیکھکر

بارِ غم سے گڑگیا ہون مین زمین مین سر بسر
آج طفلِ اشک اپنا پاے در گل دیکھکر

اُس بتِ سنگین کا دل مائل اگر ہوگا کبھی
سینہ پر رکھ لونگا مین بھاری سی اک سل دیکھکر

کشتِ دل پر جا گری برقِ نگاہِ شوخِ یار
ہوگیا لیکھا مرا باقی و فاضل دیکھکر

شمع ہے فانوس مین چھپتی کہی مین نے وقار
روے روشن پر نقابِ سُرخ حائل دیکھکر

کبھی اے اشک تر آنکھون سے ڈھل پڑ
کبھی اے آہِ دل منھ سے نکل پڑ

نہ اسے پاسے تصور اتنا ٹل پڑ
کبھی تو لامکان سے آگے چل پڑ

ہوا وہ بت نہ دو دن بھی کبھی رام
جہنم مین تو اے علم و عمل پڑ

وہ رقصان بزم مین ہین تو بھی اے دل
کبھی تو وجد مین آکر اُچھل پڑ

کسی دن تو کبھی اے ابرِ رحمت
مرے بیت الحزن مین بھی اُندل پڑ

گلِ عارض پہ اُنکے مثلِ بلبل
کبھی او طفلِ دل تو بھی مچل پڑ

مرے آگے کبھی ہاتھ اپنے دھوکر
رقیبون کے بھی پیچھے اے اجل پڑ

ہے گو عالمِ امکان پہ اے چشم
کبھی تو صورتِ زمزم اُبل پڑ

نہبھی اک پل کبھی جس سے نہ اے دل
اُسی سرکش کے پھر قدمون پہ چل پڑ

کبھی او شعر وصفِ ساعدِ یار
مرے خامہ کے بھی سانچے سے ڈھل پڑ

وقار اُس بزم مین تو بھی صدف وار
دہانِ پاک سے موتی اُگل پڑ

تھی ہجر مین جس گل کے طبیعت مری ناساز
مین ہو گیا اچھا جو وہ آنکلا خدا ساز

بیمار کا ہو پیرِ مغان اپنے معالج
دارو کدہ میخانہ ہو ساقی ہو دوا ساز

جو بات ہے پردہ کی وہ کہدیتا ہے اُس سے
رکھتا ہے مقررولِ خود را ے مرا ساز

ان دُھری بلاؤن سے بچے کسطرح کوئی
اُس آفتِ جان کا ہے بلا رقص بلا ساز

تھرّانے لگے گا وِ زمین گاوِ فلک بھی
اُس شوخ شکاری کی کمر مین جو بندھا ساز

گلگون و صبا نام ہے گھوڑے کا تمھارے
خوشبو سے گلِ ورد کی لائے گی صبا ساز

تھوڑا سا وقار اسمین جو ہو حُسنِ تردد
ہے آئینۂ دل کے لئے عشق جلا ساز

سبز ہے خطِ روے یار ہنوز
ہے خزان جلوۂ بہار ہنوز

ہو گئے خاک ہم مگر اُس کے
شیشۂ دل مین ہے غبار ہنوز

وہ صنم ہے نظر مین اسپر بھی
ہے کھلی چشمِ انتظار ہنوز

گو اُڑائے غبار خط نے خاک
حُسنِ عارض ہے آبدار ہنوز

دشت نخچیر سے ہوا خالی
یار ہے مائلِ شکار ہنوز

قول ہارا ہے وصل کا وہ شوخ
میرے دلکو نہین قرار ہنوز

سب کو چھوڑا ہے جسکے پیچھے وقار
اُس سے صحبت نہین برار ہنوز

جام سے ہے الگ شراب ہنوز
ہین جدا ماہ و آفتاب ہنوز

رُخ سے سرکا نہین نقاب ہنوز
ہے تہِ ابر آفتاب ہنوز

گردشِ چشمِ مست شوخ سے ہین — زاہد و محتسب خراب ہنوز
یاد مے نے کباب دل کے تلے — ہاے ساقی ہے مستِ خواب ہنوز
خط بھی رُخ کا لفافہ کھول چکا — نامہ کو ہے سرِ جواب ہنوز
خط بگڑ کر بھی کچھ بنا نہ سکا — ہے وہی رُخ کی آب و تاب ہنوز
ہے ہر اک بال خط کا خط رو — حُسن ہے برسرِ حساب ہنوز

سوزِ دل سے وقار ٹپکے اشک
واقعی خام ہے کباب ہنوز

چشم مین ہین اپنے اشک تر ہنوز — سیپ سے باہر نہین گوہر ہنوز
خاک لیجاتی ہے کوے یار مین — ہے وفادار اپنی اک صرصر ہنوز
اُسکے خال و خط و چشم و زلف سے — چار پہلو کا ہے غم سر پہ ہنوز
موے مژگان کا خیالستان ہے دل — ہے رگِ جان مین چھپا نشتر ہنوز
تختہ تختہ ہو نہ کشتی چشم کی — اشک ہے دریاے بے لنگر ہنوز

نخلِ اُلفت کیا پھلے پھولے وقار
پردہ مین ہے وہ صنوبر بر ہنوز

اسقدر ابکی ہوا گلزار سبز — سایۂ بلبل ہے طوطی وار سبز
جب سے دیکھا سبزۂ گوشِ صنم — مثلِ سبزہ ہے نظر کا تار سبز
تیرے حُسنِ سبز کے حق مین ہوا — سبزۂ خط کا قدم اے یار سبز
کر توکل برق حاصل سوز پر — کشتِ دل مین تا ہو تخم کار سبز

ہے برستا ابر جو ہراے وقار
زنگ سان اُسکی ہو تلوار سبز

توقیر کیا سخن کی ہے اہلِ سخن کے پاس — سچ ہے کہ قدر نافہ نہین ہے ہرن کے پاس

ایسا ہون ناتوان کہین دب کے مر رہون
تارِ نگاہِ یار جو پہونچے بدن کے پاس

گر دیکھیے تو سبحہ و زنار کے سوا
کچھ پاس شیخ کے ہے نہ ہے برہمن کے پاس

دیکھی لپک کمر کی نہ چیتے کے پاس یار
دیکھی نہ تیری آنکھون کی وحشت ہرن کے پاس

پکڑا ہے شانہ بینی سے دزد اپنا اے وقار
دل ہے ہمارا زلف شکن در شکن کے پاس

اسطرح ہے خط سبز اُنکے دہن کے آس پاس
ہو حنا کی جسطرح ٹٹی چمن کے آس پاس

ہین دلِ سوزان بلاگردان رُخِ پُرنور کے
پھرتے ہین پروانہ شمع انجمن کے آس پاس

حُسن کی ہے راہداری کا یہ پروانہ مگر
خوش نما ہے گرچہ خط اُسکے ذقن کے آس پاس

پھر جلے گا عشقِ نو سے دل مرا مثلِ چراغ
کچھ رطوبت سے ہے پھر داغِ کہن کے آس پاس

بہرِ زر جیسے گدا سلطان کے ہون گرد و پیش
بوسہ خوار اسطرح ہین اُس سیمتن کے آس پاس

اپنی نکہت مین ہے ڈوبا عقدۂ زلفِ سیاہ
اُڑتی ہے بو نافہ کی مشک ختن کے آس پاس

زلف و رُخ نے یار کے تلپٹ کیا عالم وقار
کفر و دین رہتا ہے شیخ و برہمن کے آس پاس

نہین ہے دلمین ہوا و ہوس کی گنجایش
ہمارے گھر مین کہان خار و خس کی گنجایش

غمون سے سینہ مین دل تنگ ہے کہان کی آہ
صدا کی کیا ہو نہو جب جرس کی گنجایش

بھرے ہین حسرت و اندوہ ہجر سینہ مین
نہین رہی ہے سر مو نفس کی گنجایش

دیارِ عشق کی ہے راہ اسقدر باریک
نہین ہے جسمین خیالِ عسس کی گنجایش

بہار آئی ہے اس زور سے وقار امسال
رہی نہ باغ مین اصلا قفس کی گنجایش

گُل ترے رُخ سے ہے بہار فروش
ہاتھ سے ہے صبا نگار فروش

سُرمہ چشمِ چرخ ہو جو صبا
اُسکے کوچے کی ہو بہار فروش

کون نقصان پذیر رکھے سے شئے — اُنکا فتراک ہے شکارفروش
یاد رکھیے یہ حرفِ حق منصور — کہ الف ہے اناکا دارفروش
ہاتھ پستان پہ غیر کا پہونچا — آپ بھی اب ہوئے انارفروش

چشم بد دور گوندھ کر گلِ اشک
ہوئی چشم وقار ہارفروش

بھڑکے دل کی مرے اگر آتش — پھر سقر کی نہ کھینچے سر آتش
یون ہے آزارِ عشق دلمین نہان — جیسے پتھر مین ہے شرر آتش
اُسکی تلوار کی جو دیکھے آنچ — کانپنے کہ اُٹھے الحذر آتش
مین وہ ہون سرد دل جو چھو کردون — برف ہو جائے شعلہ ور آتش
عشق کی آگ مجکو ہے گلزار — ہے سمندر کا خاص گھر آتش
ابروِ دلکشا گلال آلود — دل جلون کو ہے نعل در آتش

ہین غزل مین وقار مضمون گرم
کہ ہے وخمہ مین جلوہ گر آتش

میرے سینہ کو داغ ہے مخصوص — مہرِ خانہ چراغ ہے مخصوص
گیسو و خط سے ہوگیا ظاہر — ضد کو طوطے کے زاغ ہے مخصوص
یون گلی یار کی ہے میرے لیے — جیسے بلبل کو باغ ہے مخصوص
ہجر مین ہے کباب لختِ جگر — چشمِ تر کا ایاغ ہے مخصوص
کیون نہ سونگھون ہر ایک گل کی بو — اپنے گل کا سراغ ہے مخصوص
تازہ کرتی ہے جان بوے یار — عطر بہرِ دماغ ہے مخصوص
دل گرفتہ ہے غنچہ وار اے گل — واسطے میرے باغ ہے مخصوص

حُسن سے کہہ وقار عشق کا حکم

بر سولان بلاغ ہے مخصوص

عام سب محبوب ہین اور ساقیِ گلفام خاص
خاص قول خاص ہے یہ نیز قولِ عام خاص

عام چلتی چکیان افلاک یہ ہین رات دن
پیسنے کو ہے ہمارے گردشِ ایام خاص

عارض و گیسو کو اُنکے کیون نہ ڈھونڈون روز و شب
وہ بنارس سحر ہے یہ اودھ کی شام خاص

قبر مین بھی چین کب ممکن ہے اسکے ہاتھ سے
دل ہے پہلو مین ہمارے دشمنِ آرام خاص

عشق کے اول ہے ذلت اور آخر مرگ ہے
عام یہ آغاز اسکا اور وہ انجام خاص

زلف پیچا پیچ ہے گون ساقیِ بدمست کی
پھانسنے کو میرے مرغِ دل کے ہے گلدام خاص

چشم پر اُسکے جو بادام سیہ ہے اے وقار
جب چڑھی عینک تو ہے پھر وہ گلِ بادام خاص

سبسے رکھتا ہے وہ صنم اخلاص
رکھتے ہین اُسکے غم سے ہم اخلاص

قد سے رکھتی ہے راستی اُلفت
اور زلفِ سیہ سے ہم اخلاص

ہے یہ زنار سبحہ سے خط ہر
رکھتے ہین کفر و دین بہم اخلاص

ورد ہر دم ہے قل ہو اللہ کا
تا بڑھے اُنکا دمبدم اخلاص

جو نہ دے بوسہ اور کہے کہ دیا
اُس سے ہوتا ہے متہم اخلاص

تیرِ مژگان سے تیر سے رکھتا ہے
ہو بہو آہوِ حرم اخلاص

جانتا ہے خدا سے پاک وقار
اُنکا یہ جھوٹ سچ قسم اخلاص

غیر سے بیش ہمسے کم اخلاص
یہ بھی ہے اُنکا مغتنم اخلاص

خار کو آبلون سے ہے کاوش
اُنکو اُنسے ہے ہر قدم اخلاص

ہاے سمجھے تو سمجھے کیسے کو
شمع و پروانہ مغتنم اخلاص

خط کو اُنکے سنو جو خونِ دل
کیا رقم سے کرے قلم اخلاص

وصل مین ہجر کی ہے کیفیت
اے وقار اُنکا ہے ستم اخلاص

جو برق وار کرے سر پہ تیغ قاتل رقص
قضا کا پانون پہ ہو میرے مثل بسمل رقص

گیا جو سیرِ چمن کو وہ رشکِ گل میرا
صبا بکھر گئی کرنے لگے عنادل رقص

خیال ہے ترا سینہ مین کودتا ہے دل
مگر ہے ناقۂ لیلے کا زیر محمل رقص

زمین پہ انس فلک پر ملک کی ہے بری گت
تمھارے رقص پہ کرتا ہر اک کا ہے دل رقص

جو کھولا زلفِ مسلسل کو تم نے دریا مین
تو موج کی طرح کرنے لگے گا ساحل رقص

نصیب مین جو خوشی ہے تو عید قربان کو
کرینگے ہم تری قربانیون کے شامل رقص

جو گائے کوہ پہ فرہاد اس غزل کو وقار
تو مثل قبلہ نما کر اُٹھے ہر اک سل رقص

ہے قلزمِ دل کی آز غواص
رکھتا ہے نفس دراز غواص

عشاق کے خون سر مین یکسر
قاتل کی ہے تیغ ناز غواص

ہو آنکھ نہ بحرِ فکر مین وا
رکھتا نہین چشمِ باز غواص

ہے مسلکِ حُسن و عشق دیگر
محمود ہے بحر ایاز غواص

مضمون پہ وقار کو ہے تغرا
کرتا ہے گہر پہ ناز غواص

جب رقیبون کو ہو نہ زر سے فیض
پھر ہو کیا وصل سیمبر سے فیض

آگیا بال شیشۂ دل مین
یہ ہوا الفتِ کمر سے فیض

اشک سے یون ہے آبروے چشم
جس طرح سیپ کو گہر سے فیض

سچ ہے حرکت کے ساتھ ہے برکت
طالبِ زر کو ہے سفر سے فیض

پیرِ گردون کی چشم تنگ ہوئی
جیسے پایا تری نظر سے فیض

گہ قفس مین ہون گاہ دام مین ہون
یہ ہوا اپنے بال و پر سے فیض

شکر لب سے ہو مورِ خط محروم
ہو نہ بلبل کو گل کے زر سے فیض

گردِ سرمہ غبار کوچہ ہے
راہ کو ہے ترے گذر سے فیض

دل نے رسوا کیا وقار مجھے
مین نے پایا ہے اپنے گھر سے فیض

سمجھے ہون کی بندگی ہر عشق باز فرض
بندہ کے واسطے ہے خدا کی نماز فرض

روشن فروغ دل سے ہو تارِ نفس ابھی
عاشق جو سمجھے شمع سان سوز و گداز فرض

رہتا ہے قیس دشت مین فرہاد کوہ پر
لازم نشیب عشق مین ہے اور فراز فرض

کیسی جفا کہان کی وفا شکر و شکوہ کیا
واجب ہے اُن پہ ناز تو ہم پر نیاز فرض

پتھر مین آگ لوہے مین گل جسطرح نہان
عشاق کو ہے اسطرح اخفائے راز فرض

خون جوش کھا رہا ہے شہیدانِ ناز کا
پھرتا نہین ہے اے بت دامن دراز فرض

مشکین کسی ہین گیسوے مشکین نے اے وقار
سمجھے ہے قتل نرگس جادو طراز فرض

گرچہ چلتی نہین ہے میری نبض
تم چھو دو تو ابھی ہے چلتی نبض

میری میت کا ہاتھ تھام کے وہ
بولے اسکی ہے اچھی خاصی نبض

تیرے عاشق کی ہے گھڑی ساعت
اب کہان کی شفا کہان کی نبض

ہو گیا خود طبیب کو سکتہ
تیرے عاشق کی جب نہ پائی نبض

گرچہ مردہ ہون مین جو تم دیکھو
ہے ابھی پھر حضور چلتی نبض

اُنکے بیمار کی مسیحا نے
دیر تک ہاتھ سے نہ چھوڑی نبض

تھا جو عاشق کمر کا اُنکی وقار
نہین ملتی کسی کو اسکی نبض

خود غلط وہ قول و فعل اُنکا غلط
خط غلط انشا غلط املا غلط

رو و یا سچے نہ جھوٹے کے حضور
جو صحیح و راست تھا ٹھہرا غلط

دیر کی لی راہ مسجد چھوڑ کر
عاشق بت کر گیا رستا غلط

بات پیشانی کی پیش آئی ہے یار
ہو نہ قسمت کا کبھی لکھا غلط

خط ہے طوطی آئنہ ہے روئے یار
اے وقار اسمین نہین اصلا غلط

بیت تازہ کا ہو دل کے جسطرح مضمون محیط
خط پشت لب کی خوبی دہر کے ہو یون محیط

دشت مین جب روئے غم مین ہم ترے لے بجرُن
آب گریہ ہو گیا ہے صورت جیحون محیط

گرد ناقہ کے ترے اے لیلی محمل نشین
ہے بگولا یہ کہ تا کہ حضرت مجنون محیط

چھا گئی دل پر مرے یون یار کی زلف سیاہ
جس طرح سطح زمین پر ہو گیا گردون محیط

جس طرح ہو گرد عامل اسم اعظم کا حصار
یون ہے چشم پر فن دلدار کے افسون محیط

غفلت سرشار سے کہدو ذرا ہشیار ہو
جام و مینا پر ہین اونکے دیدۂ میگون محیط

کارگاہ خلق کو ہمنے جو دیکھا اے وقار
ذرے ذرے پر ہے صنع ایزد بیچون محیط

اگر غم نامہ کی تحریر ہے شرط
تو پھر قاصد بھی خوش تقریر ہے شرط

بہار آئی ہے نکھرا رنگ وحشت
دل دیوانہ کی تدبیر ہے شرط

مجھے اُس زلف کی لٹ کا ہے کھٹکا
مسلسل جعد کی زنجیر ہے شرط

خبر او بت بدا کی کیون خبر لون
مگر اُلجھی ہوئی تقریر ہے شرط

تم ابرو و مژہ کو بیس رکھو
سپاہی کو کمان و تیر ہے شرط

ادا ابرو ہے قضا عاشق کی لیکن
نگہ کی کھینچی شمشیر ہے شرط

کتابی رخ پہ خط کا خاکہ ہو
کلام اللہ کو تفسیر ہے شرط

وقار اسکے رخ و گیسو کے غم مین
سحرگہ نالۂ شبگیر ہے شرط

مرغِ دل ہو گیا شکارِ خط
ہے مگر دامِ سبزوارِ خط

حسن کی ہے دہان بہارِ خزان
ہین یہان چبھتے دل مین خارِ خط

رک گئے عاشقانِ حسن پرست
لگ گیا جب سے اشتہارِ خط

کرتے ہین وہ جو مشقِ خطِ غبار
رخ پہ آیا مگر غبارِ خط

یک قلم سبز نال خامہ ہو
گر لکھون وصف نوبہارِ خط

سبزۂ رخ کا ایک بوسہ دو
مہر ہی سے ہے اعتبارِ خط

خط کے آتے ہی حسن چل نکلا
تھا وقار اسکو انتظارِ خط

یاد سے دل ہے شاد جان محظوظ
ذکر سے ہے ترے زبان محظوظ

تیرا خنجر گلو نوا نہ ہوا
کیون نہ سر ہو سرِ سنان محظوظ

روز و شب اشک و آہ سے میری
ہے زمین شاد آسمان محظوظ

نام کیون غیر کا سنے وہ شوخ
کیا کرے زاغ کا فغان محظوظ

وہ پریزاد آدمی ہو تم
وصل سے جسکے انس و جان محظوظ

مجکو تو کام نالہ سے شب بھر
گو ہو انکا پاسبان محظوظ

اچھے خوش ہون تری غذا سے وقار
ہو ہما کھا کے استخوان محظوظ

مجکو یون ہے خنجرِ قاتل سے حظ
جس طرح قاتل کو ہے بسمل سے حظ

دین و دنیا سے وہ کیا محظوظ ہو
جو اٹھاتا عشق مین ہو دل سے حظ

کیون نہ مجنون سے ہو لیلیٰ شادمند
ہے کریم الطبع کو سائل سے حظ

عاشق عارض ہو کیا گیسو سے خوش — بحر کے ڈوبے کو کیا ساحل سے خط
رنج کم بھی عشق کا آسان نہین — اسمین ملتا ہے بہت مشکل سے خط
شارع و منصور ہین سولی سے شاد — ہر کسی کو ہے حق و باطل سے خط

لطفِ اُلفت وصل تک ہے اے وقار
روح کو تازیست آب و گل سے خط

دل سے ہم رکھتے تھے تیرا حد لحاظ — حد سے زاید ہو گیا تو بد لحاظ
آنکھین نرگس سے ملائین باغ مین — کیا ہوا تیرا صنوبر قد لحاظ
بوریے پر گرچہ ہون پر کرتے ہین — اہلِ ثروت صاحبِ مسند لحاظ
وصل کی شب کھول دو انگیا کے بند — توڑ ڈالو اب بجد و کد لحاظ
شوخ چشمی اے پری ہے شرطِ وصل — درمیان مین ہے یہ بیجا سد لحاظ
زیرِ خنجر بھی نہ تڑپون گا کبھی — آدمی ہون ہے مرا مقصد لحاظ

بادۂ وحدت سے ہون مست اے وقار
دل سے کرتا ہے مرا سرمد لحاظ

نہو عاشق کو کیونکر آہ سے حظ — مسلمان کو ہے بسم اللہ سے حظ
بساط انگیز وہ کیون غیر سے ہو — جسے ہو اُس بتِ دلخواہ سے حظ
زلیخا باؤلی جب چاہ مین ہو — نہو یوسف کو کیونکر چاہ سے حظ
جہان تاریک ہے آنکھون مین بے یار — اُٹھے پھر خاک مہر و ماہ سے حظ
چمن مین عین چشمِ منتظر ہے — یہ ہے نرگس کو تیری راہ سے حظ
ہواے خاک مین ہے مور کا اوج — سلیمان کو مگر ہے جاہ سے حظ

وقار احسنت پر مرتا ہے شاعر
صلے ہے شعر کا اک واہ پر حظ

حُسن شب افروز کی ہے اُنکے وہ پُر نور شمع
جس سے لیجاتی ہے روشن کرکے ضوے طور شمع

جا و بیجا خندہ و گریہ ہے وصل و ہجر مین
ہوگی پروانہ کے دل کی ایک دن ناسور شمع

روبروے ساق پاے یار کانپے سر بسر
ورنہ اپنے زعم مین تھی حُسن پر مغرور شمع

شمع انگوری ہو بزم ساقی بدمست مین
چاہے گا ہرگز نہ کافوری کوئی مخمور شمع

جیسے دیکھا اُس قمر طلعت کا حُسنِ بے نقاب
شرم سے ہے پردۂ فانوس مین مستور شمع

دیکھکر وہ صبح رُخ پیلے پڑے مُنھ فق ہوا
کھینچتی تھی آپ کو گو مہر آسا دور شمع

زخم میرا سوئی کا ہوگا نہ منت کش وقار
داغ کو پروانہ کے ہو مرہم کافور شمع

لَو مین اُس رُخ کے ہوئی پروانہ شمع
اپنی خون گرمی کی ہے افسانہ شمع

سحر یک رنگی ہے حُسن و عشق کی
شمع پروانہ ہے اور پروانہ شمع

ہو اندھیرا جبکہ اپنے زیر پا
کیا مرا روشن کرے کاشانہ شمع

یکسر مو ہو نہ وصفِ رُخ بیان
صد زبان ہو گرچہ مثل شانہ شمع

اُسکے خط پر زہر کھایا ہم نے ہے
قبر پر ہے سبزۂ بیگانہ شمع

دانہاے اشک سے زنار مین
ہے پروئی سبحۂ صد دانہ شمع

بیٹھی ہے دل کی لگی سے اے وقار
خاک پروانہ پہ درویشانہ شمع

جب جلے پروانہ رو کر دیتی ہے آواز شمع
ہوگئی ہے سوز عاشق کی سراپا تا ز شمع

جبکہ خود پروانہ ہو اپنے گداز دل کا نذر
پھر کہے کس سے زبانی ہاے سوز و ساز شمع

چھا گئی آنکھوں مین چربی سر پہ پروانہ چڑھا
گل بنفشہ گون بچھا ہے زیر پا انداز شمع

تا سحر دیکھے نہ ہرگز چہرۂ انجام کو
شام سے جو زلف کا قصہ کرے آغاز شمع

بیسوا شب گرد کی خواہش نہین ہے اے وقار

خوش ادائی سے دکھائے گرچہ سَوْ انداز شمع

سوزِ پروانہ نورِ دینِ شمع
تارِ زنّار دل نشینِ شمع

قطرۂ خون زخمِ پروانہ
قشقۂ تازۂ جبینِ شمع

تم بھی دو ایک بوسہ بہرِ خدا
کہ ہے گلگیر بوسہ چینِ شمع

وانۂ اشک بو رہا ہے پتنگ
سوختہ گرچہ ہے زمینِ شمع

میری عرضِ حیات کا ہے طول
نفسِ تنگ واپسینِ شمع

آہ پروانہ کا پریشان دود
بن گیا زلفِ عنبرینِ شمع

قدرِ مجنون نہو گی میرے بعد
خاک جگنو ہو جانشینِ شمع

روزِ اول سے ہین بہم مربوط
دستِ پروانہ آستینِ شمع

حق مین پروانہ کے ہے تیرِ شہاب
اے وقار آہِ آتشینِ شمع

رکھے گردن سے نہ پھر خنجر نزاع
تیغ مین تن کے نہو جوہر نزاع

حُسن کا کیا زور خط سے چل سکے
کیا کرے شہ جب کرے لشکر نزاع

زلف و گیسو مین ہے اُلجھن مو بمو
یہ زمانہ وہ ہے ہے گھر گھر نزاع

کشمکش سے ہے فراق و وصل کے
جسم و جان کے درمیان اکثر نزاع

کیون نہو نظارہ بے آبی کے ساتھ
دل سے رکھتی ہے جو چشمِ تر نزاع

یادِ ابرو مین نہو بنگے زخم خشک
زلف کو ہے مثلِ مشکِ تر نزاع

مجھسے کیون ہو رنج انکو اے وقار
شیر سے کرتی نہین شکر نزاع

دشمن کے یون ہے حال پہ مہر اسے نگار منع
ناپاک کا ہے جسطرح کرنا شکار منع

جو ہین عقیل کھوتے ہرگز نہین ہین بھید
عاشق کا ہے دہن سے بنانا مزار منع

ممکن نہین کہ آمد وشد باغ کی ہو قطع
بلبل کو باغبان کرے گو ہزار منع
پھر کونسا ہے وقت ملاقات اے صنم
شام و صباح منع ہے لیل و نہار منع
سالک ہوا ہمین یا کہ ہو مجذوب کوئی ہو
دنیا ہے راز عشق کا ہے اشتہار منع

نورِ بصر کو ہاتھ سے کھو بیٹھی چشم تر
کرتے تھے اُسکو گریہ سے ہم اے وقار منع

یارنے رکھا سرِ مدفن چراغ
اے خدا اُسکا رہے روشن چراغ
وہ حسین محتاج آرایش نہین
مہر کا روشن ہے بے روغن چراغ
سینہ مین ہے شمع رو کا سوز ہجر
داغ دل ہونگے پسِ مُردن چراغ
کاغذِ آتش زدہ فانوس ہے
پر سے پروانون کے ہے روشن چراغ

زیر گیسو یون وہ رُخ ہے اے وقار
جس طرح شب کے تہ دامن چراغ

دیدہ ہاے غول ہین میرے بیابانین چراغ
لالۂ حمرا کے روشن ہین گلستان مین چراغ
آہ گرم و اشک تر سے مٹ گیا دل کا نشان
واقعی ہرگز نہ ٹھہرے بادو باران مین چراغ
سینہ پر داغ مین یون کہنہ و نو داغ ہین
گل کوئی روشن کرے جیسے چراغانمین چراغ
جیسے دریا مین چراغونکی ہو دونی روشنی
اشک کے روشن ہوے یون چشم گریانین چراغ
اُنگلیان یکدست اُسکی ہین شعاعِ آفتاب
ہے یدِ بیضا کفِ موسی عمران مین چراغ

وقت پر ہے قدر و بیقدری ہر اک شی کی وقار
گرمیو نمین جانگزا بہار از مستان مین چراغ

حاصل ہوئی نہ لذت بوس و کنار حیف
نکلین نہ حسرتین مرے دل کی ہزار حیف
ہون موجِ نبضِ بسملِ بیتاب قبر مین
تمثالِ برق ہے رگِ سنگِ مزار حیف
آٹھ آٹھ آنسو روتی ہے اس غم سے شمع قبر
آئے نہ فاتحہ کو بھی تم ایکبار حیف

آیا خیالِ جنبشِ مژگان جو خواب مین
اک دل پہ میرے لگ گئے نشتر ہزار حیف

سودے نے تیری زلف کے دیوانہ کر دیا
نکلا جدھر مین کہتے ہین سب بار بار حیف

بعد از فنا بگولون نے مجھ خاکسار کا
برباد اے صبا کیا مشتِ غبار حیف

ہے مرگ خفتہ پا و دراز عمرِ ہجرِ یار
لاکھ اُنکے ظلم اور یہ اک جانِ زار حیف

جن جن پری رخون کو دیا نقد دل وقار
کہاتے ہین آج کل وہی مجھپر اُدھار حیف

شرمِ شبِ وصال ہے اے گلعذار حیف
میری قفس مین کٹتی ہے فصلِ بہار حیف

تھا خار ہمصفیرون کے سینہ کا مین مگر
اک پھول بھی نہ قبر پہ لائے ہزار حیف

رہتی ہے یاد زلف و رُخِ یار صبح و شام
کٹتے ہین کس عذاب سے لیل و نہار حیف

پامال شیب بھی ہوا میرا شباب یار
صحبت ہے پر ہنوز تہ اعتبار حیف

کیا کیا کھلے تھے گل چمن روزگار مین
کھٹکے فلک کی آنکھون مین وہ بنکے خار حیف

تم سے ہزار دوڑتے آتے ہین کیا کرون
کچھ دلبرا نہیے اپنا نہین اختیار حیف

اک شوخ ہرزہ گرد کا عاشق ہوا وقار
کھویا ہے اپنے ہاتھ سے اپنا وقار حیف

سر دل ہے زلفِ دوتا کی طرف
مجھے کھینچتا ہے بلا کی طرف

نظر کر کے اپنی خدا کی طرف
جھکا اُس بتِ بے وفا کی طرف

کرے گا خدا جانے کس کس کا خون
وہ مائل ہوا ہے حنا کی طرف

دہن کے ہین عاشق وہ محروم بخت
اثر کا نہو منھ دعا کی طرف

کوئی بے چلے ایک دانہ نہ پاسے
نظر چاہیئے آسیا کی طرف

قدم رنجہ اُسنے مرے گھر کیا
اثر آپ آیا دعا کی طرف

سبک وضع ہے بوے گل اے وقار

کہ جاتی ہے اُڑ کر صبا کی طرف

میل اُنکا ہوا حیا کی طرف — تو لگائی بڑی حنا کی طرف
لکھیں ہم زلف کو نہ مشکِ خطا — کلک صانع نہیں خطا کی طرف
کس طرح تیرے پاس جائیں ہم — درد جاتا نہیں دوا کی طرف
کیوں کیا دل نے عشق مژگان کا — کیوں گیا ناوک قضا کی طرف
جانبِ زلف جھک گیا گیسو — اور آئی بلا بلا کی طرف
گرچہ قتل اُسنے انتہا میں کیا — ہے نظر اپنی ابتدا کی طرف

جامہ اس درد سے وقار ہے چاک
ہاتھ اُٹھا نہ اُس قبا کی طرف

مرا شوق اُس گلبدن کی طرف — عنادل کا دل ہے چمن کی طرف
ترے خال عارض کی تشبیہ کو — ہیں دوڑا سہیل یمن کی طرف
ہر اک گل ہے آغوش کھولے ہوئے — گئے ہیں وہ شاید چمن کی طرف
کٹی وصل کی رات یوں بحث میں — میں تل کی طرف وہ دہن کی طرف
جھکا جو کبھی دستِ زلفِ دراز — تو اُس گل کے سیب ذقن کی طرف
نظر ہے خدائی کی اے جانِ من — ترے لعل شکر شکن کی طرف

ہمہ گوش کہسار فرہاد ہے
وقار اُسکے شیریں سخن کی طرف

ہیں مجھے میرے زخم تن تکلیف — دے لپیٹ کر نہ اے کفن تکلیف
دشتِ غربت میں روز دیتی ہے — مجھکو یادِ شبِ وطن تکلیف
مارِ پیچاں کی طرح دیتی ہے — اُسکے گیسو کی ہر شکن تکلیف
لب سے شیریں کے بہتی جوئے شیر — کھینچتا کچھ جو کوہکن تکلیف

رات دن وصفِ زلف و رخ مین وقار
مین سخن کو سمجھے سخن تکلیف

مین کرون دل کو نذرِ تازِ عشق / مرغِ جان ہو جو صید بازِ عشق
شکل آئینہ ہے درون و برون / جس کسی دل مین ہے گدازِ عشق
قیس و فرہاد کوہی و دشتی / خاک پھر ہو امتیازِ عشق
جسکی آنکھون سے اُٹھ گیا پردہ / وہ ہوا آشنائے رازِ عشق
جانتے جو نہین نشیب و فراز / سمجھین کیا کوتہ و درازِ عشق
جبکہ مجدھار سے بھی ڈوبے وار / پار پھر خاک ہو جہازِ عشق

عشق ناسازگارِ حُسن وقار
حُسن ازل سے ہے کارسازِ عشق

چشمِ تر بحرِ بیکرانۂ عشق / داغِ دل درہم خزانۂ عشق
کون لیتا ہے خطِ آزادی / ہم نہ چھوڑینگے قیدخانۂ عشق
ہے سواری مین توسنِ سودا / نالۂ تر ہے تازیانۂ عشق
قصۂ حُسن لن ترانی ہے / رب ارنی ہے اک فسانۂ عشق
شستہ دل خستہ طبع ہوتے ہین / معجزہ ہے مگر فسانۂ عشق
تندۂ پیرہن نہین عاشق / چاہیئے خاک آستانۂ عشق

یہ کسی کا ہوا نہ یار وقار
ہم نے دیکھا بہت زمانۂ عشق

دل ہے عاشق کا تختگاہِ عشق / نالہ و آہ ہے سپاہِ عشق
سر کے بل دل گریگا یوسف وار / ہر قدم نقشِ پا ہے چاہِ عشق
نوک سبزہ ہے نیشِ خار سے بیش / طے کسی سے ہو خاک راہِ عشق

مُنھ پہ مرہم کے تھوکے کا ہر زخم
کھائی ہے تیغِ بے پناہِ عشق

گر گیا چشمِ خلق سے مین وقار
جب سے مجھپر پڑی نگاہِ عشق

رہی منزلِ عشق حد کے گمان تک
ہوا کھیا گیا نالہ جو آسمان تک

وعید اور وعدہ مین رکھا ہین کو
گئے کافر و مومن اُسکے مکان تک

ہوا لقمۂ سگ نہ طعمہ ہما کا
نہ آیا ہمارے کوئی استخوان تک

عبث شکوہ و قفہ کا ہمراہیون سے
نہ پہونچی مری گرد جب کاروان تک

نہ پہونچین گے اک ذرہ اُس مہوش کو
زمین سے اُڑین گو جسین آسمان تک

نہ میت پہ جو آئے مرقد پہ آئین
یہ جائے خبر طفل و پیر و جوان تک

گرے پر وقار اپنے اک قفس مین
رہائی نہ پہونچائے گی آشیان تک

ہے یہان فتنہ لقب آفتِ جان ایک سے ایک
صورتِ خوب جہان دیکھو وہان ایک سے ایک

خانۂ چشم و سرائے جگر و منزلِ دل
جسمین چاہو رہو بہتر ہے مکان ایک سے ایک

کوچۂ یار گلستان ہے عنادلِ عشاق
نغمۂ شوخ ہے دلچسپ فغان ایک سے ایک

خنجرِ یار کے ہین زخم بدن پر جو پڑے
ہے وہ اُس بت کی محبت کا نشان ایک سے ایک

حکم اُس شوخ کا ہے اُسکو اُٹھا دو فی الفور
بزم مین بات کرے کوئی جہان ایک سے ایک

مقتلِ عشق مین تم گنجِ شہیدان دیکھو
ایک سے ایک عیان اور نہان ایک سے ایک

دل بغل مین نہین چھپتا ہے چھپائے سے وقار
ہین نظر باز جو خوبانِ جہان ایک سے ایک

فنونِ عشق مین فرہاد ہے ایک
ہزارون مین یہی اُستاد ہے ایک

ترے موئے کمر کے کھینچنے مین
خیالِ مانی و بہزاد ہے ایک

نہ توڑو دل کہ ہے کعبہ کا ڈھانا
یہ دو گھر ہین مگر بنیاد ہے ایک

ہزارون ناوکِ مژگان کے ہین صید
تمھاری چشم بھی صیاد ہے ایک

نہین ہے شمع و گل کو تمسے نسبت
کہ ہے اک سوختہ برباد ہے ایک

مقفل کاروان مین ہے لب داد
جرس کی بس یہی فریاد ہے ایک

شکایت اے وقار اُسکی عبث ہے
کہ لاکھون مین ستم ایجاد ہے ایک

مجنون کے غم مین دشت نے دامان کیا ہے چاک
موجِ سراب نے بھی گریبان کیا ہے چاک

جوش جنون مین ہاتھ اگر اُٹھ گیا کبھی
یکدست جامۂ تن عریان کیا ہے چاک

مانند شانہ ارۂ غم دل پہ کھینچکر
دل بہرِ جمع زلف پریشان کیا ہے چاک

تیرے دہن کو دیکھکے دامان گل کی طرح
غنچہ نے اپنی جیب مین پنہان کیا ہے چاک

تہمت عبث ہے عشق زلیخا پہ اے وقار
یوسف کا دستِ شوق نے دامان کیا ہے چاک

رستا کسی کا دیدۂ پُرنم ہے زیر خاک
ورنہ ہر ایک ملک مین کیون نم ہے زیرِ خاک

آئینہ ہے چراغ سکندر کی گور پر
ہے جام جم کی خاک پہ اور جم ہے زیرِ خاک

غنچہ کی جیب چاک ہے دامن دریدہ گل
لاریب عندلیب کا ماتم ہے زیر خاک

بالاے خاک پھرتے ہین جو اینڈتے ہوے
اک روز اُنکو جانا مقدم ہے زیر خاک

آئینۂ دو رو ہو تختہ زمین کا
جو کچھ ہے خاک پر وہی عالم ہے زیر خاک

دل بیخودی کو سونپا ہے ہر جان سپردہ نے
کب کوئی مردہ مردہ سے محرم ہے زیرِ خاک

بیوجہ زلزلہ یہ زمین پر نہین وقار
بیتاب گو ہے عاشق پُرغم ہے زیر خاک

دل سے وہ گلعذار ہے نزدیک
دور کا بھی شکار ہے نزدیک

دور ہے باغ پر شکستہ کو
گو بظاہر ہزار ہے نزدیک

آپ رہتے ہین مجھسے کس لیے دور
گل سے ہر ایک خار ہے نزدیک

پانون رکتا نہین ہے روکے سے
غالباً کوئی یار ہے نزدیک

دل سے بُعد اُسکا چشم سے ہے قرب
یار ہے دور دار ہے نزدیک

گو نہ کچھ کہیے آپ آئیے گا
لب سے جانِ فگار ہے نزدیک

پابزنجیر قیس ابھی سے ہو
روزِ فصلِ بہار ہے نزدیک

عہد منصور و شمس مین نہین بُعد
دورۂ گیر ودار ہے نزدیک

یار ہو پاس اور غیر ہو دور
وہ زمانہ وقار ہے نزدیک

وہ نہین چشم جو نہین نمناک
وہ نہین سینہ جو نہو صدچاک

وہ نہین دل نہین ہے جسمین غم
وہ نہین سر نہین ہے جسپر خاک

وہ نہین تیغ جو نہین جوہر
وہ نہین شوخ جو نہین سفاک

وہ نہین آنکھ ہو نہ جسمین شرم
وہ نہین ہے نظر نہین جو پاک

وہ نہین دست ہو نہ جسمین گل
وہ نہین قد کہ جو نہو چالاک

وہ نہین رُخ نہین ہے جسپر خط
وہ نہین باغ ہو نہین جہان تاک

واقعی ہے یہ اصل بات وقار
وہ نہین ہے نہین جو اُس پہ ہلاک

خاک پہونچی نہ اُسکے دامان تک
ہاتھ کیا جائے گا گریبان تک

کب تسلی ہو دل کے جانے سے
جان جب تک نجائے جانان تک

عہد مین تیرے اے کمان ابرو
تیر باران ہے آب پیکان تک

سبزۂ خط کا لب پہ ہے آغاز
خضر پہونچا ہے آبِ حیوان تک

قبر مجنون کا باندھ کر احرام
ہم برہنہ گئے بیابان تک

تیری شمشیر ناز ذبح کرے
کاش بچ جاؤن عید قربان تک

کیون نہ جنت ملے گی ہمکو وقار
جبکہ پہونچے بہشت سلطان تک

اشک تپی سے زمین ادھر ہے تنگ
آہ سے آسمان اُدھر ہے تنگ

تیرے بیمار چشم کا احوال
کل سے بھی آج سربسر ہے تنگ

دل مرا آنکھ مین کھٹکتا ہے
کسقدر یار کی نظر ہے تنگ

چشم و لب کی تری و خشکی سے
وضع پر اپنی بحر و بر ہے تنگ

کفر گیسو نہ دین رخ ہے فراخ
شام تنگ اپنی ہے سحر ہے تنگ

غیر ممکن گذار پیک خیال
کوچہ آمد خبر ہے تنگ

کیا وقار آئے وہ سلیمان جاہ
مور کا سا ہمارا گھر ہے تنگ

جام سے کیون رہے شراب الگ
ماہ سے ہو نہ آفتاب الگ

ماہ روشن ہے شمع بے فانوس
کیون نہ رخ سے رہے نقاب الگ

لطف سنبل کا ہے پریشانی
زلف سے کب ہو پیچ و تاب الگ

دون مین تشبیہ ماہ نو سے کیا
وضع مین اُس سے ہے رکاب الگ

جب سے دیکھا ہے خواب مین اُسکو
آنکھ سے ہے وقار خواب الگ

پایا وہ عقیق جگری نے نہ ذری رنگ
ایجان جو ہے لب کا تمہارے جگری رنگ

خفتہ رہے بیدار نہو خون ہمارا
اے ترک ترے تیر کی بگڑے نہ سری رنگ

ہے سبز نہ وہ سرخ نہ وہ زرد و سیہ ہے
سب رنگ مین ہے آب مگر لب سے بری رنگ

ویسی ہوئی رفتار کی ہے چال ہزاروں
کیا اپنا جمائیگا وہاں کبک دری رنگ

جلوہ سے ترے دل ہے مرا شہر طلسمات
کیا منہ ہے کہ یہ پائیں کبھی حور و پری رنگ

منت کشی پھر مرغ ونکہ تر کی کروں کیوں
جب اُڑ کے ہمارا ہی کرے نامہ بری رنگ

آئیگا وقار آپ خبر لینے وہ کافر
لائیگا کسی روز مری بے خبری رنگ

سبزۂ خط سے ترے سبزۂ صحرا ہے تنگ
گیسوئے پر پیچ سے موجۂ دریا ہے تنگ

[illegible] سے کام [illegible] کیا
کشور اعجاز [illegible] سے مسیحا ہے تنگ

وسعت عالم ہے [illegible] دل [illegible] ہوا
کنج قفس میں مگر بلبل شیدا ہے تنگ

[illegible]
[illegible] کے دل [illegible] ہے تنگ

[illegible] جائے سخن اے وقار
[illegible] یار سے [illegible] تنگ

[illegible] داغ گل
[illegible] داغ گل

وہ غنچہ لب جو سیر بہار چمن کو جائے
پھر [illegible] باغ گل

[illegible]
[illegible] داغ گل

ابر سیاہ [illegible]
موتی کی [illegible] ایاغ گل

عارض پہ تیرے گل کے [illegible]
[illegible] داغ گل

تیری ہوا سے غنچۂ دل کر دیا ہے تنگ
کی گل [illegible] فراغ گل

اتنا نہیں [illegible] پھول
لائے ہیں [illegible] باغ گل

[illegible] لب اس شوخ کا وقار
[illegible] سراغ گل

[illegible] ستارہ گل
[illegible] اور [illegible]

خوابِ راحت مین کس مزہ سے ہے
غنچۂ طفلِ شیر خوارۂ گل

ہوش غارت ہوا ہے بلبل کا
زور ہے مستیٔ گذارۂ گل

کیون مزاج آشنا نہو بلبل
کہ سمجھتی ہے وہ اشارۂ گل

گوہرِ اشک تم بھی مجھ سے لو
آبِ شبنم ہے گوشوارۂ گل

لائی بلبل ہے دانۂ شبنم
بہرِ تسبیح استخارۂ گل

منہ کا چھینٹا سرشک بلبل ہے
برق ہے گرمیِ شرارۂ گل

چاک دل بلبلون کا ہو پیوند
گر ملے جیب پارہ پارۂ گل

ہے ہوا دار اے وقار صبا
شاخِ نازک ہے گاہوارۂ گل

گل کہان بیچاری بلبل اور کہان بیچارہ گل
آج بلبل دید کرلے باغ کی نظارہ گل

خالی از شہرۂ چٹکنے کی صدا ہرگز نہین
صبحدم کرتا ہے اپنے کوچ کا نقارہ گل

غنچہ جب تک چپ رہا ہر طرح خاطر جمع تھی
خندۂ مفرط نے لیکن کر دیا آوارہ گل

ظاہر و باطن سبک تھا کچھ گرانی آگئی
ہو گیا بلبل کی جانب سے جو سنگِ خارہ گل

کیون نہ گذرے دمبدم بلبل کا پرچہ اے وقار
رکھتا ہے بادِ صبا کا باغ مین ہرکارہ گل

وہ غنچہ دہن ہے گلستان کا گل
ولیکن گلستانِ رضوان کا گل

ہوا باد دامن سے اُس شوخ کے
چراغ آج گورِ غریبان کا گل

گئے سیر کو وہ تو یہ گل کھلا
کہ پتا یا اک اک گلستان کا گل

ادھر داغ سے سینہ رشکِ چمن
اُدھر لختِ دل شاخِ مژگان کا گل

بظاہر تھا گو خار سا زار قیس
مگر عشق کے تھا بیابان کا گل

وہ ہے بزمِ خوبان مین یون منتخب
کہ چیدہ ہو گلچین کے دامان کا گل

مین ہون بلبلِ باغ فکرت وقار
ہر اک شعر دیوان گلستان کا گل

جو لڑ کر آنکھ سے اُسکی بچا دل
سلامت کوچۂ مژگان مین تھا دل

ہمارا فاتحہ تو دے گیا دل
کہ عاشق اُس ستمگر کا ہوا دل

ہما نا سامنا ہے موت کا وصل
کہ موسم گل کا ہے مرگِ عنا دل

نسیم عشق نے اُس سروِ قد کے
چراغ صبح سان گل کر دیا دل

لیا ہے اک لبِ شیرین کا بوسہ
اُٹھاتا ہے مزے ہر دم مرا دل

جو بیٹھا ایک دم محفل مین تیری
زمانہ سے بس اُسکا اُٹھ گیا دل

ہوا مرغ غزلخوان دام مین قید
ہمارا زلفِ پیچان مین پھنسا دل

اگرچہ سہل ہے لیکن ہے دشوار
کہ ہو دل سے تمہارا آشنا دل

کرینگے کیا دوا عیسیِٰ مریم
وقار اپنا ہے دردِ لا دوا دل

نہین ہے آئینۂ رخ پہ تیرے مشکین خال
حلب کے ملک کا حاکم مگر ہوا ہے بلال

پٹک دون آبِ بقا سر پہ خضر کے فی الحال
پلائے ساقیِ بدمست گر شرابِ وصال

تمام شب مرے سینہ پہ سانپ لوٹین گے
رہا جو گیسوے پُر پیچ کا تمہارے خیال

جمال و حُسن کا دعوی جو گل چمن مین کرے
صبا طمانچون سے مُنھ اُسکا کر دے فوراً لال

رہی جو صورتِ عشرت یہی رقیبون سے
ضرور ہے کہ ہو باہم ہمارے تیرے ملال

یہ مُنھ ہے آینہ کا دے نظیر صورت کی
جمال و ناز مین ہرگز نہین تمھاری مثال

مبادا ہو نہ کہین تجھپہ سایۂ خورشید
نہا کے کوٹھے پہ سُکھلا نہ اپنے سر کے بال

نہال سرو گلستان مین کیون ہے کیا جانے
نہ پایا آپ کا قامت نہ پائی آپ کی چال

پلائی تجکو جو گھٹی جفا نے بچپن مین
وفا نے دست مبارک سے میرا کاٹا نال

عوض مین رنگ کے اُچھلے کا خون ہولی مین
ملا جو آپ کے رخسار پہ عدو نے گلال

برنگ سبزہ رہیگا نہ تیرے کوچے مین
دل وقار ہوا مفت اے صنم پامال

گلشن مزار بلبل و ماتم سرائے گل
اے ہائے ہائے بلبل و اے وائے گل
ایجان حُسن و عشق مین ہم تم ہین دونو ایک
گل ہے برائے بلبل و بلبل برائے گل
پروانو نمین ہے شمع کی یہ بے حمیتی
بلبل کا آشنا نہوا آشنائے گل
دھانی لباس پہن کے ایجان تم چلو
ہے موج شعلہ لال بھبوکا قبائے گل
خواہش نے اُنکی مار دیا جانثے مجھے
بلبل کے حق مین بو گئی کانٹے ہوائے گل
عصمت کا جامہ گرچہ بقول ہزار ہو
صد پارہ دیکھتا ہون ولیکن ردائے گل

معشوق ہے وقار کا عاشق وقار کا
گل ہے بجائے بلبل و بلبل بجائے گل

شبنم ہزار کرتی رہے شست و شوئے گل
تیرا سا نہ نِہار نہو رنگ و بوئے گل
تشبیہ تیرے روئے عرقناک سے ہین دون
شبنم کی ایک بوند پہ ہے آبروئے گل
یوسف کے پیرہن مین اگر بو ہوئی تو کیا
اُس رشک نوبہار کے سایہ مین بوئے گل
شبنم کا دانہ رُخ پہ مہاسے کی ہے نظیر
گریہ کا ہے مقام کہ خندان ہے روئے گل
آیا تھا جتنا دیر مین اُتنا گیا شتاب
نکلی نہ کچھ امید نہ کچھ آرزوئے گل
غیرون کا ہو ہجوم جو گرد اُسکے کیا عجب
یعنے شجر مین خار ہون ہر چار سوئے گل

شبنم نہین ہے گریۂ بلبل سے باغ مین
ہے اے وقار گریہ گرہ در گلوئے گل

فصل گل آئی ہے ورد بلبلان ہے نام گل
ساقیا بھر کر شراب سُرخ سے دے جام گل
لال ڈورے چشم ساقی کے ہوئے زنجیر پا
ہے رگ گل برگ پر تیرے نہ بلبلان دام گل

باغ سے گلبرگ و نکہت لاے گر باد صبا
ہو اسیران قفس کو نامہ و پیغام گل

پختگی کی حسن مین ہے یار کے دیکھی روش
ہے خیال بلبل نادان مین رنگ خام گل

تیری غیرت سے قبا ہے پیرہن سینہ ہے چاک
گرچہ ہے صد مایۂ جان بہار اندام گل

یون بہار وصل ملحق ہے خزان ہجر سے
ہے برابر جسطرح آغاز گل انجام گل

عہد کی صورت ہے غنچہ طفل بو ہے اے وقار
دایۂ باد صبا ہے شاخ بے آرام گل

مرے پوست مہ کامل کیا تو نے مجھے بسمل
تری فرقت مین پیارے دل بہلجاے یہ ہے مشکل

تری شمشیر فرقت کے جگر پر زخم ہین اتنے
کہ رکھنے کی نہین اک تل جگہ باقی کہین قاتل

نہ لیتے نام اُلفت کا کوئی اتنا جو کہدیتا
کڑی ہے عشق کی منزل سمجھکر پانون رکھو غافل

شراب وصل کے ساغر بہم خلوت مین اے دلبر
پیئین ہم تم اگر مل کر تو غنچے دل کے جائین کھل

ستم دوری کے کیون سہتے یہ اشک آنکھون سے کیون بہتے
دل اپنا اے وقار اُس سے نہو جاتا اگر مائل

چو باد زلف کسے کار دارم
مصاریع پیچان درا شعار دارم

تہی دست مردم گران جنس شعرم
چرا دکہ در کو و بازار دارم

ہوا ایم ہمان ریزۂ سنگ کویت
ز در ہم غرض نہ ز دینار دارم

شب و روز از موجۂ اشک گلگون
جبین و مہ و مہر گلنار دارم

وقار آسمان ساکن از شرم گردد
زمین سخن بسکہ سیار دارم

اُسی کافر صنم کو جسپہ تھے سو جان سے مرتے ہم
لے آئے اپنے گھر اللہ بسم اللہ کرتے ہم

دم آخر ہوا اس حسرت اول کا خون دلمین
کہ آتا کھینچکر وہ تیغ سر پانون پہ دھرتے ہم

نہین دم کا بھروسا خمکدہ مین بحر ہستی کے
فقط اک جام مے پر کیا حباب آسا اُبھرتے ہم

ملاتا خاک میں گردون سراسر پائمالی سے — مثال سبزۂ نورس زمین سے جو ابھرتے ہم
جو آتے وہ تو دیتا نذر یہ ناز و نیاز اپنا — کہ شادی مرگ کر کے جان سے اپنی گذرتے ہم
وہ آہ و نالہ و فریاد و افغان سے جو خوش ہوتا — تو ہر دم اُسکی خاطر اور بھی کیا کیا نہ کرتے ہم
نہ دیکھا روے راحت اے وقار الفت میں اس بت کی — نہیں بھرتے ہیں آہیں ہیں کیے کو اپنے بھرتے ہم

نہ چھوڑینگے قدم اے دلربا ہم — گذر جائیں نہ اپنے سر سے تا ہم
سمجھتے عید ہیں تیری جفا ہم — وفاداروں میں ہیں اے بیوفا ہم
جو پانی غیر پر کل تمنے ڈالا — گئے آب خجالت سے نہا ہم
تمہارے لب کے بوسہ میں ہیں پاتے — سدا قند مکرر کا مزا ہم
گل خوشبو ہیں وہ کوچہ چمن ہے — مگر ہیں بلبل نغمہ سرا ہم
نہ دو تم بوسہ ہم نے تو دیا دل — نہیں ہیں تم سے مطلب آشنا ہم
بغل میں غیر کی بیٹھا جو وہ بت — تو اُٹھے حرف صد پہلو سنا ہم
جو نکلے منزل رشک قمر سے — تو آئے مہر سے رو بر قفا ہم
وقار آیا وہ آگے ابتدا میں — جو سمجھے عشق کی سمجھے انتہا ہم

جو دیکھے کوئی تو کس جا نہیں ہم — مگر ہیں ساری دنیا میں، ہمیں ہم
ہوے یا ہم ہیں عکس و آئینہ وار — وگرنہ تم کہیں تھے اور کہیں ہم
زمانے سے ہمارا اُٹھ گیا دل — ہوے جب سے تمہارے ہمنشین ہم
تن گردون پہ ہوں اختر پھپھولے — جو کھینچیں شب کو آہ آتشین ہم
کہیں دریا کا دھوکا ابر پر ہو — اگر رو کر نچوڑیں آستین ہم
غزل کے کیون نہ ہون مضمون فلک اوج — نئی کرتے ہیں پیدا اک زمین ہم

وقار اُسکا جہان نقش قدم ہو
سمجھ کر سجدہ گہ رکھین جبین ہم

کرتا ہون وصف یار کے تحریر صبح و شام
پھرتی ہے میری آنکھونمین تصویر صبح و شام

سینہ ہمارا خانۂ زنبور ہو گیا
مارے ہین اک نگاہ نے جو تیر صبح و شام

سودے مین تیرے سلسلہ جنبان جنون کا ہون
غل میرے پاس کرتی ہے زنجیر صبح و شام

لے جاتے ہین حسین مری خاکِ سوختہ
بٹتی ہے کوے یار مین اکسیر صبح و شام

میری شکست و پست کی عارض سے کرتی ہے
سرگوشیان وہ زلف گرہ گیر صبح و شام

بیمارِ روز رو و شب زلف کا مین ہون
کیونکر ملے نہ مُشک و طباشیر صبح و شام

تعجیل روز و شب ہے یہان وصل کی وقار
لیکن وہان ہے منظرِ تاخیر صبح و شام

خط کے آگے نہ اُٹھے روے گل اندام کے دام
چل گئے حُسن کے دور روز مگر جام کے دام

بدلے پیسے کے روپے بادہ گلگون کے دیے
نیک جا صرف ہوے جامۂ احرام کے دام

آپ اپنی نہ کہین سیبِ ذقن کی ورنہ
پختہ اُٹھتے نہین ہرگز ثمرِ خام کے دام

رُخ پہ قربان کیا تیرے زرِ کشورِ روم
زلف پر صدقے کیے مملکتِ شام کے دام

بوسۂ چشم کا جی مول سے ہے بیعانۂ دل
اُٹھے بادام سے زایدگلِ بادام کے دام

گرچہ اک بوسۂ دشنام مین ہے نفع و ضرر
سود پھر اسمین یہ ہے ہون جو کھرے دام کے دام

کون صورت ہے وقار آج بچے طائرِ دل
دو طرف پھیلے ہین اُس زلف سیہ فام کے دام

ساقی ہے مے ہے ساغر و مینا ہے اور ہم
مطرب ہے نے ہے سیر و تماشا ہے اور ہم

عشقِ کمر مین حال یہ اپنا ہوا عیان
پنہان نگاہِ خلق سے عنقا ہے اور ہم

ابرو نے تیغ کھینچی ہے باندھا ہے زلف نے
ان ظالمون کی سختی بلوا ہے اور ہم

ہم ہین غلام خال چبائے ہین کالے تل / بھاگین گے کیون وفا سے اب آقا ہے اور ہم

ہر شب خیال زلف مین رخصت ہے خواب کی / ہر روز یاد عارض زیبا ہے اور ہم

آیا اگر عیادت اغیار کو کبھی / پھر دیکھیو وہ رشک مسیحا ہے اور ہم

ظرف وضو کیا ہے کدوے شراب کو / ماتھے پہ ایک داغ مصلا ہے اور ہم

ہر ایک کا گذر نہین صحراے عشق مین / ہان ایک قیس بادیہ پیما ہے اور ہم

خشکی لبون کی دشت تری چشم کی ہے بحر / ہردم وقار اپنا تماشا ہے اور ہم

سب بے تیغ آج بزم مین قاتل ہے اور ہم / دل جلوہ گاہ حالت بسمل ہے اور ہم

یارب اثر نہ رخ کرے صحبت کا اس طرف / دن رات کی مصاحبت دل ہے اور ہم

سودا ہے سر مین ڈھونڈھیے دل اسکی زلف مین / تاریک شب ہے اول منزل ہے اور ہم

اس سنگدل کے ہجر مین دق ہو کے زندگی / بھاری سے بھاری چھاتی پہ اک سل ہے اور ہم

چھٹنے کی زینہار سر مو نہین امید / اک زلف کا خیال سلاسل ہے اور ہم

انکو نہین ہے میل ہماری طرف نہو / دل اپنا ایک عمر سے مائل ہے اور ہم

یا زلف موج بحر محبت کی شانہ تھی / یا مثل مردہ اب لب ساحل ہے اور ہم

بھر بھر کے منھ وہ گالیان دیتے ہین دونون کو / دل اسنے نقد بوسہ کا سائل ہے اور ہم

لیلی وشون کا وصف جو لکھا ہے اے وقار / ہر ایک شعر مین سر محمل ہے اور ہم

دست جنون مین آج گریبان ہے اور ہم / کل دشت ہولناک کا دامان ہے اور ہم

جس روز سے خیال ہے مژگان یار کا / سینہ مین دل کی جا سر پیکان ہے اور ہم

فصل بہار و جام و صراحی ہے اور وہ / زنجیر و طوق و خانۂ زندان ہے اور ہم

صحرا نوردی آبلہ پائی جنون کا ساتھ / دامن کشی و خار مغیلان ہے اور ہم

وحشت کی نیک اختری بخت سیاہ ہے
کحل سواد چشم غزالان ہے اور ہم

جسکے کمان ابرو مین زہ ہے مژہ کا تیر
دل اُسکے ناز و عشوہ کے قربان ہے اور ہم

پروانے جل جلاکے ہوے خاک اے وقار
اب بزم مین وہ شمع شبستان ہے اور ہم

تنہا سحر سے شام تک اب گھر ہے اور ہم
از شام تا بہ صبح ترا در ہے اور ہم

اس سے کہ اُسکو کہتے ہین عاشق کا نامہ بر
شوقون مین ایک شوق کبوتر ہے اور ہم

وہ دن گئے شباب کے پہلو مین یار تھا
پیری کی پائمالی سے بستر ہے اور ہم

دن بھر ہے یار آئنہ مین محو دید رخ
شب بھر خیال زلف معنبر ہے اور ہم

خالی دماغ بحر جہان مین اُبھرتے ہین
مثل حباب زندگی دم بھر ہے اور ہم

سرمہ کا ڈورا یار کا پھرتا ہے آنکھ مین
شب بھر مطالعہ خط ساغر ہے اور ہم

کھائی ہے گرچہ اُسنے قسم قتل عام پر
اب خاص صلح و جنگ مقدر ہے اور ہم

چشم و نگاہ و ابرو و مژگان ہین اور وہ
تیغ و عنان و دشنہ و خنجر ہے اور ہم

بوسہ لیے بغیر نہ چھوڑینگے اے وقار
گو آج اسمین کچھ ہو وہ دلبر ہے اور ہم

دن کو اُسکے روے روشن پر نظر رکھتے ہین ہم
رات کو زلف پریشان کی خبر رکھتے ہین ہم

سرمہ دنبالہ دار اُنکا ہے خط خوش سواد
عین خونی جان کر مد نظر رکھتے ہین ہم

بحر غم مین قطرہ آنسو کا ہے کشتی حباب
ہان بجاے بادبان دامان تر رکھتے ہین ہم

مو بمو سوداے گیسو مین ہے گو ابتر دماغ
اپنا صندل سے چھپاے درد سر رکھتے ہین ہم

داغ دل کو بحر غم مین کم نہین گرداب سے
خوف تیرا لیکن اے موج خطر رکھتے ہین ہم

کیون نہ سر سہ در گلو اس غم سے ہون مثل جرس
پیش خاطر میل صد میل سفر رکھتے ہین ہم

[illegible] امین گگر خواب کی چشم و [illegible]
شوق [illegible] رکھتے ہین ہم

عشق کی منزل ہین ہجر و وصل ہے برق شراب
دشت غم کا بھی خود ہی کہدرا ہمبر رکھتے ہین ہم

داغ سینہ کے ہے نیچے زخم ابرو اے وقار
ہین سپاہی تیغ کو زیر سپر رکھتے ہین ہم

مو بمو گیسوے پیچان کی خبر رکھتے ہین ہم
یک سرا سر سنبلستان کی خبر رکھتے ہین ہم

گو نہو مطلق ہمارے دل کی جانان کو خبر
شوق دل سے اپنے جانان کی خبر رکھتے ہین ہم

چشم سے آیا مژہ تک اور مژہ سے تا زمین
گریہ مین بھی اشک غلطان کی خبر رکھتے ہین ہم

توتیا ہوگا غبار دیدۂ مشتاق کا
اسلیے اُس گرد دامان کی خبر رکھتے ہین ہم

ہر طرح خاطر غم دلدار کی منظور ہے
میزبان ہین اپنے مہمان کی خبر رکھتے ہین ہم

گو معزز کارکن فرہاد و مجنون ہین مگر
شہر مین کوہ و بیابان کی خبر رکھتے ہین ہم

ہے سواد سرمۂ چشم بتان مد نظر
ہند مین بیٹھے صفاہان کی خبر رکھتے ہین ہم

آبلون سے پانون کے دیتے ہین ہر اک کو کلاہ
سر بسر خار مغیلان کی خبر رکھتے ہین ہم

حال ظاہر پوچھ اپنا اہل باطن سے وقار
مور ہین لیکن سلیمان کی خبر رکھتے ہین ہم

پھر حلقہ زن ہے زلف گرہ گیر اے صنم
پھر ہوگی کسکے پانون کی زنجیر اے صنم

گالون سے لگنا زلف کا بے سر نہین ہے بات
سر گوشیون مین ولکی ہے تدبیر اے صنم

دن رات صبح و شام ہے گیسو و رخ کی یاد
پھرتی ہے تیری آنکھون مین تصویر اے صنم

متمنی وصال اگرچہ فراق ہے
پر موت مین ہے زیست کی تقصیر اے صنم

عارض کو دل کا شوق تھا کاکل کو جان کا
دونون کے دونون ہوگئے نخچیر اے صنم

تیر نگاہ تیر تراز و جگر مین ہے
کھینچی ہے دُھری سُرمہ نے شمشیر اے صنم

گیسو و رخ کی یاد مین زخمی ہوا وقار
مرہم مین ڈال مشک و طباشیر اے صنم

تلوار پر تمھاری ہوا ہے یہ جس تمام
مارے نہ دست و پا کبھی بسمل کہ بس تمام

آلودہ خون دل سے جو کوئی مژہ نہو
ہے پیش چشم مو بمو وہ خار و خس تمام

کیا کہکے تجکو یاد کرونگا مین اے خدا
نکلی نہ ایک دن کبھی دلکی ہوس تمام

بھر پایا ہجر ہی مین حساب و کتاب حشر
ہر لحظہ کام کرتا ہے میرا نفس تمام

یون لخت دل ہین تار ہین آنسو کے اے وقار
جس طرح دانے سبحہ کے ہین پیش و پس تمام

ہے معجزہ اُس حسن خداداد کا عالم
لگتا نہین سایہ کو پریزاد کا عالم

سنبل کا تماشا ہے وہ گیسوے پریشان
ہر قامت موزون مین ہے شمشاد کا عالم

بلبل کا مقولہ ہے کہ ہے رنگ مین گل کے
صیاد ستمگار کی بیداد کا عالم

دکھلادون ابھی خلق کو ہنگامۂ محشر
کہتا ہے یہی نالہ و فریاد کا عالم

ہے جب سے تصور دل ویرا نہین کسی کا
آتا ہے نظر خانہ آباد کا عالم

ظاہر مین حسین نرم ہین باطن مین مگر سخت
ان شیشون مین ہے بیضۂ فولاد کا عالم

دل شاد نہو گل سے وقار ایک بھی بلبل
دیکھے جو ہمارے دل ناشاد کا عالم

ہے وصل کی شب اور نہین نام کو آرام
پھر آئیگا کس دن دل ناکام کو آرام

بیتاب اُدھر دل ہے ادھر زلف پریشان
ہے صید کو آرام نہ ہے دام کو آرام

تکلیف کو ہجران کی جو سمجھے نہین تکلیف
وہ سمجھین گے کیا وصل کے آرام کو آرام

دیکھا ہے کسی دیدۂ غلطان کا جو عالم
اک آن نہین گردش ایام کو آرام

بے چین مرا دل ہے تری زلف مین ایجان
کرتا ہے ہر اک مرغ مگر شام کو آرام

پامالی تکلیف مین ہین رند مے آشام
اے ساقی بدمست نہ دے جام کو آرام

جبسے ہے وقار انکے رخ و زلف کا سودا

ہے صبح کو آرام نہ ہے شام کو آرام

ضبط دم مین ہے آشکار آرام — ہو نہ صرصر تو لے غبار آرام
یارب تک نہ راہ پر آئے — کیا کرے چشم انتظار آرام
لے گئی چین کس کی برق نگاہ — اُڑ گیا صورت شرار آرام
آتش ہجر پر ہوے سیماب — صبر طاقت خرد قرار آرام
ہو نہ دل کو شکیب بے گلرو — گرچہ دے کوئی سو ہزار آرام
ساحل و موج سے کھلا یہ حال — لے نہ منزل پہ بیقرار آرام

اب سمجھ کر لکھو وقار غزل
ہو سر قافیہ نہ بار آرام

شور اُنکا شہر مین ہے میرے ویرانے مین دھوم — پڑ گئی باہم یگانے اور بیگانے مین دھوم
عارض و گیسو نے اُنکے اک قیامت ڈھائی ہے — شور ہے کعبہ مین برپا اور بتخانے مین دھوم
بزم مین مجکو حجاب آلود نظرون سے نہ دیکھ — اُلفت باہم کی ہوگی ورنہ شرمانے مین دھوم
خم کے خم یکدست مے کے کر گئے خالی حریف — کی دل کمظرف نے ہے ایک پیمانے مین دھوم

رونے والا کون ہے ہون عاشق بیکس وقار
قتل کی ہوگی نہ ہرگز میرے مرجانے مین دھوم

طوق سے نکلا نہ نکلا کبھی زنجیر سے کام — دل کا میرے نہ بر آیا کسی تدبیر سے کام
تھا جو بہزاد کو باریکی تحریر سے کام — آ پڑا ہے کمر یار کی تصویر سے کام
وہ ادھورا نہ رکھین ابرو و مژگان تیرے — جو نہ پورا ہو کبھی خنجر و شمشیر سے کام
یہ نہین یاد کہ تھا کس کا تصور شب کو — دن کو ہے خواب فراموش کی تعبیر سے کام
جس طرح ہو سکے اکبار اُسے دیکھ آنا — مین تو رکھتا ہی نہین عزت و توقیر سے کام
کسی [illegible] اُسنے نہ کیا قتل مجھے — کوئی [illegible] نکلا [illegible] کسی تصویر سے کام

قتل عالم کے لیے ابرو و مژگان کافی
کام کچھ اُسکو کمان سے ہے نہ کچھ تیر سے کام

کیا غرض باندھین کسی زلفِ سیہ کے مضمون
وجہ کیا رکھین جو ہم نالۂ شبگیر سے کام

روزمرہ کی صفائی ہے سروکار وقار
مصحفی سے نہ غرض مجکو نہ کچھ میر سے کام

سُن کے اُس میرے گلبدن کا نام
بھول اُٹھین بلبلین چمن کا نام

لے نہ مرغِ قفس چمن کا نام
کیون مین غربت مین لون وطن کا نام

جب سے عاشق ہوا ہون گیسو کا
سُن کے ڈرتا ہون مین رسن کا نام

چاہِ غیرت مین ڈوبتا یوسف
سُن کے تیرے چہ ذقن کا نام

ہے ہر اک بات سانپ کا منتر
یہ رٹا زلفِ پُرشکن کا نام

تیری زلفِ سیاہ کے آگے
مٹ گیا تبت و ختن کا نام

کشتۂ تیغ برہنہ ہون مین
ہان نہو جسم پر کفن کا نام

شہر و صحرا مین کوہ مین فی الحال
میرا مجنون کا کوہکن کا نام

تیرے دم سے وقار زندہ ہے
اس قلمرو مین اب سخن کا نام

عاشق کو کار و بار جہان سے نہین ہے کام
سودائیون کو سود و زیان سے نہین ہے کام

کافی ہے ایک چشمۂ لبریز چشم کا
استادہ آب و آب روان سے نہین ہے کام

گڑ دیجیے مزار برابر زمین کے
عاشق ہون مجکو نام و نشان سے نہین ہے کام

چشمِ سیاہ یار نے سرمہ کھلا دیا
شور و بکا و آہ و فغان سے نہین ہے کام

تصویر باغِ دہر کا خاکہ ہون اے وقار
فصلِ بہار و فصلِ خزان سے نہین ہے کام

پستان سے کم انار ہے یہ ہے غبب سے کم
لعل و گہر ہین یار کے دندان و لب سے کم

دیوانگانِ یار کی یہ رٹ ہے صبح و شام — کم ہے نہ زلف روز سے رُخ ہے نہ شب سے کم
جسکو شبِ فراق کے ہے رنج و غم کا شوق — ہے اُسکو ذوق وصل کے عیش و طرب سے کم
امساک مین رہے گی نہ پابندی منی — ہر گز نہین ہین مغبچے بنت العنب سے کم
کم تیرے رُخ سے چودھوین کا چاند ہے صنم — ہے ناخنِ ہلال بھی باریک لب سے کم
پیشِ خدا وہ خلق سے ہے زاید ہر طرح — جو شخص اپنے آپ کو سمجھا ہے سب سے کم

مانند شمع دل نہ جلا ایک بوسہ پر
پروانہ سان وقار ہے واقف ادب سے کم

جب اُسکی گلی مین جائین گے ہم — لاش آئیگی پر نہ آئین گے ہم
مُصحف اُنکا کبھی جو پائین گے ہم — افسانۂ دل سُنائین گے ہم
پہلو مین جو آئیگا وہ دلبر — بغلین کیا کیا بجائین گے ہم
مردہ مرا دیکھکر وہ بولے — ٹھوکر سے اسے جلائین گے ہم
ہے جوش پہ بحرِ اشک دل کو — مردہ کی طرح بہائین گے ہم
ہے اُنکی جفا و فا سے ناخوش — کاہے کو پسند آئین گے ہم
فرقت مین اگر یہی ہے مرنا — جینے ہی سے ہاتھ اُٹھائین گے ہم
چھٹ جائین جو زلف کی بلا سے — کاکل سے نہ دل لگائین گے ہم

مرتا ہے مرے وقار کیا غم
ہندو ہے اُسے جلائین گے ہم

اک طفل حسین وسیمین برس بیس ہے دس مین — یوسف کو جھکائیگا کنوین چار برس مین
ہو جائیگا مُصحف بند ہر اک مرغِ چمن کا — جس روز کھلا قفلِ زبان کُنجِ قفس مین
ہے سوز جو سینہ مین کسی آتشین رو کا — شعلہ سا بھڑکتا ہے مرے تارِ نفس مین
واعظ ہے مجھے آرزوے کوچۂ جانان — وہ اور ہین جو مرتے ہین جنت کی ہوس مین

قط کا نہین محتاج صرا خامۂ در بار
بندھتے ہین مگر لعل سیم ثور و فرس مین

گر ایک بھی سن پائے مرا زمزمہ صیاد
سو دل سے بجا لائے مدارات کی رسمین

برق اپنا ذرا آج سمیٹے رہے دامن
فرقت مین کسیکی نہین نالہ مرے بس مین

رتبہ کو شرافت کے نہ پہونچے گی رذالت
پرواز نہو باز کا زنہار مگس مین

گو قافیہ ہو تنگ وقار اپنا خطا سے
پر آج عدو کے ہین مجھے کھینچنے نستہین

بالیقین کچھ شک ہے جو وہ بدگمان ملتا نہین
ہے غلط یہ وہم بہرِ امتحان ملتا نہین

آگ لگ جائے الٰہی دودمانِ حسن کو
پیر بزمِ عشق سے وہ نوجوان ملتا نہین

اُس سے جب کہتا ہون تو مجھسے نہین ملتا ہے یار
کس صفائی سے وہ کہتا ہے کہ ہان ملتا نہین

تیر کج پیکان مژگان کی لٹائی یاد ہے
بھول کر بھی وہ کبھی ابرو کمان ملتا نہین

کاش ہوتا مثلِ ماہی بے زبان میرا دہن
نام کو بھی کام تجھسے اے زبان ملتا نہین

موت آتی ہے نہ آتا ہے وہ لطفِ زندگی
کوئی بھی درمان گردِ دہان ملتا نہین

تھی جفا کاری وفاداری کا بدلا اے صنم
سچ تو یہ ہے آپ سا بھی قدردان ملتا نہین

سرو و سنبل زلف و قد سے آپ کے ملتے نہین
غنچۂ گل کا دہن سے عطردان ملتا نہین

قافیہ بھی شائگان ملتا نہین ہے اے وقار
پھر کہون کس طرح گنجِ شائگان ملتا نہین

کیا گلہ مجھ پیر سے وہ نوجوان ملتا نہین
ہے زمین کا پست طالع آسمان ملتا نہین

عشق ہے چشمِ جنون افزا کا وحشت ہے دوچند
دشت مین آہو بچہ مجکو کہان ملتا نہین

بات کہنے مین کیا ثابت جو اُس بت کا دہن
ہنسکے فرمایا کہ تجھسا غیب دان ملتا نہین

خط نکلنے پر ملا بوسہ رُخِ محبوب کا
ہے غلط مشہور گل وقتِ خزان ملتا نہین

عارض روشن ہے داغ سینۂ ماہِ تمام
تیرے ابرو سے ہلالِ ناتوان ملتا نہین

کیون عدو آگے مرے پڑھتا ہے چلا کر غزل
نغمۂ بلبل سے کوّے کا فغان ملتا نہین

اے صنم اس غم کا ہے سر پر مرے کوہِ گران
پھوڑنے کو سر کے سنگِ آستان ملتا نہین

گاہ مارا گاہ گاڑا خاک کہ برباد کی
چین تیرے ہاتھ سے اے آسمان ملتا نہین

کیون نہ اترائے وہ اپنی نوجوانی پر وقار
موسمِ گُل مین دماغِ باغبان ملتا نہین

اسکا کیا شکوہ وہ رشکِ مہوشان ملتا نہین
مین وہ وحشی ساتھ سایہ کا نشان ملتا نہین

عکس ہے اُدھڑی ہوئی مسی کا تیری لاجورد
سُرخی پان سے ولیکن رنگِ پان ملتا نہین

کہنے کو ہر چند ہون آتش زبان مانند شمع
ضبط مین پر شیشۂ پنبہ دہان ملتا نہین

ڈھل کر اے جانی نہین ہوتا ہے جوبن کا ابھار
اُڑ کر اس طائر کو اپنا آشیان ملتا نہین

تلخ بوسہ پر نمک خوارِ قدیمی کو کہا
اس ترش کلمے سے دل شیرین زبان ملتا نہین

وصفِ قد مین سرو ناموزون برائے بیت ہے
مصرعِ برجستہ اے طبعِ روان ملتا نہین

جو لچک اُسکی کمر مین ہے کمان مین وہ نہین
توڑ مین مژگان سا تیرِ بے کمان ملتا نہین

یان ہے سر پر داغِ سوزان ہمراہِ عشق ہے
وان مزاجِ حُسن اگر تا فرقدان ملتا نہین

روز عاشق تازہ وہ ڈھونڈھین نیا معشوق ہم
جوڑ ایسا بھی بربِّ دو جہان ملتا نہین

جیسے اُس عنقا دہن کو خط لکھا ہم نے وقار
ایک پر کا بھی کبوتر کے نشان ملتا نہین

مل جائین کیون نہ طفلِ نصاریٰ کے رنگ مین
آزادگی ہے دہر کی قیدِ فرنگ مین

چھپتا نہین ہے دلمین کبھی رازِ عشق کا
یہ آگ وہ ہے جسکو نہین تابِ سنگ مین

کیون گوشۂ کمان مین نہو تیر کی کجی
ہے راستون کی خاک نشینی خدنگ مین

رکھا ہے بحرِ عشق مین جس آشنا نے پانون
وہ کام اولین مین ہے کامِ نہنگ مین

کی تیغ کینہ نے نہ بغلِ آشتی کی وا
اک ہاتھ بھر کا فصل رہا صلح و جنگ مین

اے رشک گل شگوفہ کھلے گا کوئی نیا
ہے چھوڑنے وار تیر تمہارے تفنگ ہین

کیا خاک چشم اپنی سمائی کی ہو وقار
سرمہ کی جبکہ ہو نہ جگہ چشم تنگ ہین

امیدوار لطف و فضل خدا سبھی ہین
محتاج اُس غنی کے شاہ و گدا سبھی ہین

منصور و شمس کیا ہین کچھ بک گئے جو مُنھ سے
جتنے ہین عاشق اُنکے وہ خودنما سبھی ہین

گیسو و زلف و کاکل ابرو و خال اُس کے
مثل مسی و سرمہ کالی بلا سبھی ہین

تمسا نہین ہے کوئی روشن جبین وگرنہ
مہتاب مہر پروین جوزا سُہا سبھی ہین

پاسکتے مین آینہ ہے ہے محو ماہ گردون
حیران تیرے رُخ سے اہل صفا سبھی ہین

جو ایک جانستان ہو نام اُسکا مین بتاؤن
غمزے کرشمے عشوے نازش ادا سبھی ہین

دیکھا وقار ابتک ہمنے نہ کوئی کامل
کہنے کو یون تو شاعر ما و شما سبھی ہین

مہ تمام کے رُخ سے ترے مثال نہین
وہ ماہ ہے ترا چہرہ جسے زوال نہین

ہے فراق مین او بحرِ حُسن ماہی وار
شبانہ روز مجھے خواب کا خیال نہین

ارے قلب کو بخشی مفرح یاقوتی
چبا کے جو دیا پان اُسنے وہ اُگال نہین

یہ شاخ قد کی لگی ہے جو سرو اکڑتا ہے
خدا گواہ تمہاری سی چال ڈھال نہین

شب فراق کے صدمے اُٹھانے مشکل ہین
وگرنہ دل کا لگانا تو کچھ محال نہین

خیال مین خطِ عارض کے اُسکے دل کس دن
برنگ سبزہ نو رستہ پائمال نہین

دیارِ عشق مین یہ مسئلہ ہے مفتی بہ
بجز حرام کی رغبت کے کچھ حلال نہین

کھلے گنجفہ کب آپ بدقماشون سے
کہ ابتریون کے مین دانتون کا خلال نہین

وقار شاہ نہو وہ جو دو نہ دے سکتے ہو
دکھاتا نقص کبھی جلوہ کمال نہین

عشق مین مر کے نام کرتے ہین — سچ ہے عشاق کام کرتے ہین

غم مین رخ کے الم مین گیسو کے — صبح سے رو کے شام کرتے ہین

پا بگل ہوتے ہین صنوبر و سرو — جبکہ خوش قد خرام کرتے ہین

تیر مژگان سے یہ کمان ابرو — کار عاشق تمام کرتے ہین

سے ہے تکبر سے سرکشی پہ جواب — ہمتو جھک کر سلام کرتے ہین

آتی ابرو بنا رہے ہین وہ — قتل کا اہتمام کرتے ہین

قطعہ

نہ یہ جب میرے شوخ رعنا کی — سب خواص و عوام کرتے ہین

شیخ جتنا ہین خدا خدا کرتے — برہمن رام رام کرتے ہین

سونگھ کر بوے زلف یار وقار — ہم بھی تازہ مشام کرتے ہین

بگولہ وار ہون مین انکے خاکسار و نمین — چھپا جو رہتا ہون سرتا بپا غبار و نمین

جہان پسینہ گرے ہم وہان بہائین لہو — کچھ اپنے ویسے نہین تیرے خاکسار و نمین

یہ منھ ہے کسکا جو اس بزم مین زبان کھولے — کہین جو بات بھی آنکھین مگر اشارون مین

ہوا ے وصل مین دیتے ہین عاشق انکے جان — کہ فصل گل مین وبا پھیلی ہے ہزارون مین

موے جو انکی ہوا مین ہوے گلی کی وہ خاک — نہ مرگھٹون مین پتا ہے نہ ہے مزارون مین

سفید ہوگئین آنکھین جہان سفید ہوا — یہ انتظار کھنچا تیرے دوستدارون مین

نمود انکی حسینونمین یون ہوئی ہے وقار — فروغ ماہ کو ہے جس طرح ستارونمین

ظلم و جفا و جور ہین انکی عنایتین — کفران نعمتی ہے کرون گر شکایتین

انصاف شرط بوسہ نہ لین کسطرح سے ہم — مصحف ہے چہرہ آپکا ابرو ہین آیتین

اے شیخ وقت تجکو مبارک ہو زہد خشک — تردامنی کی رکھتے ہین ہم بھی حمایتین

قصہ نے تیرے عشق کے منسوخ کین تمام
فرہاد و قیس و وامق و نل کی روایتین

نام خدا وقار ہے وہ شعر ہیچ و پوچ
لفظی و معنوی نہون جس مین رعایتین

لگ چلنے کی اب اُس سے یہ تمہید کرونمین
ہر بات مین ہر امر مین تائید کرون مین

بد سے نہ رکھون کام نہ کچھ نیک سے مطلب
عالم کی مگر آینہ سان دید کرون مین

ہے موسم گل وحشتِ دل رنگ نہ پکڑے
زنجیرون کی احباب کو تاکید کرون مین

جوہر ہے مرا برق تڑپ اُسکی غرض ہے
شعلہ کی بھڑکنے مین نہ تقلید کرون مین

طوطی ہون اگر مین تو وقار آینہ وہ ہے
معدوم نہ کیون باتون کی امید کرون مین

ہین زن و مرد خریدار ترے کوچے مین
گرم ہے مصر کا بازار ترے کوچے مین

کب نہین مرتے ہین دو چار ترے کوچے مین
کب نہین چلتی ہے تلوار ترے کوچے مین

ناتوانی سے نہین ملتے ہین شکل تصویر
چشم بیمار کے بیمار ترے کوچے مین

ہے تر و تازہ گل باغ جنان کی صورت
خشک بھی ہے جو کوئی خار ترے کوچے مین

پنکھڑی پارۂ دل کی ہے لہو کے گل ہین
نئی رنگت کا ہے گلزار ترے کوچے مین

گو کہ آنے کی قسم کھاتا ہون لیکن اے یار
کھینچ لاتا ہے دلِ زار ترے کوچے مین

مین نے مانا کہ نہین رابطہ کچھ تجھسے وقار
پھر وہ کیون آتا ہے اے یار ترے کوچے مین

لب مین جو سُرخی ہے وہ یاقوت احمر مین نہین
آب جو دانتو نمین ہے تیرے وہ گوہر مین نہین

کوچۂ دلدار مین جلتے ہین پر جبریل کے
نامہ لیکر جائے یہ طاقت کبوتر مین نہین

کیا مین دیوانہ ہون جو شکوہ رقیبون کا کرون
وصل تیرا اے پری میرے مقدر مین نہین

جسپہ دل آئے وہ بیشک شاہ ملک حسن ہے
عشق کی تفریق مفلس اور تونگر مین نہین

شمع سے رخ پر نہین ہے کون پروانہ ترے
باغ مین بلبل نہین ماہی سمندر مین نہین

کیا اُٹھائین ہاتھ ہم عشقِ میانِ یار سے
ضعف اُٹھانے کی طاقت جسم لاغر مین نہین

زود گوئی کی نہین تعریف ہرگز اے وقار
کچھ صبا سے افضلیت بادِ صرصر مین نہین

ہوا ہے عشق جبسے زلف و رخ کا ہون مصیبت مین
پریشانی مین شب کٹتی ہے دن کٹتا ہے حیرت مین

وہ ہے تو ایک عالم مین نہین ہے دوسرا تجھسا
لطافت مین صباحت مین نزاکت مین وجاہت مین

حقیقت کیا ہے شکر کی وہ لب قندِ مکرر ہین
مزہ مین ذائقہ مین خوشگواری مین حلاوت مین

نہین ہے چار سو خلق مین محبوب اب تمسا
وفا مین مہر مین عاشق نوازی مین مروت مین

پری و حور کو سبقت نہین ہے آپ پر ہرگز
چلن مین چال مین انداز مین صورت مین سیرت مین

رفاقت سے کبھی پھیرا نہ منھ تیرے تصور نے
شبِ ہجران مین زندان مین وطن مین رنج غربت مین

قسم ہے حسن کی بتلا دو مجھسا عشق پیشون مین
بکا مین نالہ مین فریاد مین گریہ مین حسرت مین

وقار انسان کو لازم ہے نام اپنا کرے پیدا
مروت مین فتوت مین شجاعت مین سخاوت مین

خواب مین کب زلف نے شکل اپنی دکھلائی نہین
ہائے کب یہ روسیہ سر پر بلا لائی نہین

غم نہین گر وصلِ جانان رنگ لست فصل ہے
کب مجھے گھیرے بلائے دردِ تنہائی نہین

کیون تری چشم فسون پرداز کو نرگس کہون
اپنی آنکھون سے ہے دیکھا اسمین بینائی نہین

گو بُرا ہی دیر ہو دس پانچ دیکھین صورتین
کعبہ مین تو ٹوٹی مورت بھی نظر آئی نہین

مرغِ دل میرا انہین پھانسا ہے کسدن دام مین
کونسی شب زلف ڈھلکر تا کمر آئی نہین

مین ہون وہ اک شمع پر جلتا ہون جب پروانہ
کون بلبل ورنہ غم مین گل کے غوغائی نہین

مجھ مریض عشق نے بوسہ نہ مانگا تم سے کب
کب طبیعت گل شکر پر مین نے دورائی نہین

پاسخ نامہ کا میرے کیون ہے پھر خط غبار
گر کدورت کوئی دل مین یار کے آئی نہین

کیون مرون لیلی وشون عذرا عذارون پر وقار
قیس سا مجنون نہین وامق سا سودائی نہین

جو وہ گیسو نہون رُخ پر پریشان — تو کیون ہو دل مرا یکسر پریشان
ترے دندان سے دُر افشان مری چشم — ترے طرہ سے دل اکثر پریشان
رہے جاری یونہین اشک مسلسل — نہون یارب مرے گوہر پریشان
چمن بندی رہے زخمون کی تن پر — نہون اُس تیغ کے جوہر پریشان
لبِ نازک اگر دیکھے تمھارے — گلِ رنگین کا ہو دفتر پریشان
تری طبعِ پریشان جمع ہو یار — ہوئی خاک اپنی اب جل کر پریشان

خدارا اے وقار اپنی زبان روک
نصیحت سے نہ کراب سر پریشان

اکبار تو کر زلف کو اے یار پریشان — تو جمعیت دل ہو مری سو بار پریشان
ہو محتسب شہر کی اے ساقیِ کوثر — میخانہ مین یکبار تو دستار پریشان
گلشن مین کسی شوخ کی کیا جعد کھلی ہے — ہے کاکل سنبل کا جو ہر تار پریشان
جمعیتِ دل قسمتِ مفلس مین لکھی ہے — رہتی ہے مگر خاطرِ زردار پریشان

دیکھے ہین کھلے بال وقار آج کسیکے
لازم ہے سر آغاز مین گفتار پریشان

وہ آئے ترے تیر سے ہوش مین — جو نخچیر تھے خوابِ خرگوش مین
چمن پوش ہے آبلون سے بدن — یہ خون گرمیان ہین مرے جوش مین
تری ہمکناری کا تھا جسکو شوق — وہ بغلی لحد کی ہے آغوش مین
جو دیتا ہے بوسہ تو گالی بھی دے — ارے غمزۂ نیش ہو نوش مین
رہا عمر بھر مین تو پا در ہوا — سرِ گیسوئے جانانہ بر دوش مین

تصور مین اُنکے رہین غفلتین — کٹی عمر یاد و فراموش مین

چھپی آب تیغ دو دم ہے وقار
لب حسرت افزا و خاموش مین

جب وہ مے بے بہار پیتے ہین — پانی ہم وار وار پیتے ہین
یاد مین خط و چشم و خال کی ہم — بنگ مے کو کنار پیتے ہین
نہین بچتی ہے دل مین اُتر کے — بات کو بردبار پیتے ہین
خال رُخ کا ہے داغ سینہ مین — خون دل لالہ وار پیتے ہین
گرمی عشق کی ہے سردی شرط — آب بعد خمار پیتے ہین
یار ہنستا ہے دل مین رکھ کے غبار — اشک ہم خاکسار پیتے ہین
قطعہ
جو کہ ہین اُنکے تشنۂ دیدار — آب وہ بار بار پیتے ہین
پر گلے سے ٹٹیری کے مانند — سے ہے نکلتا ہزار پیتے ہین

کیا غرض اے وقار اُس گل کو
خون دل ہم ہزار پیتے ہین

وہ رشک مہر ہو تم ایک اُن حسینون مین — کہ جنکی ٹھوڑیون مین تارے مہ جبینون مین
نہین ہے داغ الم عاشقون کے سینون مین — کیے ہین دفن درم شاہون نے خزینون مین
تمام سال کی کیا روئداد اُس سے کہون — نظر جو آئے مہ عید سا مہینون مین
ہمارا شیشۂ دل مُنھ کی بھاپ سے ٹوٹا — بندھی ہوا نہ کبھی اپنے آبگینون مین
ہوا ہے جبسے کہ اس تیرھوین صدی کا دور — رہا نہ فرق کچھ اشراف اور کمینون مین
بھرا ہے خانۂ مردم مین آب سیل سرشک — کبھی تو بیٹھو ہری آنکھون کے سفینون مین
جو جلد چہرہ مین کچھ اُسکے کیسری پن ہے — نہ بھینا بھینا لگے کیون وہ رنگ بھینون مین
ہو جسکے نام حرارت سے زہرۂ سنگ آب — کوئی نکلتی ہین ایسی تپین پسینون مین

سواد کند مرا کھولا اس غزل نے وقار
بندھی نہ ہاے ہوا ایک دن ذہینون مین

مین پاشکستہ کہان طفل نے سوار کہان ۔ پھر اسکی گرد کہان اور مرا غبار کہان
تمھارے وصل سے ٹھہرے گا یہ دل بیتاب ۔ بغیر آئینہ سیماب کو قرار کہان
بہت دنون سے ہون آمد کا اپنی چشم براہ ۔ تمھارا لے گیا اے یار انتظار کہان
جو سرد مہری سے ٹھنڈا ہوا اسکے لیے مہرو ۔ رگون مین خون کہان نبض مین بخار کہان
نکل کے سینہ سے جا پہونچے طور سینا پر ۔ گئی ہے چمکنے مری آہ پر شرار کہان
جو سمجھین تیرے دم تیغ کو طریق اپنا ۔ بتا دے دہر مین ہین ایسے سرگذار کہان

فلک کی صلح کو سمجھے رہو وقار جدال
بنے بھی دوست جو دشمن تو اعتبار کہان

جسکو پاس اسنے بٹھایا ایک دن ۔ اسکو دنیا سے اٹھایا ایک دن
وصل کی شب دیکھتے اس ماہ کو ۔ سال مین بھی وہ نہ آیا ایک دن
صبح نومیدی ہماری شب کی ہے ۔ عمر گذری وہ نہ آیا ایک دن
کام مین میرے ہمیشہ یار نے ۔ ایک ساعت کا لگایا ایک دن
مثل برق اک شب ہنسایا آپ نے ۔ ابر کی صورت رلایا ایک دن
یاد زلف و رخ مین بھولے خواب و خور ۔ ایک شب سوئے نہ کھایا ایک دن
وہ تپ لرزہ کا دورہ ہوگیا ۔ ایک دن آیا نہ آیا ایک دن

یاد جس خورشید رو کی ہے وقار
بھولکر بھی وہ نہ آیا ایک دن

رہتا ہے میرے دلمین ترا نور رات دن ۔ اک شعلہ برق زن ہے سرِ طور رات دن
مانند مہر و ماہ حسینون مین ہے فراق ۔ کیون ایک ایک سے نہ ہے دور رات دن

همنے ملائے آنکھ یہ منھ ہے سحاب کا
جاری ہے زخم چشم کا ناسور رات دن

تیرے لیے مثال مہ و مہر و نجم چرخ
پھرتے ہین لنج و لنگ و کرو کور رات دن

کچھ غم فراق کا ہے نہ کچھ وصل کی خوشی
ہون اُسکے ذوق و شوق مین مسرور رات دن

منھ کس کا میرا ذکر کرے اُسکے روبرو
رہتا ہے ورنہ خلق کا مذکور رات دن

خواہش ہر آئنہ ہے ادھر بھی نظر رہے
گو آئنہ نظر کے ہے منظور رات دن

دل مین جو بس رہی ہے کوئی نازنین حسین
پھرتی ہے میری آنکھون مین اک حور رات دن

سوزش ہے داغ ہجر مین اُس سے سوا وقار
بھرتا ہون جتنا مرہم کافور رات دن

مبتلا ایک بت کا ہوتا ہون
آج ایمان اپنا کھوتا ہون

تیغ ابرو کے تیر عشق مین یار
جان سے اپنی ہاتھ دھوتا ہون

جان لیگی یہ مفت کی بیگار
بار رنج فراق ڈھوتا ہون

غوطے کھاتا ہون بحر الفت مین
حال پر اپنے آپ روتا ہون

ایک جھوٹے کے وصف دندان مین
سچے موتی سدا پروتا ہون

دل لگاتا ہون اُنکی مژگان سے
اپنے حق مین یہ کانٹے بوتا ہون

غم مین اک ماہوش کے اشکون سے
دامن آسمان بھگوتا ہون

بخت خفتہ کا ہون دل بیدار
کون شب اے وقار سوتا ہون

حسن صورت مین گرچہ بود نہین
پھر کہان عشق کی نمود نہین

نیستی جلوہ گر ہے ہستی مین
کچھ عدم کا مرے وجود نہین

ہم نے اول سے دیکھا آخر تک
ذات حق کی نبود و بود نہین

تیرے حسن ملیح کے قربان
کسکے ورد زبان درود نہین

میرے ساقی کے پیش ساغر چشم
شیشۂ کوکب سر سجود نہین

داغ سوزان ہے جسم مین وہ عضو
سنگ آفت سے جو کبود نہین

باغ ہے داغ گر نہو لالہ
بزم وہ کیا ہے جسمین عود نہین

بسکہ ہے کند ناخن مژگان
عقدۂ اشک کی کشود نہین

ہم جو کہتے تھے تم سے روز وقار
جز ضرر عاشقی مین سود نہین

کسی سے دلکے سوا ارتباط مجکو نہین
بشرط خاص سر اختلاط مجکو نہین

بقید وقت پڑھی مین نے پنجگانہ نماز
شراب پینے مین کچھ احتیاط مجکو نہین

گناہ سرزدہ ہے دست بر کتف بستہ
سوار توبہ ہون بیم صراط مجکو نہین

فراق یار کا ہے درد و غم مقدر مین
نصیب وصل کا عیش و نشاط مجکو نہین

بساط کھل گئی اپنے سخن کی جبسے وقار
قسم خدا کی سر انبساط مجکو نہین

کیون کہون وہ مرے حضور نہین
دل سے جو پاس ہے وہ دور نہین

کچھ سمجھکر کہا انا لیلے
ورنہ مجنون تو بے شعور نہین

عشق مین ناصحا نصیحت کیا
گھسنا دانتون کا کچھ ضرور نہین

آتشین حسن کیون دکھاتے ہو
دل ہے عاشق کا کوہ طور نہین

کون ابھرتا نہین ہے مثل حباب
کس کے سر مین بھرا غرور نہین

دمبدم کا یہ پھر قلق کیسا
بے ترے دل جو ناصبور نہین

اچھی صورت کو چاہتا ہے خدا
اسمین میرا ہی کچھ قصور نہین

اسکو دیکھے گی کس نظر سے وقار
چشم نرگس مین خاک نور نہین

لاؤن کہان سے تار گریبان ہی نہین / کیا روؤن آستین کو دامان ہی نہین

ارمان گفتگو کا ہوا میرے دلمین عون / رکھکر سنے وہ کان یہ امکان ہی نہین

خاطر نہ کیجے جمع وہ کس طرح زلف سے / جسکا دل و دماغ پریشان ہی نہین

رخ کو ترے کہون جو نہ مین مصحف مجید / شرع مین دوستی کے یہ ایمان ہی نہین

پڑتی ہے آنکھ تیرے بیان بلا کی / نرگس کچھ ایک باغ مین حیران ہی نہین

رونا نہ رونا اسکا ہے یکسان مثال ابر / سینہ مین برق آہ کے گرشان ہی نہین

وہ پاس میرے بیٹھ کے کل کہہ اٹھا وقار / سچ اپنی اسکو کہا کہ یہ انسان ہی نہین

ایسی نہین سنی ہے کسی کی کہین نہین / ہان ہان نہین ہے لب پہ ترے جز نہین نہین

دست جنون کو ہاتھ مین الجھاؤن کس طرف / ثابت کہین سے جیب نہین آستین نہین

کھائی قسم ہے اسنے نہ ملنے کی غیر سے / مین وہ ہون بدگمان کہ ہرگز یقین نہین

فرمائین گر حضور کہون جھوٹ سچ ابھی / لیکن جو باتین پہلی تھین وہ اب رہین نہین

دیکھا ہے جب سے ایک ستمگار رو کا حسن / کس رات نالہ تا فلک او لین نہین

ہر پل ہے خوف آنکھون کا رکنے سے اشک کے / ناسور کے مثال یہ کب سے بہین نہین

جیسی شگفتگی سے مضامین نکالے ہین / ورنہ وقار ایسی شگفتہ زمین نہین

جو زخم دل کسی کا نمک آشنا نہین / پایا زبان تیغ کا اسنے مزا نہین

بیٹھے ہین در پہ یار کے دھونی لگا کے ہم / بستر سے موجد ار دھوان کب اٹھا نہین

جب آپ دل دیا اسے بے مہر جانکر / اپنے سوا پھر اور کسی کا گلا نہین

بازار روزگار مین ہر ایک چیز ہے / لیکن دکان دل مین بتون کی وفا نہین

کیون اسکو ہدیہ بھیجیے اپنی تحفہ کیجیے / یہ خاک کوے یار ہے خاک شفا نہین

دل دے چکا جو یار کو پھر زندگی کہان
بچنے کا اپنے جی کے مجھے آسرا نہین

جو دم کٹے وصال مین اے دل ہے مغتنم
معلوم یہ کسے ہے کہ پھر کیا ہے کیا نہین

کیون کھینچتا ہے تیغ دوبارہ وہ فتنہ گر
کیا کام ایک ہاتھ مین میرا ہوا نہین

بگڑے شریف کعبہ سے تو غم نہ کر وقار
جا بیٹھ دیر مین کہ وہان کیا خدا نہین

اُنکا مزاج دوست تلون اگر نہین
پھر کیون زبان پہ ہے ادھر ہان اُدھر نہین

شاید کہ سوزِ آہ سے جلکر ہوا ہے خاک
آنسو مین آج بوے کبابِ جگر نہین

دیکھون شبابِ حُسن کو کیا اُس حسین کے
سورج پہ دوپہر کو جو جمتی نظر نہین

سر پہ بجائے شورِ قیامت نے گرچہ ڈھول
پر تیرے مست چشم کو ہرگز خبر نہین

جز کار آہ و نالہ نہین کوئی کاروبار
دل پر اثر کچھ اُسکے مگر کارگر نہین

مانند موج جاتی ہے کیون عمر اے وقار
انسان کو ہر نفس جو فنا کا سفر نہین

یاد مین زلف کی پریشان ہون
غم مین دندان کے گوہر افشان ہون

کیون سرِ زلف مین ہون تیرہ شام
عشقِ عارض مین صبحِ خندان ہون

وہ مہِ چاردہ سے کہتے ہین
حُسن مین تجھسے مین دوچندان ہون

عشق تا پا رسیدہ زلف کا ہے
اپنے طولِ امل کا پایان ہون

برقِ خندان اگر ہے وہ محبوب
پیش خود مین بھی ابرِ گریان ہون

پائمالی مین ہے سرافرازی
مین تو اک دامنِ بیابان ہون

بزمِ خود آشنائی کا ہون شمع
میزبان آپ آپ مہمان ہون

عشق اک پردگی کا دل مین ہے
اپنی رسوائیون کا سامان ہون

بوسہ آتش عنان ہے اُن کا اگر
مژدہ اے دل کہ برق جولان ہون

گل ہوا غنچۂ امید وقار
صورتِ باغ چشم خندان ہون

قیدیِ زلفِ پُر شکن ہون مین
دست و پا بستۂ رسن ہون مین

عاشقِ شاہدِ سخن ہون مین
بخدا اوستادِ فن ہون مین

گو مین ہون برہنہ مادرزاد
دست وحشت سے بےکفن ہون مین

آرزو خواہ دشت غربت ہے
خار ہون گو گلِ وطن ہون مین

یاد مین اُسکے قد و عارض کی
طالبِ سرو و نسترن ہون مین

دھوپ مین رکھ قفس نہ اے صیاد
سایہ پروردۂ چمن ہون مین

بہرِ شکر زبان تیغ اے ترک
ہر بنِ مو سے اک دہن ہون مین

ہو گیا ہون وقار لطفِ سخن
گرمیِ شمعِ انجمن ہون مین

جسکی گات اچھی نہو وہ گلِ تر کچھ بھی نہین
گر شجر مین نہون خوش رنگ ثمر کچھ بھی نہین

عاشقانہ جو نہو مصرعِ تر کچھ بھی نہین
درد انگیز نہو نالہ اگر کچھ بھی نہین

موتیا بند نہین مجکو کہ تشبیہ لکھون
برق دندان سے تو خوش آب گہر کچھ بھی نہین

منزلِ ملکِ عدم دیکھیے کیونکر طے ہو
راہ دشوار ہے اور زادِ سفر کچھ بھی نہین

وعدۂ وصل سرِ شام وہ کرتا ہے سدا
خواب کی طرح مگر وقتِ سحر کچھ بھی نہین

ٹھم ٹھام اُنکی جو ہے وہ سب مُنھ پر ہے
عالم ہو کے سوا گھر مین مگر کچھ بھی نہین

ساتھ دولت کو اگر لے گیا قارون تو کیا
جو نہ انسان کے کام آئے وہ زر کچھ بھی نہین

اے صنم لفظ کا ہے حسن شگفتہ معنے
جس دہن مین نہو خندہ کا اثر کچھ بھی نہین

اُنکے طالع مین جو ہین لالہ رخونکے عاشق
جز دلِ سوختہ اور داغ جگر کچھ بھی نہین

یاد دندان سے بجھے آتشِ فرقت کیونکر
آب گوہر سے جگر سیپ کا تر کچھ بھی نہین

آتش ہجر مین اک بت کے جلا ہون برسون
خوف تیرا مجھے اے نار سقر کچھ بھی نہین

جیسے دیکھی گلِ عارض کی بہار اُنکے وقار
باغ رضوان کی فضا پیش نظر کچھ بھی نہین

ساده رُخ معشوق جو پُرفن نہین
گرچہ آئینہ ہے پر روشن نہین

لب مسّی آلوده لب کے روبرو
گُل چراغ غنچۂ سوسن نہین

آهِ دل دشمن ہے داغ سینہ کی
جلوه گاهِ برق کب خرمن نہین

ہجر مین ہے یاد مژگان کی ترے
موے جسم اپنا کم از سوزن نہین

داغ سینہ کب نہین سوزش فروش
کب چراغان قطعۂ گلشن نہین

لاش خون گرمی سے کی ہے پائمال
بار خون اُسکے سرِ گردن نہین

فکر بخیہ ناصحِ مشفق عبث
جیب کا کب چاک تا دامن نہین

مجکو سودا ہے بیابان مرگ کا
فکر تجہیز و سرِ مدفن نہین

کیا ہو تابِ آتشِ ہجران وقار
دل ہمارا موم ہے آہن نہین

چشمِ خونبار مین کیون لختِ جگر جمع کرین
غنچۂ گل کی طرح کا ہے کو زر جمع کرین

قتل کے بعد ہوا حکم کہ لاشین اُٹھ جائین
قید تفریق سے مقتولون کے سر جمع کرین

یار نے خط و کبوتر کے کیئے ہین ٹکڑے
پرزے کاغذ کے کرین جمع کہ پر جمع کرین

فکر مین گیسو و رخسار کے دل کے خاطر
شام ہوتی ہے پریشان جو سحر جمع کرین

ہم رہے دہر مین جبتک تو رہے پا بر کاب
پر نہ یہ ہو سکا اسباب سفر جمع کرین

دونون عالم سے نہ کیون بند وہ آنکھین رکھین
تیرے نظّارے کے خاطر جو نظر جمع کرین

یک قلم پنج صد و چار ہون دیوانکین غزل
ہم کلام اپنا وقار آج اگر جمع کرین

طولِ امل ہو زلف کا جو قصہ سر کرین
گر ہو مطول اُسکو تو ہم مختصر کرین

مژگان اگرچہ جوہرِ آئینہ بن گئین
پر آپ میرے حال پہ بھی اک نظر کرین

رو رو کے مثل ابر نہ کاٹین جو وقت ہم
تو عمر بھر زمانے مین کیونکر بسر کرین

دے دے نہ مارین در پس دیوار کیون پھر
اُنکا جو ہو گذار تو ہم در گذر کرین

گر دین شبِ فراق سرِ شام گل چراغ
ناحق ہم انتظار نسیمِ سحر کرین

واللہ پھر پھرا کے پھر آئے ہین وہ شوخ
نالے ہمارے دلمین جو اُسکے اثر کرین

مفلس کیا وقار ہمین قحط عشق نے
لازم ہے ملکِ حُسن کی جانب سفر کرین

کس طرح ہم دلِ مغموم کو پھر شاد کرین
بھولے بھٹکے ہوئے بھی جبکہ نہ وہ یاد کرین

کعبہ و دیر مین رہنے سے بتون کو حاصل
کاش ویرانۂ دل کو مرے آباد کرین

دل اُنھین دون کہ ندون بوسہ بھی مین لون کہ نہ لون
کیا کرون کیا نہ کرون یہ بھی تو ارشاد کرین

دین و ایمان اگر لے گئے وہ خوب کیا
جو لیا خیر لیا کفر تو امداد کرین

مکتبِ عشق مین دین درس جو ہم مجنون کو
ہاتھ یکدست مگر تسمۂ اُستاد کرین

کوہکنی اُسمین ہے اور سینہ خراشی اسمین
تیغِ ناخن پہ فدا تیشۂ فرہاد کرین

دادرس کوئی نہو جبکہ وقار اپنا تو پھر
کس لیئے حشر کے ہنگامہ مین فریاد کرین

رخسار آپکے مہِ تابان سے کم نہین
سچ تو یہ ہے کہ مہرِ درخشان سے کم نہین

روتا ہون مین جو یادِ دندانِ یار کی
ہر قطرہ اشک کا دُرِ دندان سے کم نہین

ظاہر مین ہے جو دوست تو دشمن ہے پردہ مین
دل اپنا اپنے سینہ مین پیکان سے کم نہین

دیکھا ہے جب سے روئے مصفائے یار کو
آئینہ میرے دیدۂ حیران سے کم نہین

کاٹا ہے اپنے ہاتھ سے اُس ترک نے جو سر
انصاف شرط یہ بھی تو احسان سے کم نہین

چھڑکا بہاس وردِ نمک ہمنے اسقدر
ایک ایک زخم سینہ نمکدان سے کم نہین

مردہ پڑی ہین دل کی تمنائین بیشمار
سینہ ہمارا گورِ غریبان سے کم نہین

انگشت حیف رکھی ہے لب پر جو بعد قتل
اے ترک یہ بھی خنجرِ بران سے کم نہین

صحرا ہے ہولناک جنون مین مرے وقار
چیونٹی کی آنکھ ملک سلیمان سے کم نہین

عاشقِ گیسوِ دوتا ہون مین
آپ اپنے لیئے بلا ہون مین

کیا شکایت اگر بچھائے یار
خود نہین جانتا کہ کیا ہون مین

مثلِ گل ہنسکے مین کبھی نہ کھلا
غنچہ سان زیست سے خفا ہون مین

مین تو ایجان ہون برے سے برا
میرا یہ منھ کہون بھلا ہون مین

دل ہے آئینہ دو رو اپنا
دوست دشمن سے ایک سا ہون مین

تیرا عاشق ہون اے بتِ رعنا
غیر ہون مین کہ آشنا ہون مین

مجکو تسلیم ہے جفائے یار
ہر طرح تابعِ رضا ہون مین

موجِ نکہت مرا جنازہ ہے
کشتۂ خنجرِ ادا ہون مین

پھر چبھا دلمین خارِ غم ہے وقار
پھر کسی گل کا مبتلا ہون مین

دلمین دل جب وہ ڈال لیتے ہین
جان تک پھر نکال لیتے ہین

گوندھ کر جعد اپنے سر پہ یہ بت
بال باندھا و بال لیتے ہین

سُن کے آواز گوشِ شب کو ہم
اُسکے آنے کی فال لیتے ہین

ہے اجاڑ اُجاڑتے ہین یہ شوخ
جسکے دل کا محال لیتے ہین

مجھ فتادہ سے ہاتھ اُٹھاتے ہو
گرتے کو تو سنبھال لیتے ہین

وہ سرمہ کو سیہ چشم کے سر [illegible]
سر پہ خونِ غزال لیتے ہین

ہجر مین ڈھونڈتے ہین وصل وقار
مول خواب و خیال لیتے ہین

میرے قاتل کی آنکھین قاتل ہین — عاشقون کے نظارے بسمل ہین
تمسے کرتے ہین ہمسری محبوب — ذرے خورشید کے مقابل ہین
ہے بہت دور مرتبہ اپنا — نالۂ زار عرش منزل ہین
آگے آنکھون کے ہے وہ بت ہر پل — گو تعین کے پردے حائل ہین
بوسہ دیتے نہین تو گالی دو — کچھ ہمین دو کہ تمسے سائل ہین

ہے جو دنیا وقار خواب ہے وہ
یہ جو نقشے ہین نقش باطل ہین

میرے انکے دلون مین راہین ہین — دست بازی کی دستگاہین ہین
دل مین رہیئے کہ آنکھون مین رہیئے — آپکی دونون بارگاہین ہین
یاد مین زلف و روے جانان کی — شام نالے ہین صبح آہین ہین
اے دل اس چشم سرمگین سے بچ — زہر زیر نگین نگاہین ہین

وہ پڑھی ہے غزل وقار نے آج
جسکے قربان واہ واہین ہین

خرقہ رہن شراب ناب کرون — کوئی تو کار با ثواب کرون
روبرو تیرے آج اے بے دید — خانۂ آئینہ خراب کرون
شرم سے آب ہو کے ٹپکے ابر — ایک پل چشم اگر پر آب کرون
یار ہے آج شمع بزم غضب — دل پر اپنے بھی مین عتاب کرون
کیون نہو دیر کام مین میرے — جبکہ مین حد کا اضطراب کرون
بخت بیدار شیب موے سفید — ہو گئی صبح کیون مین خواب کرون

گرم مضمون سے مقطع کو مین وقار
مطلع مہر کا جواب کرون

چور دروازہ یان کے ہم بھی ہین
اُنکو روزن سے جھانکتے ہم بھی ہین

جو عدم کو وجود سے ہین گئے
گرد اُس کاروان کی ہم بھی ہین

فاش پردہ کرو نہ کشتون کا
نزع مین منہ کو ڈھانکے ہم بھی ہین

عشق چھوٹا بنا چکا ورنہ
اک بڑے خاندان کے ہم بھی ہین

ترچھی نظرون کو سیدھا کیجیے آپ
ورنہ اک ٹیڑھے بانکے ہم بھی ہین

ہے زمین کا ستایا قیس اگر
زخم خوردہ آسمان کے ہم بھی ہین

نقش بیٹھا اُسکے پاؤن سے وقار
سنگ بوس آستان کے ہم بھی ہین

ہے بغل مین یار پر مین دور ہون
واقعی خمیازۂ مخمور ہون

کیفیت مین آئے مین مسرور ہون
شکل مے نشہ مین ہردم چور ہون

پاس اگر آتے نہین ہو تم تو آؤ
یاد رکھیے تاکہ مین بھی دور ہون

سینہ تاب آتش دوزخ ہو نہ کیون
سرمۂ چشم سیاہ طور ہون

روز و شب ہے ماجراے وصل و ہجر
گاہ ہون مغموم گہ مسرور ہون

حسن پر غرّا اگر ہے آپ کو
مین بھی اپنے عشق پر مغرور ہون

کہدیا پر سو نہین کھلا یہ اسکے وقار
خود مین ہون پیدا خود مستور ہون

گاہ بسمل ہون گہے تکبیر ہون
اپنی مین تدبیر کا تقدیر ہون

میرے دم سے ہے جنون کی آبرو
پاسبان خانۂ زنجیر ہون

[illegible] ہے کمان تقدیر کی
اک سراپا ناوک تدبیر ہون

دشمنون کے ہون ضرر کا سر نوشت
دوستون کے نفع کی تقریر ہون

ہے خرابی رخنہ انداز بنا
قصر بربادی کا مین تعمیر ہون

قد تواضع مین ہے خم مثل کمان
راست کاری مین مثال تیر ہون

مین ہون اک نقاش شاعر اے وقار
کھینچتا اشعار کی تصویر ہون

رنگے اشک خونی نے تار گریبان
بہار چمن ہے نثار گریبان

کفن کو بھی نکلے نہ تار گریبان
جنون مین یہی ہے وقار گریبان

سلامت رہے دست وحشت الٰہی
کہ گردن پہ رکھا نہ بار گریبان

پھٹے کو سیا ہمنے پھاڑ اسیے کو
اڑاتے رہے یون ہی تار گریبان

نہ تکلیف دو ہتھکڑی کو عزیزو
کہ الجھے ہین ہاتھون مین تار گریبان

ہوئی سست چالاکی دست وحشت
اجڑتا ہے اب کاروبار گریبان

ترے کنٹھے کی یاد مین مجکو اپنا
ہوا تیغ کا دم کنار گریبان

وقار اسمین آئی نظر خاکساری
کہ ہو دو دنالہ غبار گریبان

ادھر ہین مثل گل مصروف چاک جیب و داماں مین
ادھر مانند غنچہ شرم سے سر ہے گریباں مین

مرصع تمنے جو دانے وہان پہنے یہان ہمنے
بجاے اشک لخت دل بھرے ہین چشم گریان مین

پسینے کی ترے خوشبو دکھادے باغبان میرا
سمن ہین نازبو مین نسترن مین گل مین ریحان مین

ترے رخسار کو جو کعبہ و مصحف سے دین تشبیہ
یہ کیا معنی نہ آئے فرق انکے دین و ایمان مین

ہزارون عاشق ایسے دام وود کے ہوگئے تھے
موئے فرہاد و مجنون ہی نہ کہسار و بیابان مین

یہ سگ طینت نہین ہین تیرے در کے لائق اے پیارے
رہی ہے مین ہین تو تو راتدن اغیار و دربان مین

ثواب حج اکبر اے وقار اس شوخ نے لوٹا

تماشا رقص قربانی کا دیکھا عید قربان مین

نہ ہونگے مجرمون مین بالیقین ہم لوگ عقبا مین — کہ کچھ آئے نہین ہین خودسری سے آپ دنیا مین
نہ دل کو شہر سے اُلفت نہ جی لگتا ہے صحرا مین — پریشان ہے دماغ اپنا سرِ زلفِ چلیپا مین
مین لایا شاخِ طوبیٰ بہر خامہ باغِ جنت سے — سخن موزون کیا اُس حور کے جب وصفِ بالا مین
بلائے آسمانی اونچی چوٹی کا ہوا سودا — زمین کے جو گیا نیچے گیا تیری تمنا مین
صباح و شام تا صد سال روز و شب تجھے ڈھونڈا — حرم مین گاہ بتخانہ مین گاہے گہ کلیسا مین
موا ہون ایک بحرِ حُسن کی مین آبِ دندان پر — بہا دین میرا لاشہ کہکے بسم اللہ دریا مین

وقار اب گوشۂ تنہائی مین چپ چاپ جا بیٹھو
کیا ہے ضائع نقدِ عمر کو صرفِ تماشا مین

وہ بت بول اُٹھے کسی بات مین — خدا سے یہ مانگا مناجات مین
ٹپکتا بہت خانۂ چشم سے ہے — مکان بیٹھ جاتا ہے برسات مین
چمن مین ہے گلچین کا کھٹکا لگا — نہ صیاد سا ہو کہین گھات مین
وہان وعظ کا شور مسجد مین ہے — یہان ہاؤ ہو ہے خرابات مین

یہ دعوت عداوت ہوئی اے وقار
کہ ہو غیر داخل مدارات مین

کمر سے اگر آپ تلوار باندھین — تو ابروے دلکش سے خمدار باندھین
لٹک جائے خجلت سے ابر آب ہو کر — شبِ غم جو رونے کا ہم تار باندھین
اگر جلوۂ زلف زُہاد دیکھین — تو مثلِ برہمن وہ زنار باندھین
چھڑا لونگا ہاتھون سے اُن کے دامن — وہ آنچل مین اب اپنا اقرار باندھین

وقار آج نو کار ہے کام اُن کا
جو مضمون کہنہ کو سو بار باندھین

خیالِ عیش سے کیا کام جان درد پرور کو
ہوا لگتی نہین ہے اوج کی پر کٹ کبوتر کو

وہ چمکاتا ہے شعلہ تیغ کا سر پر رقیبون کے
خدا جانے لگی ہے آگ کیا میرے مقدر کو

نظارہ روے آتشناک کا اچھا نہین اے دل
مثل ہے مہر کی گرمی جلا دیتی ہے تیور کو

بنایا آئینہ لیکن کیا دل کو نہ آئینہ
نہ اتنی بات سوجھی چشم بیناے سکندر کو

جو دیکھے مجکو در پردہ تو ہو کر گرم کہتا ہے
کہ ہے خیر اب اسی مین ٹھنڈے ٹھنڈے جائیے گھر کو

دہانِ زخم دل پر مکھیان ہر دم بھنکتی ہین
دبایا تھا جو قاتل نے لبِ شیرین سے خنجر کو

مرا دل نرم اُسکا سخت ہے ہو کسطرح چسپان
مثل مشہور ہے لگتی نہین ہے جونک پتھر کو

تمہارے جلوۂ عارض سے ہے آتشکدہ دیدہ
پلک جھلتی ہے پنکھا شعلۂ بال سمندر کو

کئے ہین زیر زلفِ بدبلاے یار نے سرکش
سپاہی کی نہین پروا وقار اس میر لشکر کو

سرو قدّون مین تم ہین بالا ہو
گلعذارون مین تم ہین طُرّا ہو

ہے وہی شعر جو کہ اچھا ہو
خواہ میرا ہو خواہ تیرا ہو

زخم دل مین ہو تیری ابرو کا
تیرے گیسو کا دل مین سودا ہو

ہو رہو میرے یا اُنھین کے ہو
ہو چکے جلد وہ جو ہونا ہو

تیغ ابرو چلے جدھر اُس کی
بھیڑ چھٹ جاے صاف رستا ہو

موتیا بند ہو جو نرگس کو
آنکھ اُٹھا کر بھی ہم نے دیکھا ہو

وصل مین ہجر کا ہو رنگ وقار
روبرو آنسوؤن کا پردا ہو

کیا جفا کا تری گلا مجھکو
کھا گئی ہے مری وفا مجھکو

دوستون کا حساب دلمین ہے
عید ہے یار کی جفا مجھکو

ہجر خود آشنا مین کافی ہے
نالۂ درد آشنا مجھکو

باغ کی ہے ہوا نہ صحرا کی / نہین کھلتا ہے کیا ہوا مجھکو
راہ پر جس صنم کو لاتا ہون / وہ بتاتا ہے راستا مجھکو
ہجر ساقی مین مے نہین پیتا / خلق کہتی ہے پارسا مجھکو
مین ہون شاعر وقار چاہتا ہون / مصرع نالہ دے خدا مجھکو

قدر عاشق ذرا نہین تجھکو / کیا کہون غیر مرحبا تجھکو
کیون جفا اپنے دل پہ ہم نکرین / بے وفا جب سمجھ لیا تجھکو
دے تہین یار تو جو بوسۂ لب / ہم بھی خوش ہوکے دین دعا تجھکو
لیکے دل جو دیا ہے داغ فراق / کیا مری جان مل گیا تجھکو
پاس اپنے بٹھا نہ غیر کو یار / پاس ہے گر وقار کا تجھکو

جو کوئی طائر شکستہ بال ہو / زیست اُسکو جال ہو جنجال ہو
مثل آئینہ ترا نظارہ گر / حُسن کی دولت سے مالا مال ہو
ہو جوانی مین ہرا باغ عمل / پُرثمر کب نخل کہنہ سال ہو
چشم عاشق مین نہو گا قحط اشک / موتیون کا راجہ کے گھر کال ہو
قتلِ عالم کیون نہ وہ ابرو کرے / تیغ کا سا جسمین یکسر ڈھال ہو
دستِ مجنون پاے ناقہ کا کبھی / اے خدا اسکے دو جہان خلخال ہو
چھائین آئینہ مین مہ مین داغ ہے / تیری نسبت کہ نئی تمثال ہو
جو اُٹھائے مثل سبزہ سر وقار / جور سے گردون کی وہ پامال ہو

مین کرون پیار تمھین گالیان دو تم مجھکو / اسی غم نے کیا پامال تھا دم مجھکو

زہر زنہار نہ دو زہرِ غمِ تم مجھکو
بس ہے ایجانِ جہان شہدِ تبسم مجھکو

وصل سے لگتی تھی شکلِ خطِ توام مین
مین کرون پیار تمھین پیار کرو تم مجھکو

جو ہو فراموش کیا یاد نے کس کافر کی
خون رُلواتا ہے کس گل کا تبسم مجھکو

حیف تھی ہوگئی قالب پہ نسا نہین خراب
اے خدا کیا نہ بنا جانتا تھا خم مجھکو

آگیا یاد حسینون کا وہ جلسہ شب کا
دیکھکر انجمن آرائی انجم مجھکو

نیش زن مثل عقارب ہین اقارب ہون وقار
نہ چڑھا ہے نہ چڑھے گا سمِ کژدم مجھکو

کسکا جب رکھتا ہے انداز تبسم مجھکو
کسکا رُلواتا ہے پرواز تکلم مجھکو

کاش یاد دہن تنگ کرے گم مجھکو
کہ کبھی پاؤ نہ عنقا کی طرح تم مجھکو

مین کہون آپ تمھین آپ کہین تم مجھکو
تم جتاتے نہین کس روز تحکم مجھکو

وحشتِ چشمِ [illegible] رشکِ قمر یاد آیا
دیدۂ غول ہوئے دیدۂ انجم مجھکو

یاد ساقی مین شبِ ہجر یہ تھی کیفیت
خندۂ تیغ تھا مینا کا تبسم مجھکو

ہے قسم ساقیٔ کوثر کی غمِ ساقی مین
نعرۂ صور ہوا قلقل و قم قم مجھکو

داد یارانِ سخن سنج کا احسان ہے وقار
کی ہے اس بزم مین تعلیم تظلم مجھکو

جلوہ گر جب وہ شوخ یارب ہو
مثلِ موسیٰ نہ فوت مطلب ہو

رکھو انگیا مین تم اگر جگنو
بالیقین رشکِ ماہِ نخشب ہو

وان سبو سے شراب ہو خالی
ساغرِ عمر یان لبالب ہو

صبح فرقت کا منھ نہ دیکھین ہم
وصل کی شب وصال کی شب ہو

ہو مخطط وہ روے سادۂ یار
جلد قرآن مرا معرب ہو

ابتو ملکِ عدم کو جاتے ہین
کون جانے کہ لوٹنا کب ہو

میرے ویرانے مین تو آ اے ماہ
کہ ہر اک ذرہ رشکِ کوکب ہو

کر تسلی کو آج وعدۂ وصل
کل ہو اُسکی وفا و یا جب ہو

دور سگ سے ابھی ہو نا پاکی
نفس سرکش اگر مؤدب ہو

چاہیئے کلیات مین جو سخن
تھوڑا تھوڑا وقار وہ سب ہو

کعبہ کو جائین کس لیے اور کیون کنشت کو
پہونچین یہین سے بندگیان سنگ و خشت کو

گر حسنِ گندمی ترا اُنکو نہ تھا پسند
آدم نے چھوڑا کس لیے باغِ بہشت کو

ہے میرے آگے ایک گل و خار و نیک و بد
اللہ نے بنایا ہے ہر خوب و زشت کو

بارش ضرور چاہیئے ابرِ فریب کی
شطرنج سان جو چاہے کوئی سبز کشت کو

لایا خدا جو اربعہ عناصر ظہور مین
قائم کیا ہے مجھسے پر اُن کی سرشت کو

لکھا خطِ شکستہ مین ہے یک قلم وقار
منشی آسمان نے مری سرنوشت کو

گو قسم سے کہتے ہو آنے کو پر کب آتے ہو
یہ تو کلمے ہین وہی جو تم سدا فرماتے ہو

نالۂ پیہم کی عادت ہو گئی ہے ہجر مین
دیکھکر بیتابیون کو تم عبث گھبراتے ہو

جیتے جی پوچھی نہ جھوٹون اکدن بھی میری بات
قبر پر کیون بیٹھتے ہو کس لیے چلاتے ہو

تیغِ سر افگن کو کیون تم تولتے ہو بار بار
غیر سا سمجھے ہو بزدل جو مجھے دھمکاتے ہو

اسقدر فکرِ سخن اچھی نہین ہے اے وقار
شعر ہی پڑھتے ہو جب تم سوتے مین براتے ہو

منزلِ ہوش و خرد جلدی کہین کوتاہ ہو
جامِ بادہ یا الٰہی میرا خضرِ راہ ہو

کشورِ الطاف و ملکِ ظلم کے تم شاہ ہو
قصہ کوتہ عاشقون کے ہر طرح دلخواہ ہو

تم سے کیا نسبت ہے زہرہ کو کہین تشبیہ دون
غیرتِ خورشید ہو ایجان رشکِ ماہ ہو

حضرت یعقوب کا تو دیدۂ روشن ہو کور
حسن سے یوسف کے روشن چشم کور چاہ ہو
پھر کہان نظارۂ رخسار جانان جس گھڑی
روبرو آنکھون کے آب اشک ودود آہ ہو
سبزۂ خط کے تلے گو دب گیا حسن جوان
پھر بھی بہر عاشقان تم آب زیر کاہ ہو

اے وقار اس بزم مین پڑھنا غزل کا ہے عبث
غیر ممکن ہے کہ لب پر دوستون کے واہ ہو

دل رہین یا دِ چشم مست ہو
وحشتون کا کچھ تو بند و بست ہو
اُنکے دامن تک نہ پہونچے جب غبار
کیون گریبان پر نہ دخل دست ہو
پیش عاشق کوہ و صحرا ایک ہے
کیون ہمین فکر بلند و پست ہو
ساتھ پیکان کے مرا کھنچ آئے دل
تیر ایسا سینہ مین پیوست ہو
روبرو آئینہ رو ہو ترا
تاکہ طوطی سان دل اپنا مست ہو
اُسکو کیا ہستی مین خوف نیستی
نیست مین جو مرد ان ہست ہو

سوز غم سے کیون نہ تڑپے دل وقار
آگ پر اسپند گرم جست ہو

صیاد خلق گر کبھی ناوک گذار ہو
مرغ ہوا و ماہی دریا شکار ہو
گریہ کی وجہ گر رُخ رنگین یار ہو
اک پل مین وشت داغ دل لالہ زار ہو
اُٹھے حنائی ہاتھ کبھی بہر فاتحہ
پُر نور پنجشاخہ سے اکدن مزار ہو
ٹل جاے حشر وہ نہ ٹلے وعدہ گاہ سے
جس منتظر کو یار ترا انتظار ہو
کیا منھ ہے ماہتاب کا ہو اُسکے روبرو
خورشید جس حسین کا آئینہ دار ہو
گو گرد سرمہ چشم کو ہو مہر و ماہ کے
دامن نشین یار نہ میرا غبار ہو
لے پیر چرخ سبحۂ انجم لیے شمار
آنکھون سے جاری اشک اگر دانہ دار ہو

وہ آئے تعزیت کو مین چپ اُٹھون اے وقار

فصل خزان معاوضۂ نو بہار ہو

یاد جسکو چاندسی صورت تری اے یار ہو
عینک بلور اُسکو ہر در و دیوار ہو

شکلِ آئینہ بشر حیران روے یار ہو
ورنہ مثلِ نرگس بیمار خود بیمار ہو

رونقِ بازار کیون ہو مثلِ یوسف وہ عزیز
جسکے کوچہ مین لگا خود مصر کا بازار ہو

دل ہوا ہے دوست اُسکا اسکا اب کیا اعتماد
یار جو دشمن کا ہو وہ خاک اپنا یار ہو

لعل شکر خا کا جوٹھا تیرے اے آئینہ رو
کھالے جو طائر وہ طوطی سا شکر گفتار ہو

شام کی مشکل سے پیدا کیون نہو سہل سحر
روز و شب جب آہ و نالہ مونس و غمخوار ہو

ہین بسے دلمین ہمارے ٹکے دندان لے وقار
مثلِ نیسان چشم گریان کیون نہ گوہر بار ہو

نہ ایجان ہر وقت ابرو مین بل ہو
کہ خامی مین یہ تیغ ضرب المثل ہو

خرد سرکشی عشق سے کیا کرے گی
نہ محکوم و حاکم مین جنگ و جدل ہو

عوض بوسۂ لب کے دو ایک گالی
کبھی تو مری جان نعم البدل ہو

جسے آپ پہلو سے ایجان اُٹھائین
نہ وہ کس طرح گور سے ہم بغل ہو

ٹلے گی نہ خاک اُسکی ہرگز گلی سے
جو نشہ مین الفت کی پتھری اٹل ہو

تڑپنے مین وہ رنگ ہو بیکسی کا
کہ افسوس در روز بانِ اجل ہو

وقار اس جگہ وصل کی کیا توقع
جہان بوسہ پر روز رد و بدل ہو

روشن تمھارے حُسن سے کیا دل کا داغ ہو
بے نور آفتاب کے آگے چراغ ہو

آئی بہار مے مین بدمستیان کرین
ساقی و یار و مطرب و نے نہر و باغ ہو

چھائی ہے زلف یون رُخِ رنگین یار پر
جیسے گل گلاب تہ بالِ زاغ ہو

آئے گا آج باغ مین وہ بھرِ مے کشی
شبنم سے گل کا دھویا ہوا ہر ایاغ ہو

پامالِ جستجوے کمر کا کبھی وقار
عنقا کو بھی نصیب نہ ہرگز سراغ ہو

دوستو حالِ دل زار ذرا اُس سے کہو
کم ہوا اُسمین ذرا بلکہ سوا اُس سے کہو

بات گڑھ کر نہ کوئی بہرِ خدا اُس سے کہو
جتنا مین مُنھ سے کہون میرا کہا اُس سے کہو

یہ نہ کہیے گا کہ ہم زخمون پہ چھڑکین گے نمک
جس کسی نے کہ نہ چکھا ہو مزا اُس سے کہو

شامِ اندوه کی شاید کہ سحر ہو جاے
مرا دن رات کا یہ شور و بکا اُس سے کہو

چشمِ بیمار نے بیمار کیا ہے مجھکو
لبِ جان بخش کرے میری دوا اُس سے کہو

ہاتھ اُٹھا بیٹھے نہ وہ قتل سے میرے یارو
خون بہا مین نے بحل اپنا کیا اُس سے کہو

اک حسین پوچھتا تھا حالِ وقارِ خستہ
گو بُرا ہو مرا اتنا تو بھلا اُس سے کہو

گردون آسان کار مشکل کو
ٹھن گئی تم سے پھیرلون دل کو

کعبۂ رُخ کی یاد مین جو ہوا
حور ہے اُس بہشت واصل کو

یاد مین غیر کی مجھے بھولے
حق پہ سمجھے مرجّح باطل کو

خون بہا کس کا ہو گیا مجرم
مین نے چوما جو پاے قاتل کو

چشم گریان ہے دشمنِ مژگان
غرق کشتی کرے گی ساحل کو

مردمِ چشم ہے یہان لیلی
قیس نکلے تلاش محمل کو

ہوش مین آکے یار آتا ہے
دو خبر یہ وقار غافل کو

ایک سمجھین نہ شادی و غم کو
ہان موخر کرین مقدم کو

ضربِ تیغ ایسی ایک اے قاتل
زخم دیکھے نہ روے مرہم کو

مہر ذره کو سمجھین نجم کو ماه
چاہیے فوق بیش پر کم کو

صبح رُخ سے ہٹا دو شام زلف
روز شادی کرو شبِ غم کو

عین مردم ہین اشک سے غماز
رازِ گریہ سُناؤن ہمدم کو

ہے وہ خلوت نشین گوشۂ دل
بے خودی سے خبر ملی تمکو

روئے گا اپنی آبرو کو ابر
چھیڑ کر میری چشمِ پرنم کو

عید اضحیٰ بھی ہو خوشی جو ملے
ہم سے وہ عشرۂ محرم کو

ہین وہ عاشق وقار ہین جو بھرون
آئینِ خوبان شہر ماتم کو

چھوڑ دون دہر کی محبت کو
نیک سمجھون نہ بد کی صحبت کو

بوسہ ہمکو دیا ہے حُسن کی خیر
آفرین بادُ اسکی ہمت کو

آنکھ مین تیری سیل بھی نہ رہی
لگ گئی کیا نظر مروت کو

دیدِ عارض نے تیری آئینہ وار
کردیا میرے ساتھ حیرت کو

آبرو ہے گھر کی سر کے ساتھ
ہاتھ مین رکھے مرد عزت کو

غمزہ و عشوہ اُنکا آج وقار
لے گیا دل سے صبر و طاقت کو

تم وہ عزیز صاحبِ حُسن و جمال ہو
مثلِ زلیخا حضرتِ یوسف کا حال ہو

لگتی قفس مین تہمتِ پرواز ہے ابھی
سر رنج مین بھی اپنا اگر زیرِ بال ہو

اُسکے سوا ہے کونسا صیاد خلق مین
جسکی چھری کو صیدِ حرم کا حلال ہو

اے رشکِ مہر تیرے مقابل وہ ماہ ہو
جسکے کمال مین لگا نقص زوال ہو

اُس چشمِ سرمگین کا جو دیکھے کبھی سواد
حیرت غبار دیدۂ شوخِ غزال ہو

زنہار قیدِ خانہ مین آئینہ کے نہین
کیونکر نہ دلنواز تمھارا خیال ہو

آب بقا ہے یار کی شمشیر مین وقار

زیست اپنی عاشقون کو نہ کیونکر وبال ہو

گل کو ہزار رنگ ترے رو کی آرزو
سنبل کو بال بال ہے گیسو کی آرزو

آنکھون کو دیدۂ بد مست کا ہے شوق
سر کو ہمارے ہے ترے زانو کی آرزو

مرتا نظارۂ رُخِ جانان پہ ہے رقیب
سر ہنگ مین ہون ہے مجھے ابرو کی آرزو

دلمین بندھا ہے جیسے خیالِ طلسمِ چشم
ہے دید سحر نرگسِ جادو کی آرزو

محمل کا دشت نجد مین پردہ اُٹھائیے
نکلے تو دل سے ایک دن آہو کی آرزو

تازہ ہے گل سے بلبلِ بدمست کا دماغ
میرے مشام کو ہے ترے بو کی آرزو

دن رات اُنکے ہجر مین رہتی ہے اے وقار
تا لے کے دلکو چشم کو آنسو کی آرزو

یوسف کی کھینچی بھینی تھی اک پیرہن مین بو
پر عطر فتنہ کی ہے تمہارے بدن مین بو

پروانہ کے ہو جلنے کی جیسے لگن مین بو
یون پھوٹی سوز دل کی مرے انجمن مین بو

باد نسیم پھرتی ہے مستانہ ہر طرف
مہکی ہوئی ہے آج تمہاری چمن مین بو

قاتل کی تیغ ابرو کی تعریف لکھی ہے
آتی ہے خونِ ناب کی میرے سخن مین بو

ہے روے لالہ رنگ ترا رشکِ نوبہار
آتی ہے میرے سینہ کی داغِ کہن مین بو

خون ہو گیا ہے رشک سے نافہ مین مشک تر
شاید کہ زلف یار کی پہونچی ختن مین بو

اُس گل کے کیا دہن سے ہے تشبیہ اے وقار
غنچہ کے ہے بسا ہندی آتی دہن مین بو

اے دل اسیر دام ہوا و ہوس نہو
غفلت مین یاد ہمنفسان یک نفس نہو

جب دل کا دینا بوسہ کا لینا ٹھہر گیا
لازم ہے پھر تو دونون طرف پیش و پس نہو

کرتے ادب ہین منزل صحراے عشق کا
اس راہ مین پیادہ سوار فرس نہو

اے دل اُلجھ نہ زلف سے عارض کو چھوڑ کر
جب تک بہار گل ہے اسیر قفس نہو

پھرتا ہے شانہ زلف مین اُس مہ کے رات بھر
غفلت گزین گشت شبانہ عسس نہ ہو

اے عندلیب حسن مین گل کی ہے شان برق
خاکستر آشیان کا کہین خار و خس نہو

گو فرد فرد دیتے ہین اُسکو سوال سب
اے دل تو بار عام مین ہان ملتمس نہو

اُس لب کی چاشنی پہ موے کشتنی تلخ کام
پابند دل مرا کہین مثل مگس نہو

ہو کاروان روان جو مہ سے اشک کا وقار
کیونکر فغان نالہ صدا سے جرس نہو

کس نے بیہوش کردیا مجھکو
بادہ کا جوش کردیا مجھکو

یاد ہمدم نے آپ کی صاحب
خود فراموش کردیا مجھکو

چشم مخمور نے تری ساقی
مست و بیہوش کردیا مجھکو

زلف پا بر ہواے جانان نے
خانہ بردوش کردیا مجھکو

نالہ سان شوق وصل مہرو نے
ہالہ آغوش کردیا مجھکو

دل کی بیتابیون نے برق سی آج
دوش بادوش کردیا مجھکو

گالیون نے کسی صنم کی وقار
ہمہ تن گوش کردیا مجھکو

دل ہوا منزل سفر تجکو
خاک ہو میری پھر خبر تجکو

روز و شب شام و صبح ڈھونڈتے ہین
کو بہ کو شمس اور قمر تجکو

تو تو مثل نظر ہے ہرجائی
کوئی ڈھونڈے کدھر کدھر تجکو

بیٹھ آنکھون مین میری تل کی طرح
تا نہ بد بین کی ہو نظر تجکو

ہے شب وصل یار چپ رہنا
اُسکے رخ کی قسم سحر تجکو

قلعہ دل جو میرا فتح کیا
تہنیت دیتی ہے ظفر تجکو

ہجر مین ہوگیا وصال اپنا
پر نہ ہرگز ہوئی خبر تجکو

رزم کو غیر کی ہین ہم موجود
پھر ہے آنے مین کیا خطر تجکو

تو سلامت پھرے وہانسے وقار
سفر خشک ہوئے تر تجکو

دل مرا اُس ترک کا نخچیر ہو
پار سینہ کے مژہ کا تیر ہو

لکھون اُسکی چینپئی رنگت کا وصف
آب زر حاضر پئے تحریر ہو

دیدۂ حیرت ہو چشم آینہ
نقش دلبر یار کی تصویر ہو

چل نہین سکتا فریب مدعا
کیون نہ محتاج دعا تاثیر ہو

چلیے مرقد سے مرے دامن کشان
تا نہ دست شوق دامنگیر ہو

سر نہ پھیریگا جنون عشق سے
گرچہ پانون مین مرے زنجیر ہو

برق آفت پاسبان ہوا ے وقار
خرمن غم کی جہان توقیر ہو

دل شیخ مین کاش عشق بتان ہو
کہ ہر وقت الله ورد زبان ہو

اگر نامہ بر آج میرا روان ہو
توکل فضل یزدان سے داخل وہان ہو

سر دست بوسہ پہ دل بیچتا ہون
بلا سے اگر فائدہ مین زیان ہو

ادا ہو نہ وصف اُنکے گیسو کا ہرگز
بیان کو ہر اک مو اگرچہ زبان ہو

ہر اک گل پہ افشان ہو گلمہندیکی سی
اگر باغ مین چشم ترخون فشان ہو

جو ہو یار دیوسف کی تصویر یک جا
زمانہ کو توام کا شک بے گمان ہو

وقار آہ کی اب ہلاتا ہون چادر
کہ دست تعدی سے امن وامان ہو

نہ وا غنچے سا اُس گل کا دہن ہو
کہ خال حرف رخسار سخن ہو

بطرز تو ہرا داغ کہن ہو
گل خون سے مرا سینہ چمن ہو

کبھی وہ زلف ہو شام غریبان
کبھی یا رب وہ رخ صبح وطن ہو

اگر چشم سیاہ یار دیکھے
غزال چین کا نشہ ہرن ہو

جو یوسف کی طرح دو دن سونگھکر جان
دہن کے پاس وہ سیب ذقن ہو

جو پیراہن کا ہو مشتاق عاشق
لحد مین گور اُسکی بھی کفن ہو

بلا سے اے وقار ابتر ہوا حال
مگر سودا اسے زلف پُر شکن ہو

عارض پہ رہی زلف سیہ فام ہمیشہ
پامال رہا کفر کا اسلام ہمیشہ

اک رات بھی سونا نہوا ساتھ میسر
کہنے کو رہا تُم سے مین بدنام ہمیشہ

افسوس نہ چھوٹا کبھی خورشید گہن سے
چہرہ پہ رہی زلف سیہ فام ہمیشہ

آنکھین کبھی دکھلائین کبھی وہ ہوے برہم
دُکھ دیتی رہی گردش ایام ہمیشہ

پائی نہ کدورت نے جگہ شیشۂ دل مین
خالی مے نخوت سے رہا جام ہمیشہ

جاسوس ہین اُنکے کہ فرشتے ہین خدا کے
دو ساتھ لگے پھرتے ہین شام ہمیشہ

صورت بھی نہ دکھلائی جھروکے سے کسی روز
ہم تکتے رہے یار سوے بام ہمیشہ

ہے پختہ مزاجون کے لیئے سنگ حوادث
رہتا ہے سلامت ثمر خام ہمیشہ

دم بھرتے ہین آہو تری خوش چشمی کا تو کیا
پستے رہے ان آنکھونپہ بادام ہمیشہ

کرتا ہون وقار آج تمھین ایک نصیحت
وہ کام کرو جسمین رہے نام ہمیشہ

جو یار ہے قدر کو تعلق قضا کے ساتھ
وہ ظلم کو ہے ربط تمھاری ادا کے ساتھ

ہے اتحاد کاکل و گیسو کا زلف سے
اے دل یہ وہ بلا ہے جو ہے وہ بلا کے ساتھ

معدوم ساتھ روح کے ہوتا نہین ہے جسم
مرتا نہین سُنا ہے کوئی آشنا کے ساتھ

ضد و نقیض گو نہو پر اسکو کیا کہون
لپٹی تری جفا ہے جو میری وفا کے ساتھ

ہے باعثِ وصال فراقِ صنم وقار
آتا ہے منہ کو پھٹ کے کلیجہ تپاک کے ساتھ

نہ کہو بات بات پر واللہ
کہہ ہو مرغِ سخن کو پر واللہ

تیرے ظلم حیا نے وصل میں بھی
رکھا بےچین رات بھر واللہ

ہم نشینوں کا ہوں ستم دیدہ
اپنے سایہ سے ہے خطر واللہ

مثلِ شبنم نہ اٹھوں بیٹھوں گا
بے ثباتی پہ ہے نظر واللہ

بھی نیاز نقاش کی یہ برات
آئے شمشیر سے وہ سر واللہ

ہے رگِ برگِ گل سے نازک تر
یار کی بال سی کمر واللہ

یادگاری میں زلف و رخ کی وقار
ہو گئی شام سے سحر واللہ

گل کا لب پر تو اپنے داغ تو دیکھ
یار آبِ بقا پہ زاغ تو دیکھ

کر دے آئینہ کو چمن اندود
اے گل اپنی بہار باغ تو دیکھ

عذر ہے بہر ترک گناہ اے شیخ
توڑ توبہ سے ایاغ تو دیکھ

ساز بو مشک کی نہیں سر نو
عاشقِ زلف کا دماغ تو دیکھ

کیسا پھولا پھلا ہے داغوں سے
زخمِ سینہ کا خانہ باغ تو دیکھ

ناوک سے ڈھونڈھتا ہوں تیری کمر
اے پری منظر سراغ تو دیکھ

بوڑھے دل پر وقار کے ہے داغ
چاندنی رات کا چراغ تو دیکھ

اپنے عارض کا خال مجھسے نہ پوچھ
خلد میں ہے بلال مجھسے نہ پوچھ

حیرتی آئینہ ہے عارض کا
اپنا حسن و جمال مجھسے نہ پوچھ

وصل سے ہجر پوچھ ہجر سے وصل
اپنا ہجر و وصال مجھسے نہ پوچھ

چشمۂ خضر ہے دہن تیرا
لب ہین رشک زلال مجھسے نپوچھ

پوچھ لے سدا اپنے دل سے تو
اے صنم میرا حال مجھسے نپوچھ

سایۂ قد سے اُسکے گلشن مین
ہر شجر ہے نہال مجھسے نپوچھ

غم مین تیرے وقار کا اے بت
ہے دگرگون جو حال مجھسے نپوچھ

اُلفتِ شیرین کو بھاری سل سمجھ
سہل کو اے کوہکن مشکل سمجھ

گرد باد دشت اے مجنون نہو
تل کو لیلی چشم کہ محمل سمجھ

جان نبضِ راہ دشتِ نیستی
تیغ ابرو کا مجھے بسمل سمجھ

دل کو بیت اللہ کہتا ہے جہان
اسکو اے بت منزلت منزل سمجھ

ہے جو شب بیدار تیری یاد مین
اُس فرامش کار کو غافل سمجھ

خونِ دل ہے سرخروئی کا نشان
مجھکو بسمل اپنا اے قاتل سمجھ

وہ نگاہِ گرم ہے برق اے وقار
خرمنِ ہستی کو بے حاصل سمجھ

دل مین جو حرفِ دوستان ہو گرہ
پھر وہ ناخن سے واکہان ہو گرہ

وہ بنے تار سبحہ و زنار
کار و بار اپنے مین جہان ہو گرہ

گل اگر دیکھے وہ لبِ رنگین
زیرِ لب خندہ غنچہ سان ہو گرہ

عقدۂ زلف کا جو کھولون حال
اندرونِ دہن زبان ہو گرہ

صاف ہرگز نہو شکستہ تار
گرچہ جوڑین تو درمیان ہو گرہ

دیکھکر تیرے جوڑے کی بندش
مار سیدھا ہو بے نشان ہو گرہ

ہو عیان خاک اُسپہ حالِ نہان
جبکہ لب پر مرے فغان ہو گرہ

اسقدر نرم ہے بدن اس کا
مثل رشتہ ہر استخوان ہو گرہ

دون گرہ بند پر قبا کی وقار
تا نشانی کی خوش نشان ہے گرہ

کھاتے ہین گل ہزارون ہے یہ بہار تازہ / زخمیہ کا ہوا ہے پھر روزگار تازہ
آتی نہین کسی مین تیری سی دلفریبی / ہر روز جو لگا کر لائے شکار تازہ
اتنا دیا ہے پانی تلوون کے آبلون نے / کہسار و دشت کا ہے ہر خشک خار تازہ
اُس بیوفا کا وعدہ سچا کبھی نہ دیکھا / کرتا ہے روز جھوٹے قول و قرار تازہ

دیوان ہے ہمارا بہزاد کا مرقع
ہین اے وقار جسمین نقش و نگار تازہ

فرہاد وار غم کا وہ سر پر اُٹھائے کوہ / بیٹھے جو جھک کے خاک پہ مانند پائے کوہ
پتھر کا بن گیا ہو نہین اک بت کے عشق مین / آواز دو ستون کی ہوئی ہے صدائے کوہ
سینہ کو داغ داغ کو سینہ ہوا ہے وضع / ہے کوہ بہر لالہ و لالہ برائے کوہ

فرہاد دل ہے تیشہ ہے ناخن مرا وقار
ہر چشم جوئے شیر ہے سینہ بجائے کوہ

صبحدم بے یار دل کرتا ہے یون ہر بار آہ / جیسے اُٹھتے بیٹھتے ورد لب بیمار آہ
کم نہین بانگ جرس سے نالہ راہ عشق مین / کاروان اشک مین ہے کاروان سالار آہ
شوق وصل دید کا دیکھا جو کثرت سے ہجوم / آنکھ سے ناراض آنسو سینہ سے بیزار آہ
آبجوے چشم سے سرسبز نخل عشق ہے / مثل شاخ گل نہو کس طرح حسرت بار آہ

ہے تصور تیغ ابرو کا جو اک سفاک کی
ہے رگ بسمل سے سینہ مین وقار افگار آہ

نہوا ایسا کہ گھٹ کر غنچہ سان سینہ سے دم نکلے / پلا ساقی مے گلگون کہ دل سے خار غم نکلے
تم افشان چنکے پیشانی پہ کل جو صبح دم نکلے / چھپا سورج ستارے آسمان پر اے صنم نکلے

نصیب اپنا سا برگشتہ اگر ڈھونڈھین تو کم نکلے
جو لائین تھے ہم بازار سے تو گھر مین کم وقار

تمہارے عشق ابرو مین ہلال عید کی صورت
ہزارون انگلیان اٹھین جدھر سے ہو کے ہم نکلے

عدم سے روح مجنون آئے اسکی پیشوائی کو
ترا دیوانہ اور لیلی جو گھر سے دو قدم نکلے

کسی کا کیا گلہ خوبی ہے یہ اپنے مقدر کی
وہ ہون مانوس غیرون سے ہمارا آئنہ دم نکلے

غزالون پہ حسرت ہون کرون نہین رشک کس کس کا
ترے عاشق پری اور حور و غلمان ارم نکلے

لکھین مضمون اگر ہم میکشی کا اپنے ساقی کی
قسم جمشید کی حرفون سے شاخ بادۂ جم نکلے

حیات جاودانی اپنی سمجھون لے وقار اسکو
پہونچکر آستان یار پر اپنا جو دم نکلے

خامشی عشاق سیکھین طوطی تصویر کی
فائدہ کیا رات دن گر آہ بے تاثیر کی

لطف کیا گر کوہکن نے فکر جوے شیر کی
جان شیرین کی نہ اپنی خاک کچھ تدبیر کی

روے آتشناک سے انکے نقاب اٹھے اگر
شمع رہ جائیگی بجھ کر ماہ پر تنویر کی

مانع دیدار جانان غش ہوا وقت وصال
بن گئی فرعون موسی کو بھی تقدیر کی

مائل پرواز ہے اسکی ہوا مین مرغ دل
ہر مژہ پر جسکے پھبتی ہے قضا کے تیر کی

آمد خط سے اڑے غیر اپنی چاندی ہو گئی
سبزۂ روے مطلا بوٹی تھا اکسیر کی

ہے ترقی پر فروغ طبع عالی اے وقار
شمع مضمون کو مرے پروا نہین گلگیر کی

جیسے دیکھی ہم نے صورت اک بت بے پیر کی
چاہ اے مانی نہین یوسف کی بھی تصویر کی

کر دیا زندہ مجھے معمار نے مرنے کے بعد
قبر میری رہگذر مین یار کی تعمیر کی

مثل داود اے جنون آہن کو ہم کرتے تھے موم
جن دنون طاقت تھی تن مین وا نہ زنجیر کی

کسکے برق حسن کی ہر گل مین سوزش ہے کہ آج
جستجو ہے باغبان گلچین کو آتشگیر کی

تشنۂ جام شہادت کی بجھی اک دن نہ پیاس
آبداری دیکھ لی قاتل تری شمشیر کی

کس خطا پر بن گیا مین تو وہ تیر مژہ — کچھ بھی ثابت او کمان ابرو مری تقصیر کی
کر چکے برباد جب تخم جنون فرہاد و قیس — واوی غربت مین ہمنے بے ترود سیر کی

میری تربت پر وہ آیا فاتحہ پڑھنے وقار
بعد مدت قبر کے تعویذ نے تاثیر کی

یار نے وضع یہ نکالی ہے — بات پیچھے ہے پہلے گالی ہے
دے کے سر عشق زلف مین ہمنے — کیا بلا سے سیاہ ٹالی ہے
ہر طرف کر کے میرے چہرے کو — مُنھ پر اُس شوخ کے بحالی ہے
تیرے گالون مین اے گل خوبی — لالہ کی پتیون کی لالی ہے
خون آلودہ جوہرون سے وہ تیغ — تازہ پھولون کی ایک ڈالی ہے
تیرے رُخ کے مقابلہ مین ماہ — ٹھیکرا مٹی کی اک سفالی ہے
گول گول اُنکی باہین ہین یکدست — سلیچے مین بھی کلائی ڈھالی ہے
بیٹھتے ہی ہمارے اُٹھ گئے وہ — اُنکی جو چال ہے نرالی ہے

ہر تارِ نگاہِ شوق وقار
جنتری اُنکے در کی جالی ہے

گل غنچہ ہو گیا ترے رشکِ جمال سے — شبنم ہے آینہ عرقِ انفعال سے
انصاف شرط قیس کو وحشت نہ کیسے ہو — بڑھکر ہے آنکھ لیلی کی چشم غزال سے
ہوگا وہ دیر صید کہ آہو حرم کا ہو — مطلب اُنہین نہین ہے حرام و حلال سے
اے رشکِ ماہتاب یہ اونچی ہوئی ہے قدر — ابرو کے غم مین لٹ گئے ہین ہم ہلال سے
دیکھا جو دام زلف ہوئی آرمیدگی — وحشت تھی مجکو اپنے ہر اک نقش بال سے
روڑے کی طرح ٹھوکرین کھاتا رہیگا وہ — جو سر کہ بچ رہے گا تری پائمال سے

مضمون کی نہ آئےگی بندش مین اے وقار

باریک وہ کمر ہے ہمارے خیال سے

وہ مژہ مارتی کٹاری ہے — چشم بد دور زخم کاری ہے
آنکھین چمکا گیا وہ برق آسا — دل مرا وقف بیقراری ہے
قیس باد صبا ہے بو لیلے — شاخ گل نافہ کی سواری ہے
زلف تک گو نہ پہونچا شانہ وار — ہاتھ کو پر امیدواری ہے
دل پہ چڑھتی نہین کوئی تدبیر — میری تقدیر وہ اُتاری ہے
دوستون سے ہے اُنکی عیاری — اور اعدا سے دوستداری ہے

دم سمجھتا ہے اے وقار وہ شوخ
میری دودن سے دم شماری ہے

ہو عید یا محرم ہم غم کیا کرین گے — وہ روزہ دہر دون مین ماتم کیا کرینگے
مضمون وہی کاکیسو کے باندھینگے ہم — ہر دم مزاج اپنا برہم کیا کرینگے
اُس حرف ناشنو کی فرقت مین چپکے بیٹھے — ہم اپنے دل سے باتین ہر دم کیا کرینگے
کانون تک اُسکے پہونچے مانند زلف جب ہم — سرگوشیان سراسر باہم کیا کرینگے
وہ زلف و رُخ سے اپنے کافور و مشک لیکر — تیار زخم دل کا مرہم کیا کرینگے
گو تلخ وہ کہین گے لبہاے شکرین سے — ہر دم دعا مگر ہم ہمدم کیا کرینگے

گو خون کا قطرہ قطرہ دل سے وقار کم ہو
لیکن سخن سخن سے ہم ضم کیا کرین گے

ہر اک کے لب نشین سخن سخت و سُست ہے — جب سے کہ عشق قامت چالاک و چُست ہے
میرا یہ منھ حضور کہ لاؤن زبان پر — جو قول و فعل آپکا ہے نادرست ہے
بیمار چشم کا تری بیمار جو موا — تشخیص مین مسیح کی وہ تندرست ہے
ہر پل جو اشک ہر بُن مژگان سے ہے روان — اپنے سیاہ نامہ کی یہ شست و شُست ہے

وعدہ کا اُنکے کیا لکھون احوال اے وقار
برسین اگرچہ گذری ہین روز نخست ہے

کچھ تو ہے آہ اگر نہین اُٹھتی — ورنہ کیون رات بھر نہین اُٹھتی
اسقدر ناتوان ہے چشم شوق — اُسکے رُخ سے نظر نہین اُٹھتی
گردن شمع پیش روے یار — مثل نرگس مگر نہین اُٹھتی
دل سے اُٹھتی ہے یون تو ہر دم آہ — کوئی بھی کارگر نہین اُٹھتی
کب ترے در سے عاشقون کی صنم — نعش وقت سحر نہین اُٹھتی
تیرے در پر سہارا دے دیوار — کہ سرِ مو کمر نہین اُٹھتی

مین طبیعت کو چاہتا ہون وقار
کہ اُٹھے اُس سے پر نہین اُٹھتی

مجھے غش ہو وہ دامن کی ہوا دے — مسیحائی سے مردے کو جلا دے
وصال و وصل کی فرقت ہے طالب — جو کچھ دینا ہو تجکو اے خدا دے
کباب و ساقی و محبوب و بادہ — یہ چارون اے خدا دے دو سرا دے
اُٹھایا ہے جو سر گریہ نے بیڈھب — نظر مین ہے کہ آنکھون کو بٹھا دے
پتنگ آسا جلا کر شمعِ رُخ سے — چراغ زندگی میرا بجھا دے
شب وصلت ستم ہے زلف رُخ پر — تکلف لن ترانی کا اُٹھا دے
نقابِ روے زیرِ زلف اُلٹ کر — طلسم روز و شب یکجا دکھا دے
خیالِ یار مین ہے بیقراری — کہین سے کوئی مجکو صبر لا دے
لپٹ کر سو گسی شب ساتھ میرے — کبھی تو بخت خوابیدہ جگا دے
فداے خال رُخ تھا در پہ اپنے — براے قبر تل بھر مجکو جا دے

وقار اقرار کیا ہو اس کا باور

نہ جب تک ہاتھ کا اپنے لکھاوے

تعریف لکھنی ہے کمر مو مثال کی
باریک ہین ہون کھینچی ہے کھال بال کی

ہے نقص مین بھی انکے تجلی کمال کی
داغ قمر کی شکل ہے چہرہ پہ خال کی

نوبت یہ پہونچی موسے میان کے خیال کی
آنکھون مین ہے کھٹک مری ہر وقت بال کی

اے ہجر حسن حال نہ بیتابیون کا پوچھ
دل میرا تیری زلف مین مچھلی ہے جال کی

گو دور بھاگتے ہین مرے رنج سے حضور
مجکو تو پاسداری ہے اپنے ملال کی

بوسہ دہن کا اسکے نہ پائینگے اپنے لب
داغی ہے مین نے نوک زبان سوال کی

دندان کے استعارہ سے گوہر ہین آبدار
تشبیہ لب سے یار کے سرخی ہے لال کی

پیدا ہو شیشہ سنگ سے قدرت خدا کی ہے
صورت ہے شام ہجر مین صبح وصال کی

ہم تو کبیت خامہ اڑاتے رہے وقار
پست و بلند کی نہ کبھی دیکھ بھال کی

اے ماہ تیرے ہجر مین نالہ بلند ہے
ہر کنگرہ پہ عرش کے میری کمند ہے

جیسے کہ عشق خال رخ دلپسند ہے
یہ رشک ہے کہ آگ مین جلتا سپند ہے

ٹانکے گئے ہین سینہ و دل کے ہمارے زخم
دیوار و در کا یار کے ہر رخنہ بند ہے

مژگان و آہ و گریہ ہین باران و برق و ابر
نالہ ہمارا رعد سے غل مین دوچند ہے

مانند سایہ ساتھ مین پھرتا ہون یار کے
ہموار ہے وہ راہ جو پست و بلند ہے

نازک ہے میری طبع اٹھاتی نہین ہے بار
وہ گل ہون عکس خار سے جسکو گزند ہے

پھولا ہے غنچہ جیب مین دامن مین گل کھلا
سر کو مرے وقار گریبان پسند ہے

لالہ تمھاری تیغ نگہ کا شہید ہے
نرگس ستادہ باغ مین حیران دید ہے

اس مہ کی دور سے ہی تمناے دید ہے
دیکھون اگر مین پاس سے عید سعید ہے

یار و کلوجبین سے مری خاک پاے یار
صندل سے بھی صداع کو زاید مفید ہے

شمشاد و سرو دونون تمہارے غلام ہین
سوسن بھی مثل شبو کے اک زرخرید ہے

پستانِ یار ہاتھ نہ آے کبھی مرے
محروم ہاے بار سے نخل امید ہے

مانگے جو دست گردان کوئی دوست دیدنین
میری نظر مین دل مرا مالِ فرید ہے

سلوائی ہے رقیب سے پوشاک آپ نے
کہیے تو ہم سے نیت قطع و برید ہے

انگشتر طلائی ہین پان خوردہ تیرے لب
مسی و لیکن اُنہین نگین جدید ہے

قاضی نے ایک حلت و حرمت کو کر دیا
جیسے تمہارا عاشق گفت و شنید ہے

گنجینۂ سخن پہ اگرچہ ہون لاکھ قفل
لیکن وقار خامہ بھی اپنا کلید ہے

بسی نظرون مین زلف پُر شکن ہے
کہ دیدہ نافۂ مشکِ ختن ہے

عبث فانوس ہے ورنہ فقط شب
پتنگ اور شمع کی خو پیرہن ہے

مثال ذرہ ہاے کوچۂ یار
ہمارا ضعف سے ہر جا وطن ہے

سخن کنجی خزانہ دل ہے اپنا
مگر قفل اس خزانہ کا دہن ہے

خوشی بلبل کے گھر ہے عید کی آج
جو وہ گل جلوہ فرماے چمن ہے

خضر سے کیون ندون تشبیہ تل کو
جو چشمہ خضر کا چاہِ ذقن ہے

وقار اُسکی نزاکت کیا کہے وہ
زبانِ لال رکھتی نسترن ہے

ترکش کی طرح جسم مین کر تیر کی بھرتی
اک زخم سے نیت نہین نخچیر کی بھرتی

محبوب چنندہ مری آنکھون مین بسے ہین
وہ کب ہے مرقع جو ہو تصویر کی بھرتی

سر رکھتا مرے پاؤن پہ وہ ترک ستمگار
جو کوئی کڑی خون مین زنجیر کی بھرتی

سودا ندہ ہون عارض پُر نور کا اُسکے
معجون مین ہو میرے طباشیر کی بھرتی

بھی

قاتل کی مرے کہنیون سے خون ٹپکتا
یکدست جو گہ قبضۂ شمشیر کی بھرتی

بھرنا نہین ممکن ہے کسی زخم جگر کا
جب تک کہ نہو مرہم تدبیر کی بھرتی

واللہ وقار آپ نے یہ کردی کمائی
ہر شعر مین الفاظ ہین خوگیر کی بھرتی

اُس شوخ کے وصلت سے طبیعت نہین بھرتی
ہوکے کی یہ ہے بات کہ نیت نہین بھرتی

گر وصل نہو خیر مگر بوسہ دیے جاؤ
ہر روز کے فاقون کی مصیبت نہین بھرتی

اے دیدۂ خونبار ترے روبرو پانی
ہر بوند سے کب بارشِ رحمت نہین بھرتی

گھل گھل کے موا ہون جو کمر کے ترے غم مین
حسرت کے سوا لاش سے تربت نہین بھرتی

باڑے کے فقیرون کی طرح بیٹھے ہین عاشق
کب آکے گلی مین تری خلقت نہین بھرتی

بوسہ کے نہ دینے پہ وقار اُنکو ندو دل
اس بخل کی حامی مری ہمت نہین بھرتی

کشتہ قد کا ہون ترے اے گل تر یاد رہے
میری تربت پہ سدا سایۂ شمشاد رہے

چھوڑ کر الفت عارض جو ہوے عاشق زلف
کعبے ویران رہے بتکدے آباد رہے

داد غیرون کو جو دی تمنے بلا سے اپنی
عمر بھر ہمتو صنم موردِ بیداد رہے

عشق نے قید مشقت سے رہائی کسے دی
آج تک ہمتو وہی کاٹتے میعاد رہے

داغ حسرت ہی ملے خط غلامی کے عوض
پاس میرے بھی سند اے ستم ایجاد رہے

خود گلا کاٹ کے قیدِ غمِ فرقت سے چھٹے
شکر ہے ہمتو نہ منت کشِ جلاد رہے

عشق مین ہم کریار کی اک عمر وقار
چشم مردم سے نہان صورتِ ہمزاد رہے

اسقدر زخمی حسرت دلِ ناشاد رہے
سینہ داغون سے سدا گلشن شداد رہے

مین وہ تھا مرغ خوش الحان کہ جسے کر کے ذبح
خاک اُڑاتے چمن دہر مین صیاد رہے

ہو جو عاشق تو کرے ضبط قلق مین پیدا
شمع سان سر ہو قلم لب پہ نہ فریاد رہے

فقط افسانے رہے دہر مین باقی اے یار
تو وہ شیرین نہ رہا ہم نہ وہ فرہاد رہے

تیری صنّاعی کا پھر کون موصف ہوگا
ہم جب عالم مین نہ او صانعِ ایجاد رہے

مین ہون ایجان وہ دیوانہ سلیمان رتبہ
ہاتھ باندھے مری خدمت مین پریزاد رہے

مرنے پر بھی ہے یہ ڈر پاؤن نہ پھیلاے جنون
بیڑیان ساتھ لیئے قبر پہ حدّاد رہے

دل مرا حور سے غنچہ کی روش ہوگا تنگ
گلرخو تم مجھے جنت مین اگر یاد رہے

کوہ بھی ہو تو وہ ہو کاہ سا کاہیدہ وقار
عشق کی میری طرح اُسپہ جو اُفتاد رہے

خدا دراز کرے عمرِ ناتوانی کی
مثال نقشِ قدم مین سے زندگانی کی

رواقِ چشم مین بیٹھو مثال انسان تم
جو میرے حال پہ اے ماہ مہربانی کی

تمھارے حُسن کی ہر اک پری ہے دیوانی
فریفتہ ہے مگر حور دلستانی کی

گیا جو سیر چمن زار کو وہ غنچہ دہن
ہزار رنگ سے ہر گل نے زرفشانی کی

تم اوستادِ ستم پیر چرخ ہے شاگرد
قسم ہے اُٹھتی ہوئی آپ کی جوانی کی

جو درد نامہ دیا ہم نے نامہ بر کو وقار
خلاف واقعہ تقریر کچھ زبانی کی

دل پہ آئینہ ہوا ہے صبح کے نظارہ سے
رنگ ہے مہتاب کا پھیکا ترے رُخسارہ سے

کچھ پسینے کے ہین قطرے رخپہ ساکن کچھ روان
طرز سیکھا یار نے یہ ثابت و سیارہ سے

جیسے دیکھا ہے گلِ صد برگ دلمین ہے مرے
ایک نسخہ جمع کیجیے سینۂ صد پارہ سے

عکس وہ آئینہ کا جادو ہے وصال اُس شوخ کا
ہو گیا ہے دل مرا حسرت کدہ نظارہ سے

آہ سرد و اشک تر ہے ابر و باران صبح و شام
لختِ دل گرتے ہین گرما گرم آتشپارہ سے

پیر گردون کی ہے بیتابی سے دل میرا سکون
چین آتا طفل کو ہے جنبشِ گہوارہ سے

پیرزال وہر کیسی جسمین ہین مکروفریب
مرد سادہ کیا بنا ہے اُس زنِ مکّارہ سے

غنچۂ دل ہے شگفتہ یادِ رُخ مین مثلِ گُل
دامنِ گلچین ہین آنکھین کثرتِ نظارہ سے

جامِ مے ٹوٹے کہ ٹوٹے توبہ مے اے وقار
پر نہ ٹوٹے عہد میرا ساقیِ میخوارہ سے

مژۂ یار اشک سے نم ہے
سبزہ پامالِ طفلِ شبنم ہے

شادی و غم چمن مین توام ہے
آنکھ ہے پھول اشک شبنم ہے

ترکِ قاتل کی تیغ خون آلود
میرے زخمِ جگر کو مرہم ہے

بتکدہ ہوگیا خدا کا گھر
کیا ہی وضعِ زمانہ برہم ہے

جستجو مین بہشت رویون کی
چھانتی خاک نسلِ آدم ہے

وصف تیرے لبون کا کیا لکھون
ایک کوثر ہے ایک زمزم ہے

چہرۂ یار ہے عرق آلود
یا کہ گُل پر وقار شبنم ہے

مے و ساقی کے غم مین دل لہو ہے
خطِ ساغر مجھے طوقِ گلو ہے

حرم ہے یا کہ بتخانہ ہے ایک
ہمارے چشم و دل مین یار تو ہے

کمر کا اُسکی کیا ہو وصف تحریر
اگر ہے واقعی تو کوئی مو ہے

غمِ چاکِ گریبان ہے عدو کو
شگافِ جیب محتاجِ رفو ہے

کرون اب پانون سے طے راہِ مستی
کہ میرے ہاتھ مین دستِ سبو ہے

مری آنکھین ہوئین شمس و قمر پوش
بسا دل مین جو اک آئینہ رو ہے

نہ اُترا میرے تن سے جامۂ خاک
وقار اپنی اسی مین آبرو ہے

قامتِ یار سرو موزون ہے
بلکہ میرا بلند مضمون ہے

لال موباف والی وہ چوٹی
عاشقون کے لیئے شبِ خون ہے

دور ساغر ہے گردشِ مژگان
جیسے وہ چشمِ مست میگون ہے

شامِ غربت ہے مجکو صبحِ وطن
سایہ گاہ اپنا بید مجنون ہے

پردۂ ہجر مین ہے بانگِ غرور
بات کا تار تار ارغون ہے

میرا منھ قیس کو کہون مجنون
حکمتِ عشق مین فلاطون ہے

زلف کا اے وقار لکھا وصف
شعر مارِ سیہ کا افسون ہے

اُس گلی کی ہوا کی خواہش ہے
دل کو ٹھنڈی غذا کی خواہش ہے

شفقی دے شراب اے ساقی
آبِ آتش نما کی خواہش ہے

اُس گل تر کے پاؤن تک پہونچے
یہی رنگِ حنا کی خواہش ہے

نام دار الفنا ہے اُنکو موت
جنکو دار البقا کی خواہش ہے

چاہتا دل ہے اُس ستمگر کو
دیکھیئے کیا خدا کی خواہش ہے

گریہ و آہ مین رہون دن رات
یہی ارض و سما کی خواہش ہے

ابتدا مین ہوا ہون طالب وصل
اے وقار انتہا کی خواہش ہے

باغ الفت مین گل جو خودرو ہے
خونِ بلبل کا رنگ ہے بو ہے

عاشقِ جان فدائے ابرو ہے
جو مہِ عید سر بزانو ہے

فتنۂ حشر زلفِ عمر دراز
پر بلائے سیاہ گیسو ہے

تیری ابرو ہے تیغ اے سفاک
جوہرِ تیغ چینِ ابرو ہے

حسن اُنکا اگر ہے سنگین دل
عشق اپنا بھی سخت بازو ہے

لین نہ شورِ نشور سے کروٹ
وہ یہان خواب چار پہلو ہے

تول دے شعر کو مرے حاسد
پاس اگر نظم کی ترازو ہے

کیون نہ وہ چشم شوق مین کھٹکے
اے پری رو کمر تری مو ہے

اسکا عاشق ہوا ہون جسکی وقار
چشم آہو نگاہ آہو ہے

اُنکے کتے ہڈیان جسم وفا میری کھائینگے
رات بھر بھونکا کرینگے ایسے بولا جائینگے

خال سرمہ دیکھکر رخسار رنگین پر ترے
داغ دل پر لالہ سان خوبان گلشن کھائینگے

چاک کی پہونچے گی گردش خاک میری گرد کو
دیکھکر چکر کو میرے کوزہ گر چکرائینگے

کہنے سُننے کی نہین ہے بات اے دل کیا کرون
آہ سے گھبرائینگے وہ نالہ سے تنگ آئینگے

بھاگ گئی تھی روح جیسے جسم سے ایسے ہی وہ
کلبۂ تیرہ مین میرے آنے سے گھبرائینگے

اک نہ اک دن یار سے الزام دلوائے گا دل
رنگ بیتابی کے باتون باتون مین کھل جائینگے

عشق سے ضد حسن کو ہے ابتدا سے اے وقار
مین جو تھوڑا بھی ہنسا تو وہ بہت رُلوائینگے

گر عدو تقدیر ہے تدبیر رہنے دیجیے
دوست کا دل مین ہمارے تیر رہنے دیجیے

ہین جو عاشق کام مزدورون کا وہ کرتے نہین
ذمۂ فرہاد جوئے شیر رہنے دیجیے

لیلی و مجنون کی اک کاغذ پہ ہوتی ہے شبیہ
روبرو اُسکے مری تصویر رہنے دیجیے

ہے جنون فصلی کرو زنجیر تار اشک سے
طور پر میرے مری تدبیر رہنے دیجیے

سیم و زر بنتا ہے خاکِ کشتہ دل سے آپکے
پاس اپنے جانکر اکسیر رہنے دیجیے

آستین سے ہاتھ باہر ہو نہ اے جان جہان
بس میان اندر ہی یہ شمشیر رہنے دیجیے

تیر بے پیکان نشانہ توڑتا ہے کب وقار
مُنھ کی مُنھ مین آہ بے تاثیر رہنے دیجیے

اُسکی دیوار کا جو روزن ہے
خور کا چشم و چراغ روشن ہے

لطف مفرط سے دوست دشمن ہے
بارش بیش برق خرمن ہے

گوشہ گیری مین حرص افزون ہو
صبح شبنم کو فکر رفتن ہے

عشق مین تیرے تار تار ایشوخ
جیب غنچہ کی گل کا دامن ہے

شوق مین تیری تیغ کا یکسر
شمع سان تن تمام گردن ہے

بحث کرتا ہے شیخ کعبہ سے
جو ترے دیر کا برہمن ہے

سرخ مہندی ہوئی ہے اسکی سیاہ
رنگ شادی مین رنگ شیون ہے

تم نے کھولے چمن مین بند قبا
بال پرواز رنگ گلشن ہے

جو زمین سخن ہے اسمین وقار
ایک مدت سے میرا مسکن ہے

زخم بستر ہے تیغ بالین ہے
تلخی مرگ خواب شیرین ہے

خون سر گل ہے تیغ گلچین ہے
قتل گہ تازہ باغ رنگین ہے

دیکھتے ہین کمر جو یار کی ہم
تو وہ کہتے ہین ناتوان بین ہے

آشیانہ ہے میرا چنگل باز
میرا قصر حیات رنگین ہے

عین میری بہار مین ہے خزان
دل ہی گل غنچہ وار غمگین ہے

دوست زنار بند کے کیون ہون
کافر زلف دشمن دین ہے

دل جلون کی ہے موت موج نور
بال پروانہ شمع بالین ہے

صاحبان مشاعرہ کی وقار
داد صورت طراز نفرین ہے

زلف ہے مشک خال عنبر ہے
ہر طرح یار روح پرور ہے

سبزۂ خط یار نشتر ہے
موج مژگان زرین خنجر ہے

ڈھونڈھتی ہے نگاہ بستر پر
اسقدر جسم زار لاغر ہے

اُڑ بجاؤن غبارے کے مانند / ضبط مین دودِ آہ کے ڈر ہے
کوئی بلبل کا خون بہا مانگے / غنچۂ گل کی گانٹھ مین زر ہے
گو ضعیفی سے آہ کا لیکن / ہر نفس زور و شور صرصر ہے
اتنا شیب و شباب مین ہے بل / تیر قامت کمان پیکر ہے
آبلہ خاک قید سے چھوٹے / خانۂ دل ہمارا بے در ہے

جسکا ہر پہلو مین تر ہے **وقار**
وہ مرا نامہ بر کبوتر ہے

نقش پا رو شناس سودا ہے / کسکا دیوانہ رو بصحرا ہے
ایسے جینے سے مرنا اعلا ہے / خضر پھرتا بجانِ تنہا ہے
کوچۂ یار مین ہے بھیڑ لگی / میرا مردہ کوئی تماشا ہے
دن لگے ہین یہ رات کو میری / چشمِ آہو چراغِ صحرا ہے
آسمان ہر قدم پہ آبلہ وار / مجکو پانون تلے رگڑتا ہے
تیرے رُخ سے خجل گُل فردوس / قد سے شرمندہ نخل طوبا ہے
مثلِ رنگ روان نہین ہے قرار / جسکے دل مین ہوائے دنیا ہے
خط رُخ کا ہے اُسکے وہ مضمون / جو مقدر کا اپنے لکھا ہے

پھر گذر نور کا ہو خاک **وقار**
جبکہ دل منزل سویدا ہے

سامنا چشم سرمہ سا کا ہے / یہ بھی فتنہ مگر بلا کا ہے
دست و پا کا تمھارے صدقا ہے / ورنہ یہ رنگ کب حنا کا ہے
یار کے نقش پا سے رنگین مین / رنگ جامِ جہان نما کا ہے
آینہ حیرتی ہے رُخ کا ترے / محو خورشید پشت پا کا ہے

کوچۂ یار سے مگر آئی
آج خوشبو بدن صبا کا ہے

اے دل اُس سے عبث ہے چشمِ دید
غیر کا وہ نہ آشنا کا ہے

پانون مین دُہری بیڑیان ہون وقار
عشق اک گیسوِ دوتا کا ہے

قابو مین دل ہو تو کہین شیدا نہ کیجیے
اپنے کو اپنے ہاتھ سے رسوا نہ کیجیے

دل لیکے بوسہ دیتے نہین اور یہ کہتے ہین
اپنے پرائے مین کہین چرچا نہ کیجیے

رندانِ بادہ خوار مین ہے عیب سرکشی
خم کس طرح سے گردن بلند نہ کیجیے

عیسیٰ سے اُنکی چشمِ سخن گو یہ کہتی ہے
میرے مریضِ عشق کو اچھا نہ کیجیے

مُنہ پھیریے نہ لعلِ شکرخا کے بوسہ سے
دل اپنے تلخ کام کا کھٹا نہ کیجیے

خون ریزیان ٹپکتی ہین پاے حنائی سے
فتنہ خرامِ ناز کا برپا نہ کیجیے

آغاز عشق کو دیا انجام گریہ نے
اب کیا وقار کیجیے اور کیا نہ کیجیے

خط کی رخسار پر سیاہی ہے
چشمِ خوابیدہ خوش نگاہی ہے

عشق کا ہے غبارِ نالہ عروج
آسمان اوج تخت شاہی ہے

کیون نہو عندلیب گرم فغان
بوے گل ہر طرف کو راہی ہے

اشک حسرت ہے آج طوفان خیز
کشتی چشم کی تباہی ہے

ہون گرفتار آپ اپنا مین
حلقۂ فلس دام ماہی ہے

چشم جانان کا رعب ابرو ہے
تیغ سے صولت سپاہی ہے

مرگ میرا ہے ضبط گریہ وقار
آب آبِ حیات ماہی ہے

ناخن غم کی دستگاہی ہے
روے سینہ جو پشت ماہی ہے

بادِ نخوت سے حباب مین ہے
موج مین شان کج کلاہی ہے

بوریا تخت تکیہ ہے دیوانہ
تیرے در کی گدائی شاہی ہے

منقبض دل کو آہ نیم شبی
غنچے کو باد صبح گاہی ہے

کیون رُخِ صاف کو سحر لکھین
آینہ چشم کم نگاہی ہے

مثل مہمان سرائے ہے دنیا
شام کا آیا صبح راہی ہے

چشم آہو کی میرے دلمین وقار
بھر وحشت بھری سیاہی ہے

فتنہ صدقے ترے حجاب کے ہے
شور شوخی تہِ نقاب کے ہے

چشم بے خواب مین ہے آب سرشک
موج آغوش مین حباب کے ہے

حُسن یوسف ہے اور زلیخا عشق
عہد مثل خیال و خواب کے ہے

چشم ساقی سے یہ ٹپکتا ہے
کیفیت نشہ مین شراب کے ہے

تیرے مشتاق کو نہین ہے نیند
خواب کب چشم مین رکاب کے ہے

ہے برابر وقار رُخ کے زلف
سایہ پہلو مین آفتاب کے ہے

بیتاب دل ہے سینہ مین آمد ہے یار کی
مرغ قفس کو کسنے سنائی بہار کی

ہوگا مثال شیشۂ ساعت کے آسمان
جسدن گھڑی کھلی مرے دلکے غبار کی

رکھین حضور پانون جو تربت پہ غیر کی
چھاتی پھٹے نہ کیون مرے لوح مزار کی

سینہ ہر اک کا چاک تھا ہم تک چاک جیب
تھی شان کی جلو کسی دامن سوار کی

رکھتا ہے ہاتھ سینہ پہ وہ شوخ بار بار
عادت ہوئی خراب دل بیقرار کی

آئے حضور رہین تو ٹھہر جائین ایک دم
حسرت نکالین کچھ دل امیدوار کی

آئے جو تم نہ وعدہ پہ تا صبح شام سے
گھڑیان گنا کیا ہین شب انتظار کی

پیکان ترا لہو مین جو سوفار سا ہے سُرخ
کیا چاٹ پڑ گئی اسے خون شکار کی

سینہ کا داغ بس ہے تماشہ کو اے وقار
مجھ دل جلے کو کیا ہو ہوس لالہ زار کی

پامال خرام ناز کیجے
ٹھکرایئے سرفراز کیجے

دل تمنے لیا زبان دے کر
عاشق کا نہ فاش راز کیجے

سوز تپ ہجر کا یہ ہے حکم
تن شمع صفت گداز کیجے

محمود ہوا ہے حسن صاحب
پہلے مجکو ایاز کیجے

ہو کوئی قضا جو بادہ خوار و
بھٹی پہ ادا نماز کیجے

کہتا ہے یہ ناز دلربائی
اے عاشقو جان نیاز کیجے

ناساز زمانہ کا نہین غم
ہان کار زمانہ ساز کیجے

غیرون سے تو ہے وقار بہتر
اب آپ بھی امتیاز کیجے

تو ہو تو پری کو بت نورس نہین لیتے
اکسیر کبھی صاحب پارس نہین لیتے

اب بوسہ ترا او بت نورس نہین لیتے
کیا ایک کے دو دیتا ہے ہم دس نہین لیتے

اک چٹکی ملے خاک جو کوچے کی تمھارے
ہم وہ ہین کہ پھر ارض مقدس نہین لیتے

کب ہاتھ وہ گجرا سے حمائل نہین ہوتے
بو کی طرح ہم پھولون مین کب بس نہین لیتے

مسجد نہین چڑھتے وہ مہیسر نہین چڑھتے
جو پھول پسینے مین ترے بس نہین لیتے

کب عاشقِ گیسو کو دکھاتے نہین وہ زلف
باندھی ہوئی مشکون کو وہ کب کس نہین لیتے

اسدرجہ بناوٹ سے طبیعت کو ہے نفرت
حاجت مین بھی ہم لفظ مقرس نہین لیتے

جو اجنبی معشوق ہو کیون چاہین اُسے ہم
وہ زر نہین لیتے ہین جسے کس نہین لیتے

اک جنبشِ ابرو ہے مرے قتل کو کافی
کیا قہر ہے یہ مفت کا بھی جس نہین لیتے

گیسو و رخ یار کی تشبیہ کے خاطر
ہم شام اودھ صبح بنارس نہین لیتے

ہر وقت اداؤن کے وہ ہین دیکھتے تیور
وہ کونسی ہے تیغ جسے کس نہین لیتے

اس مرتبہ ہے تجھسے وقار اُنکو تنفر
لیتے ہین اگر نام تو چکس نہین لیتے

بڑھاؤ گیسو پیچان کو آگے شانے سے
سمند ناز کو چمکاؤ تازیانے سے

مین پہونچا گور مین دل کو تمھارے کل آئی
اُٹھاؤ ہاتھ بس اب شانے کے ہلانے سے

خیال خواب مین مجھ خفتہ بخت کو گذرا
شب فراق مین اُس دلربا کے آنے سے

دھنوگے سر ابھی اپنا برنگ شعلۂ شمع
ہمارے دل کا کنول گل جو ہو بجھانے سے

قرار و صبر و تحمل شکیب و تاب و توان
جواب دیگئے سب ایک اُنکے جانے سے

جہان نما ہین وہ جم جم سے پی رہے ہین شراب
کھلا خلاصۂ جم جام کے بنانے سے

ہوا نہ اُس بت سنگین کا دل کسی دن نرم
فغان سے آہ سے زاری سے تلملانے سے

نہ پوچھو مجھسے کچھ اُس بے حیا کی بیبا کی
دکھا ہین چھاتیان انگڑائی کے بہانے سے

عجیب گدگدی دلمین ہوئی خدا کی قسم
سوال وصل مین اُس بت کے مسکرانے سے

اُٹھین ہو بھوے ہوئے کی پھر اپنے کیونکر یاد
اُٹھایا آینہ فرصت ملی جو شانے سے

تو عندلیب گلستان نظم ہے جو وقار
تو بند نطق عدو ہے ترے ترانے سے

غش آیا زہرہ کو اُنکے جو ناچ گانے سے
تو مشتری نے بھی سم کھا لیا بتانے سے

بُرا نہ مانونگا جو چاہو ظلم مجھپہ کرو
بھلا ہو آپ کا میرے اگر ستانے سے

ہنسی مین بھی رہے صاحب خیال نخش کا
کہ رو بھی دیتا ہے انسان گدگدانے سے

چمن مین دانت اناروں نے بھی نکالدیے
تمھارے سرو سے قد مین ثمر کے آنے سے

موا ہون حسرت دیدار قد دلجو مین
اُگے گا سرو مری گور کے سرھانے سے

وہ غمزدہ ہون جو دیوار قہقہہ دیکھون
تو آشنا مرے لب ہون نہ مسکرانے سے

وہ ہین جوانی مین اندھے تو جانے ہین پہونچال
نہ اُنکے آنے سے کچھ فائدہ نہ جانے سے

اُڑے ہین ہاتھونکے طوطے گئے ہین سیٹھی بھول
خجل ہین مرغ خوش الحان ترے ترانے سے

ہوئے ہین شیفتہ وہ اپنے زلف و رخ کے وقار
نہ فرصت اُنکو ہے آئینہ سے نہ شانے سے

کسی کے بام سے مطلب نہ آستانے سے
مجھے غرض ہے فقط اپنے آشیانے سے

یہ پکڑی ضعف نے قوت کہ جسم زار اپنا
مثالِ اشک نہ گر کر اُٹھا اُٹھانے سے

وہ خفتہ بخت ہون چھیڑون جو داستان اپنی
تو جھپکین دیدۂ نرگس مرے فسانے سے

سلوک دیکھو مرے بت کی سرد مہری کے
کہ کم نہین مجھے دوزخ بھی برف خانے سے

بھرون مین خاک دم اُس بت کی آشنائی کا
دوتا ہے پشت فلک جسکے ناز اُٹھانے سے

پکڑ کے بیٹھ گیا ہے ہمارا باز فکر
اُڑا ہے طائر مضمون جب آشیانے سے

فقط گلی ہو تری اور سایۂ دیوار
نہ کام خیمہ سے مجکو نہ شامیانے سے

لٹا دے دولتِ دیدار رخ کو اے شہ حسن
ہٹا دے اژدر گیسو کو اس خزانے سے

وہ باز فکر ہمارا ہے جو کہ لاتا ہے
پکڑ کے طائر معنی کو آشیانے سے

وہ عندلیب گلستان نظم ہون ہین وقار
کہ ہوش گم ہین عدو کے مرے ترانے سے

ہمارے نزع مین دانتون کے بیٹھ جانے سے
اُٹھا رقیب کہ سر کی اجل سرہانے سے

خجالت ایسی ہوئی سرو کو کہ جھک گیا سر
نہال قد ہین تمھارے ثمر کے آنے سے

یہ بات تہ کی ہے آؤگے تم اندھیرے مین
وگرنہ فائدہ منھ زلف مین چھپانے سے

جو قصد کرتے تو کیا دور تھا تمھارا بام
بشر تو بند نہین عرش پر بھی جانے سے

ریاض دہر مین لاکھون ہین سرو خوش اندام
تمھین کچھ ایک نرالے نہین زمانے سے

ہمارے دل مین وہ لیتا ہے چٹکیان ورنہ
کسی کے پہلو مین کیا کام گدگدانے سے

ہمین تو لوٹ لیا بس دھڑی دھڑی کرکے
جما جو رنگ لبون کا مسی لگانے سے

ہوئی ہے نقطہ کی تقسیم ایک نقطہ مین
پتا دہن کا ملا تیرے مسکرانے سے

بقول حضرت نواب نامدار وقار
وہ دل کو لیتے ہین الجھا کے جس بہانے سے

جو شانے سے کاکل لٹکنے لگی
کمر نازکی سے لچکنے لگی

لکھے اسقدر زلف مشکین کے وصف
زمین غزل بھی مہکنے لگی

یہ حالت ہے اب چشم دلدار مین
مری ناتوانی کھٹکنے لگی

مے روح یان ساغر عمر سے
ترے غم مین ساقی چھلکنے لگی

طبیعت بھی اُس ترک بے درد کی
تڑپنے پہ میرے پھڑکنے لگی

وہان لال جوڑا ہے زیب بدن
یہان آتش دل بھڑکنے لگی

بُرا حسرت دید کا ہو وقار
دم ذبح منھ اُسکا تکنے لگی

کبھی گیسو کو کھلایا نہ تمنے
کبھی کاکل کو لہرایا نہ تمنے

کبھی جوڑے کو کھلوایا نہ تمنے
یہ مار بستہ کھلوایا نہ تمنے

نہ اُلٹا منھ سے اپنے رات آنچل
مہ کامل کو شرمایا نہ تمنے

ہنسا کر باغ مین غنچون کو اے گل
ذرا بلبل کو رُلوایا نہ تمنے

ہزارون مرغ دل بے دام پھنستے
ذرا زلفون کو بکھرایا نہ تمنے

دھرا رہتا غرور لن ترانی
رُخ اپنا ہمکو دکھلایا نہ تمنے

نہ لیتا قیس نام عشق لیلی
مرا افسانہ سنوایا نہ تمنے

وقار خستہ جان ہے شاعرون مین

کوئی شعر اُس سے پڑھوایا نہ تمنے

حنا پاؤن مین وہ لگا کر چلے
مجھے ٹھنڈی آگون جلا کر چلے

ہنسی مجھکو آتی ہے اس بات پر
چلے تم جہان سے رولا کر چلے

دمِ نزع تم آئے مین جی اُٹھا
مسیحا بھی مُردہ جلا کر چلے

ترے ہجر مین زہر کھا بیٹھے ہم
خود اپنے مرض کی دوا کر چلے

مجھے چھوڑ کر آپ روتا ہوا
کہو تو کدھر مُسکرا کر چلے

یہان موج زن بسملون کا ہے خون
وہ سفاک دامن اُٹھا کر چلے

رہِ عشق ہے پُر خطر اے وقار
بشر پانوں جلدی اُٹھا کر چلے

جو تم غیر کا خط دکھا کر چلے
مرا نقش ہستی مٹا کر چلے

رضا کو تری یار سونپی قضا
جو تھا فرض ہمپر ادا کر چلے

ہوا بیٹھے بٹھلائے دنیا سے کوچ
جو تم مجھکو در سے اُٹھا کر چلے

شبِ وصل تا صبح لڑتے رہے
مگر روز شامت دکھا کر چلے

جوانان گلشن کا کرنا ہے کوچ
کہ آفت کی سج دھج بنا کر چلے

مسیحا ہو کیسے کہ مردہ مرا
نہ ٹھوکر سے صاحب جلا کر چلے

نہ عقدہ کھلا آجتک اے وقار
ہم آئے تھے کیون اور کیا کر چلے

کبھی جو دیکھے زہرہ اُنھین بتاتے ہوئے
یہ گت ہو ناچنے مین کھائے سم وہ گاتے ہوئے

بلائین لے لین نزاکت نے مرحبا کہکر
اُنھین جو دیکھ لیا پائنچے اُٹھاتے ہوئے

غبارِ راہ ازل سے ہون خاکسارون کا
مرے قلم کو بھی نفرت ہے سر اُٹھاتے ہوئے

نہ بدلے قہر نے اُس بت کے رحم کے تیور
تمام عمر مری گذری تلملاتے ہوئے

وقار قبر پہ میری چڑھائے وہ چادر
مضایقہ ہو جسے ناک بھون چڑھاتے ہوئے

کہان یہ لطف اگر کبک کی ہے چال پری
تمہاری آنکھ پری بھون پری ہین گال پری

تمھین تو دیکھ کے خود ہوگئی نڈھال پری
بھلا اڑائیگی پھر خاک چال ڈھال پری

تمہارا بوٹا سا قد ہے تمہارے گل سے گال
نگر ہو گلشن عالم مین تم نہال پری

جو آپ جائین پرستان مین تو خجالت سے
بنے وہ کالی پری ہے وہان جو لال پری

تم ایک حسن مین ہو ہے گو وہ آئینہ
نہ مثل جو تمہارے نہ ہے مثال پری

جو دلفریب ممولا سا قد ترا دیکھین
بچھائے گیسوے مشکین کا اپنے جال پری

ہر ایک مصرع برجستہ کہ رہا ہے وقار
یہ وہ غزل ہے کہ نام اسکا ہو غزال پری

دست ساقی سے شیشہ ٹوٹا ہے
محتسب کا پھپھولا پھوٹا ہے

بند اسنے نقاب کا کھولا
باغ جنت کا قفل ٹوٹا ہے

قتل چاہا ہے تیرے ابرو سے
آہن سرد مین نے کوٹا ہے

چھٹ لیا مین عذاب سے تو نے
قتل کرکے ثواب لوٹا ہے

سچ کا کالا کیا ہے منھ تو نے
لاکھ جھوٹون کا ایک جھوٹا ہے

اب تو بازی چڑھی وقار کی ہے
جگ مگر مدعی کا ٹوٹا ہے

تو وہ انسان آنکھ تیری تجھ پہ مائل ہوگئی
آرسی یکدست نظارہ کی منزل ہوگئی

بیٹھتے ہی یار کے میت پہ اپنی جی اٹھا
مجلس غم دفعتہً شادی کی محفل ہوگئی

دیدۂ نظارہ خوبان مین مرچین لگتی ہین
خال روے یار مین تیزی فلفل ہوگئی

موج آب اشک سے گرجائیگی تیغ خوش آب
روبرو رونے مین گر ابروے قاتل ہوگئی

آنکھ پھرتے ہی تری محفل کی محفل اے صنم
مثل مژگان میری خونریزی پہ یکدل ہو گئی

یہ زمانہ وہ ہے ناقص اُسکو سب کہنے لگے
علم و فن میں جسکو استعداد کامل ہو گئی

شمع کا گل نثار سینہ ہے گل خورشید کا
کس کے تابِ حُسن سے پُر نور محفل ہو گئی

جوہر آئینہ لکھون یا لکھون موج گہر
جھائیون سے آب و تابِ روے قاتل ہو گئی

یک قلم کی ترک فکر شعر ہمنے اے وقار
بات کتنی بے فائدہ تحصیل حاصل ہو گئی

مر کے چھوٹے ہجر سے ہم سہل مشکل ہو گئی
پر تمنا وصل کی آہنگ بسمل ہو گئی

حق تھی اثبات دہن پر منطقیون کے دلیل
بے سخن خاموشی جانان سے باطل ہو گئی

موے سر مین یار کے بالون کی چوٹی جان گندھی
یان بلا چوٹی کی سر پر اور نازل ہو گئی

اک گل رعنا کے غم مین گریہ نے پکڑا یہ رنگ
سُرخی خون جگر اشکون کے شامل ہو گئی

بیڑیون کی یاد مین روئے جو ہم مجبوب کی
موج آبِ اشک تر پا کو سلاسل ہو گئی

مین جو عاشق تھا کسی محبوب گل رخسار کا
جان نکلتے تن سے سرخیل عنادل ہو گئی

خاک میری لے گئے خوبان سیم اندام حلق
مفت خورون کو مگر اکسیر حاصل ہو گئی

اے صنم سنگین مزاجی پر تری پتھر پڑین
ضعف سے پہلے دل بیمار کو سل ہو گئی

مار رکھا یار کو گو ہمنے مر کر اے وقار
پر پریشان حسرتون کی ساری محفل ہو گئی

ہجر مین یون بسر ہماری ہے
دن کو گریہ ہے شب گزاری ہے

ہاتھ قاتل کے فیصلہ ہے آج
تیغ و گردن کی روبکاری ہے

بھولے بیٹھے ہین دو جہان کو ہم
یاد ہر دم فقط تمھاری ہے

ایک سر ہے ہزار سودے ہین
آج کل یہ مثل ہماری ہے

یہ اُٹھے درد، ہجر بیٹھ گئے
مرنے مین زندگی ہماری ہے

چشم بد دور تیغ ابرو کا
دل پہ جو زخم ہے وہ کاری ہے

آرزو ہے وہ آکے پوچھین مزاج
مین کہون ہنسکے شکر باری ہے

وہ گئے پر نہ اپنی موت آئی
سخت جانی سے جان عاری ہے

چشم نرگس چمن مین کیون وا ہے
کون سے گل کی انتظاری ہے

خیر تم نہ آہ گھر کی بند کرو
شاہراہِ عدم تو جاری ہے

تمکو دل دین جو اے سبک روحو
جان کیا اپنی ہمکو بھاری ہے

درۂ التاج مہر ہے ذرہ
اوج پر شان خاکساری ہے

مینھ برستا ہے گو بجتا ہے رعد
ساتھ نالے کے اشکباری ہے

خیر مانگ اے دلِ پریشان آج
زلف اُس بت نے پھر سنواری ہے

ہو چکی صاحبی قیس وقار
خلق مین دھوم اب ہماری ہے

جو ہوے قید خلوت انجمن ہے
اسیر یار کو زندان چمن ہے

تری زلف سیہ شامِ غریبان
رُخ روشن ترا صبحِ وطن ہے

گریبان گیر ہے وحشت کے قربان
نہ دامن ہے نہ جیب پیرہن ہے

خوشی پروانہ کو ہے شمع کی آج
لگی بزم محبت مین لگن ہے

تصور مین رُخ و گیسو کے اُنکے
حلب مسکن ہے گاہے ختن ہے

ہوے شیر و شکر پرویز و شیرین
نشان بخت تلخ کوہکن ہے

ترا قد سرو سنبل بال رُخ گل
زنخدان سیب ہے غنچہ دہن ہے

شہید آب تیغ برہمن کو
تکلف اے صنم غسل و کفن ہے

وقار اُنکو عبث ہے طوق کی فکر
مری زنجیر گیسوے سخن ہے

شمع جب تک کہ انجمن مین رہی | روح پروانہ کی لگن مین رہی

بال چھڑ سایہ خسپ زلف یار | سیب کی آکے بو ذقن مین رہی

اُسکے قربان راست آہنگی | جو کجی زلف پُرشکن مین رہی

نہ سُنی اُسنے تادم آخر | فی المثل بات من کی من مین رہی

بس گیا ہند زلف کی بو سے | مشک کی باس بس ختن مین رہی

ناک لی بیل تیری او مہ رو | ہیچ سی سینۂ پرن مین رہی

خشک غم نے کیا ہے اک گل کے | تازگی کچھ نہ خار تن مین رہی

اُسکی محفل مین اپنا رنگ جما | بلبل نغمہ زن چمن مین رہی

ایسی پھولی خوشی سے قتل کی لاش | جو سمائی نہ کچھ کفن مین رہی

ٹیڑھا ترچھا نہ ایک مُنھ پہ چڑھا | نوک اُسکی تو بانکپن مین رہی

جمع خاطر سے تب وہ آئے وقار
سانس باقی نہ جب بدن مین رہی

یہ صدمے جدائی کے دلبر رہے | جیسے بھی تو مردے سے بدتر رہے

ہم اس باغ مین گنگ یا کر رہے | گل و غنچہ سان کام کچھ کر رہے

کسی سرو قد نے کیا ہے شہید | مری قبر زیر صنوبر رہے

جو دولت نہین داغ حسرت تو ہے | فقیری مین بھی ہم تو انگر رہے

منڈا خط عارض کو او بحر حُسن | غضب ہے جو زنگ آئینہ پر رہے

رہے مشتعل داغ دل کا چراغ | مری گور یارب منور رہے

جو اغیار ہین یار ہو جائین گے | زمانہ موافق تو دم بھر رہے

نہو خار خار الم بعد مرگ | کہ تربت پہ پھولون کی چادر رہے

نہ دل سے گئی اُنکی مژگان کی یاد | رگون مین چبھے میرے نشتر رہے

ترے ہاتھ سے ہے چشم تر آبرو
رگِ ابر ہر تار بستر رہے

سہے دل پہ اُس بت کے ظلم و ستم
برستے مرے گھر پہ پتھر رہے

وقار اُسکے فکرِ سراپا مین ہم
فلک پر گئے گہ زمین پر رہے

جو مثلِ شمع دل کا رازدان ہے
خموشی سے وہ گویا ہمزبان ہے

تمھاری موج گیسو چشم بد دور
سوادِ سرمۂ چشمِ بتان ہے

تری ہے مہربانی قہرمانی
جو تو نامہربان ہے مہربان ہے

اگر مرکر بھی اُٹھ بیٹھون مین جی کر
تو پھر اُنکو تلاشِ امتحان ہے

مژہ پھر خاک ہو نظارہ پیوند
خدنگِ نازِ اُنکا پاسبان ہے

موا ہون ایک بحرِ حُسن پر مین
سبک سیراب پر موج روان ہے

سیہ بختی کی اپنی یہ اُڑی خاک
کہ سُرمہ در گلو شورِ فغان ہے

نہوگی شاعری کی شمع خاموش
وقار اس بزم مین آتش زبان ہے

فرض ہے طوفِ خرابات مجھے
جانے دو قبلۂ حاجات سے مجھے

زُلف سے کرچکی سرگوشی تو
ہٹ تو کہنے دے ذرا بات مجھے

وصل کے روز مزے لوٹے تھے
ہجر کی شب ہے مکافات مجھے

کوہکن کہتا ہے پیر و مرشد
قیس لکھتا ہے کرامات مجھے

کوچۂ یار مین کچھ لاؤن سوانگ
سوجھی یہ دیکھنے کی گھات مجھے

بلبل و گل کی اُکھڑ جائے ہوا
لے چلو باغ مین اک رات مجھے

سرِ مو اسمین نہین فرق وقار
مانگ ہے چشمۂ ظلمات مجھے

چین پڑتا نہین دن رات مجھے
جانیے کیا ہوا ہیہات مجھے

قہر گریہ ہے دم سرد کے ساتھ
زہر جاڑے کی ہے برسات مجھے

روز غم کاٹتا ہون ہر پہر کر
تا سحر دے ہے سزا رات مجھے

وصف قد مین لکھے مضمون بلند
بالا رکھتی تھی تری بات مجھے

کیون نہ سینے سے لگا کر رکھون
داغ ہے عشق کی سوغات مجھے

منھ نہ آؤ جو لیا بوسۂ لب
زہر لگتی ہے یہی بات مجھے

وصف مین چشمک جانانکے وقار
لکھنی ہے شرح اشارات مجھے

سرکشی ہے شمع کی پروانے سے
غیر کب ہو آشنا بیگانے سے

رات قصہ زلف کا تھا شانے سے
تھی پریشان نیند اس افسانے سے

گریۂ تر سے ہے سرشت خاک خشک
سیل جاری ہے مرے ویرانے سے

راز پنہان عشق کا ظاہر ہوا
رات محفل مین ترے شرمانے سے

ہے مثل غفلت سے ہے خدمت کا صلہ
ٹھہرے غمخوار وہ نہین ہم غم کھانے سے

چشم ساقی کے جو متوالے ہین رند
وہ نہون پیمان شکن پیمانے سے

کیا لگے گی انکو گورون کی نظر
کم نہین ہین خال کالے دانے سے

لیلی کاکل کے ترے دشت مین
مثل مجنون ہین کئی دیوانے سے

پوچھتے ہین رند ساقی کو وقار
میکدہ بھی کم نہین بتخانے سے

الجھتا دل ہے اک زلف دوتا سے
بچا یارب مجھے کالی بلا سے

نقاب اٹھا جو اُس گل کا ہوا سے
مگر غنچہ کھلا باد صبا سے

مثال بوئے گل تیری ہوا مین
نہ اترے ہم کبھی دوش صبا سے

ہوئے ہم چنپئی رنگت کے غم مین
سراپا زردہ رنگ کہربا سے

مرض ہے عشق کا غم دوست ہونگین
کہ دونا درد ہوتا ہے دوا سے

ہوا نا آشنا سے آشنا وہ
مگر نا آشنا ہے آشنا سے

نفس ہے کاروان سالار غم کا
نہین ہے نالہ کم بانگ درا سے

بدل دے گر مرادن پھیر دے گا
نہ تھی امید مجھکو دلربا سے

اُٹھے گا سروقد پیر فلک بھی
تری تعظیم کو پشتِ دوتا سے

وقار اُس شمع کا پروانہ ہونگین
یہی ہے لو مرے دل کی خدا سے

ہے معطر جان گل نظارہ سے
پارۂ دل لڑ گیا مہ پارہ سے

دیکھکر حالت مری فرقت کی شب
خون ٹپکا دیدۂ سیارہ سے

ہے بنِ مژگان سے جاری آبِ اشک
بہ گیا دریا رگِ فوارہ سے

مضطرب جانی مین سوتا کون ہے
نیند بھاگی جنبشِ گہوارہ سے

دستِ وحشت مین نہین ہے گردباد
دو قدم آگے ترے آوارہ سے

اُڑ گیا دل میرا پارہ کی طرح
ملکر اک محبوبِ آتش پارہ سے

دل بچا او سخت رویون سے وقار
شیشہ ٹکراؤ نہ سنگِ خارہ سے

ہم ہین عاشق تمھارے قامت کے
دیکھنے والے ہین قیامت کے

رکھ نہ محروم ساقی بدمست
منتظر ہم بھی ہین عنایت کے

نہ کیا ایک بوسہ سے ممنون
واہ قربان اس مروت کے

بزم مین چپ ہے صورت تصویر
صدقے خلوت ہے تیری جلوت کے

زلف وگیسو کا اُسکے عشق ہوا
یہ بھی ہین پیچ اپنی قسمت کے

اے جنون میری بیڑیان اُترین / وہ بڑھائین جو طوق منت کے
شکر بیتیس قفل مین ہے بند / کیا ہون دروازے سے واشکایت کے

بھولے یاد خدا وقار افسوس
ایسے بندے ہوے محبت کے

بتون سے لاکھ بچتا ہون محبت آہی جاتی ہے / شناسائی جو پہلی ہے مروت آہی جاتی ہے
خطا کیا کی لڑے تمسے جو ہم غیرون کے ملنے پر / جگر جب جلنے لگتا ہے حرارت آہی جاتی ہے
فزون حرم مرثیہ سے ہے مرا افسانۂ اُلفت / سنا جسنے برنگ شمع رقت آہی جاتی ہے
مین چاہون لاکھ داماں وگریباں کے ٹکڑے کرون / کرون کیا دست وحشت کی مروت آہی جاتی ہے
لب شیرین کے وہ دین گو کہ بوسے ترش رو ہو کر / ولیکن تلخ کامون کو حلاوت آہی جاتی ہے
دل بیزار کی رنجش تو کہتی ہے نہ مل اُنسے / وہ ہنسکر جب چمٹ جاتے ہین اُلفت آہی جاتی ہے

وقار اُنسے نہ ملنے کے ہزارون عہد کرتا ہون
مگر خود جب وہ ملتے ہین محبت آہی جاتی ہے

اے صنم تدبیر سوجھی ہے نئی تقدیر سے / مجکو زنجیری کرو تم زلف کی زنجیر سے
کھل گیا دل دیکھکر پیکان کو سوفار سے / زخم چین سینہ ہوا جو اُس نگہ کے تیر سے
شیر گھیر آہوے چشم یار ہے میرا شکار / اے خوشا طالع ہوا صیاد مین نخچیر سے
خواب مین دیکھا جو شب اُس ماہ کنعان کا جمال / مہر کا مطلع ہین آنکھین صبح کی تعبیر سے
صورت و معنی مین کیا نسبت ہے ابر و برق کو / میری چشم رو و بار و نالۂ شبگیر سے
ناخن ابرو ہے اُنکا مو بمو کاوش بھرا / جوہر برش ٹپکتا ہے خم شمشیر سے
عشق مین اُس قد و گیسو کے اٹھائے ہین وہ رنج / مطمئن بیٹھا ہون خوف روز دار و گیر سے
شیشۂ آئینہ مین دیکھا نہ روے حسن و عشق / نیک و بد یک جا نہین ہوتے کسی تدبیر سے

حسن اُس محبوب کا حیرت کدہ ہے اے وقار

کم نہین ہے محویت آئینۂ تصویر سے

گل کی طرح خوشبو مین بدن اُسکا بھرا ہے   بس غنچۂ خندان کا کھلا بند قبا ہے
تھا رات وہ بت میرے تصور کا مصور   دھڑکا ہے نئی بات کا کیا جانیے کیا ہے
سو جان سے اس حسرتِ دیدار کے صدقے   جاتا ورِ دلدار سے ہون رو بہ قفا ہے
وہ بزم عروسی مین نہین ناچ کی لذت   جو رقص کا بسمل کے تہ تیغ مزا ہے

مجنون بھی جہان رکھ نہ سکے پاے تصور
اُس دشتِ مغیلان مین وقار آبلہ پا ہے

خاک بوے زندگی آئے دلِ افسردہ سے   تا شگفتہ غنچۂ مانا ہے گل پژمردہ سے
اشک پونچھے تھے جو اُسنے عین چشم مہر سے   خون ٹپکتا آجتک ہے دامنِ افشردہ سے
خاک لاکر میری کوے یار مین پھر لیگئی   اے صبا کرتا ہے کوئی یہ ادا آوردہ سے
بندشِ بند قبا اُسکی نزاکت کو ہے بار   کھل گیا یہ راز پوشیدہ تنِ آزردہ سے

مشک کی تشبیہ دی ہے جیسے زلفِ یار کو
بوے زندہ اے وقار آتی ہے خونِ مردہ سے

درد میرا عدوے درمان ہے   سر مین سوداے وصل جانان ہے
جیسے دیکھا ہے چاک جیب یار   جیب کا چاک تا بدامان ہے
کس کے ماتھے کی چمکی ہے افشان   شہر مین عالم چراغان ہے
غنچۂ دل کی تازگی نہ ہوئی   کتنا بے آب اُنکا پیکان ہے
باغ جنت سے ہند مین آئے   جُرم گندم فریب شیطان ہے
پہونچے اُس خط مشک بیز کو کب   شوخ بو مین اگرچہ ریحان ہے
مستی اکثر ذکور سے ملتے ہین   گرچہ مخصوص بہر نسوان ہے
بارش ابر روز وعدۂ وصل   میری آنکھون مین تیر باران ہے

چشم بد دور یار کم سن ہے — شمع کا رو و پشت یکسان ہے

زلف سے حال دل وقار مرا
کلہم اجمعین پریشان ہے

دیکھی وہ چشم سرمگین جب سے — لب پہ ہے مہر خامشی تب سے
درد نوشون کا کیون ہون ہم مذہب — صاف رکھتا ہون دل کو مشرب سے
سیب نقشی ہے رشک سے اے ماہ — آفتابی گزیدہ غبغب سے
رنگ بہروپیے کا بھرتا ہون — کہ وہ دیکھے ادھر کسی ڈھب سے
مثل لیلی و قیس درس عشق — لین گے ہم دونون اک مکتب سے
یار کیا ہے خدا کا جلوہ ہے — ہے ملا سب سے اور جدا سب سے
خامشی انکی ہین گویائی — قینچی چلتی ہے جنبش لب سے
گرچہ ہے وہ برا برا ہی سہی — ہے غرض ہمکو اپنے مطلب سے

انتظاری مین آپ کی صاحب
راہ تکتا وقار ہے کب سے

مژہ کی طرح نہ منھ پھیر کج ادائی سے — کہ لرزے موج سا دل نام آشنائی سے
اگرچہ کہنے کو ہر دل عزیز گل ہے مگر — مثال بو کے اڑا رنگ بیوفائی سے
خدا کا قہر ملے مست ترک کو تلوار — ہوا ہے میل اداؤن کا دلربائی سے
نہین ہین لخت جگر میرے نوک مژگان پر — چڑھا ہے دار پہ منصور خود نمائی سے
جو دست ظلم فلک سے شکستہ دل ہے کوئی — تو اسکو فائدہ ہو خاک مومیائی سے
ترے مریض کو ہجران کے ہو شفا بے وصل — نہ ہو سکے کسی حکمت سے یہ شفائی سے

وہ غیر ہے اسے مطلب ہے غیرت سے وقار
نہ آشنا سے غرض ہے نہ آشنائی سے

سرگرم سخن غیر سے وہ رشک پری ہے / یان کا نہین کچھ پھونکتی شوریدہ سری ہے
جو گل ہے وہ اس باغ سے اکدن سفری ہے / بدست عنادل ہین مگر بے خبری ہے
جا سکتا نہین طائر مضمون کہین اُڑکر / شہباز قلم ہین مرے وہ تیز پری ہے
لگ جائے گہن مہر کو گر آڑ مین آئے / تیرے رُخ پُر نور کی وہ جلوہ گری ہے
اے شمع رخو انگلیان چمکاؤ نہ اتنی / یہ روشنی حُسن چراغ سحری ہے
لعل لب دلدار جو آنکھون مین بسا ہے / ہر دانۂ اشک اپنا عقیق جگری ہے

ہو زرد گل اشرفی کیونکر نہ وقار اب
کندن سے بھی رنگت مرے گلرو کی کھری ہے

باغ تک جس روز اپنے نالۂ دل جائینگے / بھول اپنی نغمہ پردازی عنادل جائینگے
ہجر مین مرنے کی شادی ہے مگر یہ غم ہے یار / حسرت و ارمان و حرمان خاک مین ملجائینگے
جانسے جائین جہانسے جائین اسکا غم نہین / پر نہ کوچے سے ترے ہم اُٹھ کے قاتل جائینگے
ذی شعور و بے ہنر خالق کے آگے ایک ہین / جائینگے جاہل بھی وان جسجا یہ فاضل جائینگے
بیش تصویر گلی سے تھے یہ قیس و کوہکن / نالہ ہم کھینچین تو کوہ و دشت ابھی ہل جائینگے
وہ گل رعنا ہنسیگا آکے جسدن باغ مین / چپکے بلبل کے ہونگے غنچہ سب کھل جائینگے
سخت ہین پھولون کے گجرے خار اسکا دامین / ساعد نازک ترے اے رشک گل چھل جائینگے
حسرت و ارمان و وصل و درد و رنج ہجر دوست / یار غار اپنے ہین تربت مین بھی شامل جائینگے

دار فانی مین رہے سالم جو کچھ تم اے وقار
بحر الفت مین مقرر ہوکے کامل جائینگے

یان کسکو سزا ہے مئے الفت نہین ملتی / سچ ہے کہ بُری بات مین عزت نہین ملتی
دم بھر اسی غم سے مجھے فرصت نہین ملتی / ملتا ہون مین جب اُنکی طبیعت نہین ملتی
اس ماہ صفر مین ہے سفر اپنا مقرر / وہ چاند سی صورت ہے پئے رویت نہین ملتی

لے جا کے بگولے نے یہ کی دشت مین تعلیم
بے خاک نشین ہونیکے عزت نہین ملتی

بن بن کے بگڑتا ہے ہر اک بات مین وہ شوخ
القط جو کرے ربط وہ حجت نہین ملتی

پوچھو تو زر و سنگ ہے بیفیض کا یکسان
قارون کی کسی شخص کو دولت نہین ملتی

کہتے تھے وقار آج یہ ہم فکرون سے اپنے
ترتیب سے دیوان کی فرصت نہین ملتی

مرغ جان کو زلف پیچان جال ہے
جال کیا اے جانِ جان جنجال ہے

آؤ حاضر سر پڑے پامال ہے
جان لب پر بہر استقبال ہے

خاک ہو سرسبز تخمِ عاشقی
ہے زمین آس آسمان غربال ہے

حسن یوسف کا بکا بازار مین
عشق کا راعیل کے اقبال ہے

جو مرے لب پر ہوا حسرت کا خون
وہ بخارِ شوق کا تبخال ہے

بولتا ہے آج کل طوطی مرا
غیر کی گلتی وہان کب دال ہے

فوج خط آئی ہے اے سلطانِ حسن
ملک رخ سے تیرا استیصال ہے

ہے نکلتی بات انکی بات سے
چال وہ چلتے ہین جسمین جال ہے

کیا لکھون وصف اچھی صورت کا وقار
جنس ناقص کے لیئے دلال ہے

وہ تعلیم کو جائین کیا مدرسے
جو ہین نشۂ جہل مین رسمسے

یہ دنیائے دون بھی ہے مہمانسرائے
جو شام آکے ٹھہرے سحر چل بسے

نگہ سے نہ کس کس کو ترچھا کیا
غضب نیچے آج اُسنے کسے

مثل راست ہے یہ کہ معلوم ہو
بسے آدمی اور سونا کسے

بجز شبنم و ابر گریان گئے
بگورِ غریبان نیا مد کسے

پیون مے کہ پابند روزہ رہون
یہی دل مین آتے رہے وسوسے

جو تشبیہ دے زلف کی مشک سے
زبان مین وقار اُسکی کالا ڈسے

کاش جولان ترا سمند کرے — کہ مرا چور چور بند کرے
خال سُرمہ کا رکھو عارض پر — پائمال آگ کو سپند کرے
زلف طرہ کے کیا مقابل ہو — پست فطرت نہ سربلند کرے
آہ بھی حیف نہ کھینچی ہجر کی شب — اور کیا جان دردمند کرے
ارمغان دل ہے جان ہے تحفہ — لے ابھی وہ جسے پسند کرے
دیکھکر آئینہ کو وہ شب ماہ — حُسن مین چاند سے دوچند کرے
چار ابرو سے پھیر مُنھ اے شیخ — کہ تری قدر ریشخند کرے
دون دعا طفل اشک کو اپنے — کہ خدا اسکو ارجمند کرے

چار ابرو کا اُنکے عشق وقار
لایق فصد چار بند کرے

یار سے غیر ہمکنار رہے — کیون نہ دلمین ہمارے خار رہے
گر مرا دل پہ اختیار رہے — پھر تو وہ آپ بیقرار رہے
تم نہ دو جبکہ بوسے جی بھر کے — کیون نہ تکرار بار بار رہے
چشم ساقی کا لے لیا بوسہ — ہم نشہ مین بھی ہوشیار رہے
دشمن جان ہو جبکہ تم سا دوست — پھر بھلا کس کا اعتبار رہے
آئے بھی گھر جو وہ تو بات نہ کی — توسنِ ناز پر سوار رہے
روبرو تیرے ہو وہ آئینہ — جسکے دلمین بھرا غبار رہے
عارض یار پر نہ نکلے خط — دور میرے چمن سے خار رہے

بات وہ کر وقار عالم مین

جسکے باعث ترا وقار رہے

غیر اُس بت سے ہمکنار رہے — حیف پہلو مین گل کے خار رہے
سینہ داغون سے لالہ زار رہے — میرے گلزار مین بہار رہے
آبرو گریہ کی اثر سے ہے — ورنہ کیون چشم اشکبار رہے
آفتاب اُنکا ہو چوبدار — ماہتاب اُنکا پیشکار رہے
عشرتِ وصل کا ہو کالا منھ — ہجر کا رنج خوش گوار رہے
صدقے بلقیس کا جمال ترے — حُسن یوسف ترا نثار رہے
آج آئے گا کوئی آبلہ پا — دشت مین تیز نوکِ خار رہے

بہرِ تعظیم غیر جب وہ اُٹھے
پھر وقار اپنا کیا وقار رہے

کس کا چوگان برق جولان ہے — آسمان کس کا گوے میدان ہے
استقدر بڑھ گئی ہے وحشت دل — صحن صحرا بھی کنج زندان ہے
رنگ لائے ہین آپ کے عاشق — دشت آباد شہر ویران ہے
شعلۂ شمع دُھن رہا ہے سر — سرکشی سے مگر پشیمان ہے
جب گھٹی زیست یہ بڑھی خجلت — پشت دست آج نذر دندان ہے
زیست اکدم مین ہو گی آوارہ — اک نفس مین سحر پریشان ہے
سیلی غم سے رنگ رُخ ہے کبود — موج اشکون کی جوش طوفان ہے
کیون نہ مردے سے خلق کی دون تشبیہ — مین نے دیکھا ہے تنگ میدان ہے

باغ مین بزم بے مزہ ہے وقار
شمع گریان شگوفہ خندان ہے

آہ دل شمع محفل شب ہے — داغ سینہ چراغ کوکب ہے

جلوۂ رُخ ہے آب و تابِ زلف
پرتوِ ماہ مشعلِ شب ہے

مثل لوح و قلم نہین ہے دوئی
قیس و لیلی کا ایک مکتب ہے

نیش زن گو ہو خال شانِ مگس
یار کے شہد لب سے مطلب ہے

دوست دشمن ہوا ہے جس دن سے
لب مخیم فغانِ یارب ہے

زلف ہے مار اژدہا وہ جعد
طرۂ کج بھی نیش عقرب ہے

میکشی اے وقار ایمان ہے
مجھسا کون آج رند مشرب ہے

رُخ وہ بہتر گل چمن سے ہے
رنگ پاکیزہ یاسمن سے ہے

بہر غربت ہے حیلہ جو وحشت
ورنہ اُلفت مجھے وطن سے ہے

خوب تر ہے لباس عریانی
چشم پوشی یہان کفن سے ہے

شمع سے رات وہ سُنی ہم نے
بات مخفی جو انجمن سے ہے

کونسا ہے سیام جسکو وقار
آشنائی لب و دہن سے ہے

اب دین عشق رو سے ہر گھر مین ہم کرینگے
سوزِ نہان کو شمع دیر و حرم کرین گے

مانند خامہ بستہ اپنا لبِ بیان ہے
پھر شوق دل کو کیا ہم زیب رقم کرینگے

شوریدہ سر کا میرے دیکھا جنون نے کانسہ
یکدست صدمے اسپر وہ جام جم کرین گے

ہے شبنم سحر کا ثابت جو بیوفا ہے
ہم برگ گل نہین ہین کیون میل نم کرینگے

تا جان کنی کی مشکل ہو اے وقار آسان
قاتل کی تیغ پر ہم یسین دم کرین گے

قیس وہ ناتوانِ صحرا ہے
کالبد خیتانِ صحرا ہے

آتشِ عشق سے ہے سینہ گرم
جلوۂ برق جانِ صحرا ہے

تیرے دیوانہ کے لیے زنجیر — موجِ ریگِ روانِ صحرا ہے
غم میں کس شعلہ رو کے دودِ آہ — آتش دودمانِ صحرا ہے
ہے جو فرہاد و عوتی کوہ — قیس بھی میہمانِ صحرا ہے
حیف پیک اپنا رہ غلط کردہ — تازہ چشم روانِ صحرا ہے

ہے ہر اک حرف چشم غول وقار
اس غزل میں بیانِ صحرا ہے

بیتاب ہے دل زلف سیہ فام کے نیچے — دم توڑتا ہے مُرغ مگر دام کے نیچے
امکان سے خارج ہے کہ سر نالہ اُٹھائے — دل دب گیا دردو غم و آلام کے نیچے
فرسودہ جو ہو چشم نہ کیون جان نکل جائے — رہتا ہے کوئی ٹوٹے ہوئے بام کے نیچے
تاریک ہے شب وزد سیہ کار ہے زنگی — ہے خال سیہ زلف سیہ فام کے نیچے
ابرو پہ رہے زلف تو موزون ہے حسابًا — ابجد میں بھی ہے نون کی جا لام کے نیچے
فاضل کی نہو جاہلون میں وقعت و رفعت — بیقدر ہے پختہ بھی جو ہو خام کے نیچے

دل کی ہے وقار اپنے عیان جسطرح مستی
ہے عکس مے سُرخ کا یون جام کے نیچے

نہ وہ قند مکرر میں نہ شکر میں وہ لذت ہے — لبِ رنگین کے بوسہ میں تمھارے جو حلاوت ہے
نہ دو تکلیف بخیہ کو اذیت دو نہ مرہم کو — نمک سے اُن لبون کے دیج راحت ہر جراحت ہے
ترا ارشاد آنکھون پر نہ روؤن ناصحا لیکن — لڑکپن سے یہان تو ترک عادت سے عداوت ہے
دہان زخم سینہ ذکر سے پُر آب ہوتا ہے — قیامت شور پردازی کا وہ کانِ ملاحت ہے

وقار اُس بوسۂ تر کی حلاوت کیا قلم سے لکھے
لب نازک کی گالی مجکو حلوا سے نزاکت ہے

تم نے جو تیغ و سپر باندھی ہے — قتل پر کسکے کمر باندھی ہے

غصہ

دل مین جا ہے لب شیرین کی ترے — گانٹھ مین ہمنے شکر باندھی ہے
شعبدہ ہو گیا ہے تار نظر — تم نے عالم کی نظر باندھی ہے
زلف و گیسو کی ترے گانٹھ مین یار — شام کھولی ہے سحر باندھی ہے

دل مین پھر یاد بسی اُنکی وقار
پھر کمر بہرِ سفر باندھی ہے

زخم ثانی سے جو دل مایوس ہے — زخم پیشین تک کفِ افسوس ہے
ہاتھ سے ساقی کے اب تو چور چور — جام ننگ و شیشۂ ناموس ہے
شمعِ دلدار کا لکھا ہے وصف — خط ہمارا کاغذِ فانوس ہے
تلوے کھجلاتا ہے میرے شوقِ دشت — خار کے سر مین سرِ پابوس ہے

کسکی آرایش کا مضمون ہے وقار
جو غزل رشکِ پرِ طاؤس ہے

اپنے اب عفو پر نظر کیجے — جرم سے میرے درگذر کیجے
حکم دل ہے کہ یاد دندان مین — قطرۂ اشک کو گہر کیجے
زہر مین کیون بجھاتے ہو تلوار — وصل کی شب نہ چشم تر کیجے
دست رنگین مین لو نہ آئینہ — اُسکی حیرت پہ اک نظر کیجے
مثل مہ جائیے نہ کترا کر — میرے گھر آج شب سحر کیجے
طرہ سے زلف کو گرہ دیکھیے — اس مطول کو مختصر کیجے

چاہتا ہے یہ شوقِ طبع وقار
دل کو اپنے ہی نامہ بر کیجے

شر عیان آج مرے اشک دمادم سے ہے — اپنی تو خیر ہے پر خلق کو ڈر غم سے ہے
جب گلے سے نہ لگے آپ تو کیا عید کا لطف — ماہ شوال سوا ماہ محرم سے ہے

آپ کے تشنۂ دیدار کو ہے آپ سے کام — کچھ نہ چشمہ سے غرض ہے نہ غرض یم سے ہے
ساقیِ مست کے ہے نقشِ قدم سے سروکار — جام سے مجکو نہ مطلب نہ غرض جم سے ہے

اچھی صورت ہے حسینوں کی بُری خو ہے وقار
انگبین ہے یہ وہی جو کہ سوا سم سے ہے

اک اشارہ بس ہے ساقی کا مجھے — ہے غرض کب ساغر و مینا سے مجھے
بحرِ غم مین اک دُرِ نایاب سے — چشم کا چشمہ ہوا دریا مجھے
ماہ و ماہی کا مٹے گا تفرقہ — ہے بہانا اشک طوفان زا مجھے
ابر آسا چھا گیا طوبےٰ پہ مین — تھی جو یادِ قامتِ رعنا مجھے

غیر کہتا ہے بُرا کیا غم وقار
یا رہے سمجھے ہوئے اچھا مجھے

ہمتو اُس در پہ حق گذار رہے — توسنِ ناز کے غبار رہے
وہ گئے عمرِ رفتہ کے مانند — کیون پلٹنے کا انتظار رہے
قیس کچا سڑی تھا جنگلی تھا — یارب ایسا نہ کوئی خوار رہے
دل مین ہو خار خار اُس گل کا — داغ حسرت کا یادگار رہے
آج آئے گا باغ مین وہ گل — گھڑی باندھے ہوئے بہار رہے
ہے یہی شرط ہجر مہرو کی — ہر ستارہ تہ شمار رہے

رہے سیراب کشتِ عشق وقار
سینہ داغون سے لالہ زار رہے

آئنہ روئے یار کا مہ ہے — یہ سخن روشن و موجہ ہے
ایک ٹھوکر سے دو دو بارہ عمر — کوئی عاشق پڑا سر رہ ہے
جسنے دیکھا دہانِ تنگ ترا — عالمِ غیب سے وہ آگہ ہے

مثل میدان آز زلفِ دراز
شانہ سان اپنا دست کوتہ ہے

سیکڑون پر ہے رشکمند وقار
یہ جو شیشے کے لب پہ قہ قہہ ہے

آب پیکان سے گو جگر ڈوبے
سینہ مین تیرا تیر پر ڈوبے

سیل اشک آشناے چشم ہوا
مجکو ڈر ہے کہین نہ گھر ڈوبے

اوپہر او پہر جائین گے غوطے
غش مین جب دل پہر پہر ڈوبے

تیرا زانو جو دیکھے آئینہ
آب غیرت مین سر بسر ڈوبے

زخم گہرا ہو نہو وہ تیغ
پشت تک خون مین مگر ڈوبے

خانۂ چشم اشک سے شب ہجر
کیا تعجب کہ تا سحر ڈوبے

غوطے کھانا نہ اے وقار کہین
رہے اچھلا ہوا مگر ڈوبے

اک نفس بس سحر کی ہستی ہے
ہاے روتی نہین ہے ہنستی ہے

میرے رونے سے ابر کے منہ پر
شرم مینہ کی طرح برستی ہے

ہے حقیقی مرا مجازی عشق
بت پرستی مین حق پرستی ہے

دل کے دامون پہ مول لیتے ہو
ایسی کیا میری جان سستی ہے

ایک مدت سے چشم اوبے دید
تیرے دیدار کو ترستی ہے

پیر گردون ہے تیرا مشعلچی
ہاتھ مین اسکے مہ کی دستی ہے

گرم رو ہو وقار مثل برق
نہ بلندی کہین نہ پستی ہے

گر نہین وصل تو فرقت ہی سہی
دل لگی کی کوئی صورت ہی سہی

گو نہین آپ کسی سے ملتے
خیر بندہ پہ عنایت ہی سہی

منع ہے یار جو ہنسنا میرا — پھر تو رونے کی اجازت ہی سہی
وعدۂ وصل کرو قید کے ساتھ — جھوٹ سچ کے لیے مدت ہی سہی
وصل محروم ہے خندہ سے اگر — طالعِ ہجر مین رقت ہی سہی
جو ہر فرد وہن یار کا ہے — میری منطق کی یہ حجت ہی سہی
چھوڑ دون دوست کو دشمن ہوکر — ترک عادت مین عداوت ہی سہی
قصۂ ہجر سُن او حُسن فروز — عشق کی ایک حکایت ہی سہی
حُسن کی خیر ذرا دیکھ لین آپ — آئنہ دیدۂ حیرت ہی سہی

نقش پاے صنم شوخ وقار
عینک چشم بصارت ہی سہی

باغ و بستان مین جائیے تو سہی — گل کو بلبل بنائیے تو سہی
لب کی سُرخی دکھائیے تو سہی — خون شفق کا بہائیے تو سہی
داغِ حسرت مٹائیے تو سہی — چاند سا مُنھ دکھائیے تو سہی
آپ کیا جانین رنج و راحت عشق — دل کسی سے لگائیے تو سہی
کوچ اپنا بھی ہے جہان سے آج — آپ پہلو سے جائیے تو سہی
ایک کہیے گا لاکھ سُنیے گا — لا سخن لب پہ لائیے تو سہی
بزم اغیار مین حضور نہ تھے — آنکھ مجھ سے ملائیے تو سہی
کیا عجب جی اُٹھے جو کشتۂ چشم — بوے گیسو سُنگھائیے تو سہی
پھونکتا ہے بدن ہی شعلۂ ہجر — اس لگی کو بجھائیے تو سہی
میرے آگے سوا اسی کے آپ — مُنھ کسی کو لگائیے تو سہی

ہے وفا کا وقار اُنھین دعوی
ایک دن آزمائیے تو سہی

کہتی ہین آنکھین ابروِ خمدار دیکھیے
بے قبضہ کاٹتی ہوئی تلوار دیکھیے

بازار اپنے دلکو دکھائین گے آج ہم
ہوتا ہے کون کون خریدار دیکھیے

ہین رند مست حضرتِ ناصح نہ سر چڑھو
زنجیر پانہو کہین دستار دیکھیے

پھر آج بوسہ دینے مین مُنھ پھیرتے ہین آپ
پھر وصل مین نکالی ہے تکرار دیکھیے

پامال ہو جہان نہ ایسے نکالو پانؤن
باہر چلے چلن سے نہ رفتار دیکھیے

وہ رشک مہر مشتری اک ماہ کا ہوا
یہ کجروی چرخ جفاکار دیکھیے

کل کے خلاف کی ہے موافق زبان آج
اقرار مین ہے پہلو انکار دیکھیے

اپنی بہار آئنہ مین دیکھو اپنے گھر
یہ کیا ضرور جائیے گلزار دیکھیے

جسدن سے عشق ہے مژۂ یار کا وقار
دُھن پانؤن کو ہے وادیِ پُرخار دیکھیے

یار کی لائے کیا خبر کوئی
زندہ آیا نہ نامہ بر کوئی

جیسے ہین آبدار میرے اشک
ایسا دیکھا نہین گہر کوئی

ظلم سے کب وہ ہاتھ اُٹھاتے ہین
پانؤن پر رکھے لاکھ سر کوئی

مثل خورشید روے تابان پر
کام کرتی نہین نظر کوئی

نالے شب بھر کیے مگر نہ ہوا
دل مین اُس بت کے کارگر کوئی

کوے جانان کے آنے جانے مین
ٹوکتا ہے ہمین تو ہر کوئی

ہو نہ عاشق سے جو کہ طالب زر
ایسا دیکھا نہ سیمبر کوئی

عشق ہے واقعی وہ شے بے عیب
نہ جہان چل سکے ہنر کوئی

شب ہے وہ زلف رُخ ہے روز وقار
شام کوئی کہے سحر کوئی

ہے ترقی آج کل آزار کی
زار حالت ہے ترے بیمار کی

نشان خط سے خال کی افزون ہوئی — فوج سے صولت ہوئی سردار کی
عشق اگر ہے حسن یوسف کا تجھے — اے زلیخا راہ لے بازار کی
چشم کا ہے اسکی حیران آئینہ — جسکو خواہش ہے ترے دیدار کی
حاملان عرش کو تڑپاتی ہے — آرزو اس سایۂ دیوار کی
تار دامن ہوگیا دریا کا پاٹ — کی جو خدمت دیدۂ خونبار کی

یار کے فعلون سے کیا مطلب وقار
کام ہے یاری سے ہم کو یار کی

کہان کیون کسی رات تم آؤگے — جہان روز جاتے ہو وان جاؤگے
جوان ہوکے بھی تم نہ سمجھے ذرا — سمجھتے تھے یہ ہم سمجھ جاؤگے
کرو شوق سے قتل مانع ہے کون — مگر مار کر مجکو پچھتاؤگے
کھلے گا سر بزم الفت کا راز — جو لوگون مین تم مجھسے شرماؤگے
تصور مین ہون حیرت آئینہ — کبھی شکل بھی مجکو دکھلاؤگے
یونہین رہنے دو کو بہ کو میرا حال — سنوگے تو غصہ بہت کھاؤگے
سر شام ہون صبحدم کا چراغ — سحر ہوتے مجکو کہان پاؤگے
جو اٹھواؤگے زیر دیوار سے — مرے سر پہ پیارے غضب ڈھاؤگے

ہر اک اہل مطبع ہے طالب وقار
کہان اپنا دیوان چھپواؤگے

شمار غزل وتاریخ اختتام از مصنف

فضل یزدان سے دوسرا دیوان — اب ہوا ہے مرتب و تیار
لفظ تکمیل سے ہے شمار غزل — نام دیوان کا ہے نظم وقار

نقاش این نقش وقار بیمقدار

بیدار ہو شانِ عالم و بیدار مغزان کو صلا۔ کہ جریدۂ خوش مقالی و گنجینۂ نازک خیالی۔ یعنی دیوان لطف آثار نتیجہ فکر جناب بیدار۔ حلیۂ گران بہاے اختتام طبع سے آراستہ ہوا اور اپنے جمال لازوال سے شیفتہ ایان معنی کا دل لبھایا۔ یہ دیوان اپنی نظیر مین آپ ہی واقعی وہ شے ہے نہ جسکی تول ہے نہ ناپ ہے۔ مضامین کا چلبلا پن بندشون کا جوبن کیا کہون کہ کیا ہے اگر تماشاے ہوشربا ہے نیرنگ لکھون خوشنما و زیبا ہے۔ چشم بد دور اشارون کے تیور تیر جگر شگاف۔ زمینِ ہر غزل مانندِ زمینِ آینہ ہموار و صاف۔ تشبیہین قیامت انگیز۔ کنایے آفت خیز۔ محاورے خاطر فریب۔ صفائی غارتگر شکیب۔ مرصع زبانی سبحان اللہ ملع بیانی واہ واہ۔ ہر مصرع برجستہ محبوب سروقامت۔ معنی شوخ فتنۂ قیامت۔ پھڑکتے قافیے دل ہلائین۔ اُڑتی ردیفین پری پن دکھائین۔ الفاظ درست۔ ترکیب چست۔ ربط مصرعین مانند جوزا دوش بدوش۔ نہین نہین مثل عاشق و معشوق ہم آغوش۔ فصاحت کا رنگ عجیب۔ بلاغت کا ڈھنگ غریب۔ المختصر مصنف کی سخنوری معنی گستری۔ نہ مشتاق تعریف کی ہے۔ نہ آرزومند توصیف کی۔ بے بدلی نے ڈنکا بجایا ہے۔ بے مثلی نے سکہ چلایا ہے۔ طبع سلیم ہے۔ خاطر مستقیم ہے۔ زود گوئی نام نامی پر نازشگر ہے۔ پر گوئی تیغ زبان مغزدار کی جوہر ہے۔ آپکا کیا کہنا یادش بخیر نواب مرزا داغ سلمہ کے شاگرد ہین شعر و شاعری و مضمون آفرینی مین دیدہ ہین نہ شنیدہ ہین۔ کجا بیدار کجا وقار کجا گل کجا خار۔ نہ زبان مین طاقت تقریر کی نہ ہاتھ مین طاقت تحریر کی۔ بس تقریظ کو دونون ہاتھ سے سلام کرون اگر ہو سکے تو تاریخ طبع کا اہتمام کرون

ہوا بیدار کا جب طبع دیوان تب کہا مین نے	بجا ہے گر کہین گلدستۂ گلہاے رنگین ہے
وقار آیا خیال اُسکے جو سالِ طبع کا دل مین	سروش غیب بول اُٹھا یہ نیرنگ مضامین ہے

۱۳۱۰ھ

نقل تاریخ جناب اُستادی - ولیعہد بہادر بندہ کی کیفیت حال سے آگاہ نہین ہین آپ نے میری طرف سے تاریخ لکھ بھیجی ہوتی یا حال بیماری کا لکھا ہوتا۔ خیر عین حالت رنجوری مین تاریخ بھیجتا ہون

قطعہ

کرون کیا مین تعریف دیوان کی ۔۔۔ کہ یان سہل سے سہل دشوار ہے
ہراک لفظ ہے کلبلاتا ہوا ۔۔۔ ہما یون تخلص جو بیدار ہے
لکھون اسکو سر کار معنی اگر ۔۔۔ تو ہر طرح مجھ پر سزا وار ہے
شگفتہ مضامین ہین اس قدر ۔۔۔ ہراک صفحہ محسود گلزار ہے
زمین غزل کیون نہ سیراب ہو ۔۔۔ کہ طبع ذکا ابر مدرار ہے
یہ ہے فیض تعلیم کا داغ کی ۔۔۔ زبان نرم ہے صاف گفتار ہے
لکھون طبع کا کیا مین تسلیم سن ۔۔۔ کہ امراض سے طبع ناچار ہے
لیا مجھ عیسوی سال مین ۔۔۔ مضامین کا بخت بیدار ہے

سنہ [illegible]ع

قطعاتِ تواریخ ختم دیوان جناب شیر محمد خان صاحب حشمؔ من نتائج افکار بندہ کشن کمار وقار

حشم سے ذی حشم کا ہے دو سالہ یہ ریاض ایسا ۔۔۔ کہ قول ہر سخنور ہے یہی ہے یہ کلام اچھا
غرض ہر مصرع ہر شعر ہے ہر وصف کے قابل ۔۔۔ عیوب شاعری سے بھی بری ہر لفظ ہے ہر جا
وقار اس مصرعِ تاریخ کو سب صدق ہی سمجھین ۔۔۔ ہراک جا ہے اب اس دیوان نو تصنیف کا چرچا

سنہ ۱۲۹۴ھ

ایضاً

شکر صد شکر کہ اب شیر محمد خان نے ۔۔۔ دو برس مین دیا دیوان کو اپنے انجام
ہر غزل پر ہے یہ ہر اہل سخن کا عالم ۔۔۔ دیتا ہے داد سخن ہوتا ہے مداح کلام
وہ فصاحت وہ بلاغت وہ تناسب کہ جسے ۔۔۔ دیکھکر وجد مین آجاتے ہین شاعر بھی تمام

الغرض لایق توصیف ہے دیوان حشم | ہے کلام اچھا نہین اسمین ہے کچھ جاے کلام
شوق سے لکھیے وقار آپ بھی یہ مصرع سال | حسن ہر شعر ہے مطبوع دل خاص و عام

قطعات تواریخ ختم دیوان شفیق قدیم محمد رحیم اللہ خان صاحب رحیم من نتائج افکار بندہ کشن کمار وقار

ہو چکا جب ختم فضل حق سے دیوان رحیم | کیون نہ اطراف و جوانب مین مصنف کا ہو نام
جس غزل مین دیکھیے جس شعر کو ہے منتخب | دیکھیے جس مضمون کو ہے وہ لایق وصف مدام
اے وقار اس مصرع تاریخ کو لکھیے بشوق | قول ہر منصف ہے اے دل عاشقانہ ہے کلام [۱۲۹۴ھ]

ایضاً

لاڈلا اللہ کا پیارا محمد کا ہے جو | ہے خدا کے فضل سے جسکا تخلص تک رحیم
چشمۂ فیض اُسکے دیوان کا بھی بیشک نام ہے | شاعرون مین آج ہے جو رشک طوسی و کلیم
مصرع سال آپ بھی لکھیے اب اے وقار | ہے بھلی کیا مست یہ رنگ فصاحت کی شمیم [۱۸۷۷ء]

افضل معیار بیان [۱۲۹۵ھ] - ثناے خداوند دو جہان [۱۲۹۵ھ] - ستودگی کلام شعرا [۱۲۹۵ھ] - ہواے آوازۂ نام - نے نے عمدہ سرمایۂ ابد عز و احترام [۱۲۹۵ھ] - چنانچہ ستایش دیوان صاحب معانی و بیان [۱۲۹۵ھ] - یعنی ضوے پرگو و پاکیزہ زبان - بر بندہ مقدم علی الامورست [۱۲۹۵ھ] - والا انصافا بدعوی بندگی قصورست [۱۲۹۵ھ] - گیرم کہ چند سطر بآیین بیگانہ برنگارم [۱۲۹۵ھ] - لیکن معنی روشن و منیف از کجا آرم [۱۲۹۵ھ] - ہوا داری خموشی [۱۲۹۵ھ] مایۂ بے زوال - بیہودہ گوئی مدد ذلت حال [۱۲۹۵ھ] - زبان کام مقیم دہان لطیفہ رنگین ست [۱۲۹۵ھ] - ورنہ دہان او بہر او اثر در آگین ست [۱۲۹۵ھ] - سال مبارک انجام یادگاری تدوین دیوان جیم [۱۲۹۵ھ] - و در راہ کور کامیابی چون کور فہمان نپویم [۱۸۷۸ء] - محمدی - توقیر فصاحت [۱۲۹۵ھ] - می نگارند - عیسائی [۱۲۹۵ھ] - کار پردازی بلاغت - می شمارند - فارسیان - نظم قرہ دار [۱۲۸۷ فارسی] - می سرایند - دہقانیان - اوج گاہ تجلی ضو [۱۲۹۵ فصلی] - ور دمی نمایند - سلسلہ داران سالباہن - شگرف روشنی دل نکتہ فہم [۱۸۰۰ شاکی نوروز] - می خوانند - رہروان طریق بکرماجیت - جید کلام افضل علی ضو [۱۹۳۵ سمت] - میدانند - مردم بنگلہ بالفاظ - رنگ دہ بوے نظم [۱۲۸۴ بنگلہ]

ترانہ ریز - وبندہ بصاریع این قطعہ زمزمہ انگیز

قطعہ

ضوئے تدوین کرکے دیوان کو	بزم اردو مین شمع روشن کی
نور کی اسے وقار لکھہ تاریخ	ہے یہ فکر بلند ضو چمکی ۱۲۹۵ھ

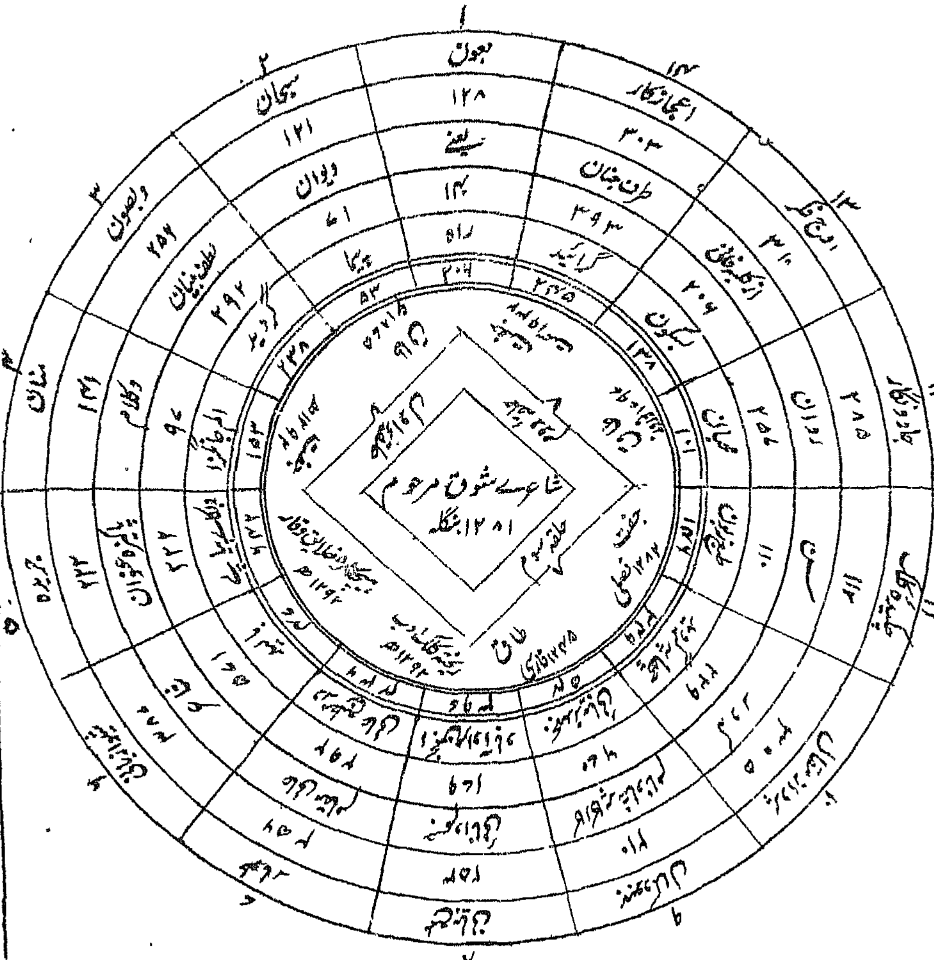
بمیقدار کشن کمار وقار

۱۲۹۵ھ

تاریخ مثنوی شفاعت ریختہ قلم کشن کمار وقار مرادآبادی

شفاعت کے بیتون کی موزونیان	حسینون کی ہین ابرو ونمین کہان
کلام حسن بھی یہان گرد ہے	اس آمد کے آگے وہ آورد ہے
اگر حسنِ مضمون پہ کیجے نظر	تو ہے چشم بد دور رشک قمر
صفائی کو بندش کی گر دیکھ لے	تو قلعی ابھی آئینہ کی کھلے
معانی سے مملو ہین لفظ اسطرح	کہ بو مشک کی مشک مین جسطرح
نرالی زمانے سے ذومعنیان	انوکھی جہان سے زبان دانیان
لکھون کیا رعایت تناسب کا حال	زبان قلم مثل سوسن ہے لال
ضلع اور جگت بھی ہے وہ دل پسند	کہ صاحب مذاقون کے ہین نطق بند
صنائع بدائع جو مشہور ہے	وہ موجود سب حسب دستور ہے
جو مصرع ہین پریون کی پتلی کے نور	تو ہر بیت ہے بیت ابروے حور
مقرر یہ ہے آسمانی کلام	کہ معدوم ہے اسکے ثانی کا نام
وقار اپنے دلکو جو بھائے یہ طور	تو فوراً قلم لے کے بے فکر و غور
سرِ دست تحریر تاریخ کی	مقرر پسندیدہ ہے مثنوی ۱۲۹۶ھ

قطعہ تاریخ طبع ریختہ خامہ سحر پرداز و چکیدہ قلم اعجاز طراز شاعر نازک خیال مورخ شیرین مقال ستودہ دہر گزیدہ روزگار رای کشن کمار وقار



خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد و نعت صیرفیان دار العیار سخندانی کو نوید مسرت افزا اور جوہریان رستۂ بازار معانی کو مژدۂ فرحت انتما کہ اس زمان خجستہ بنیان مین تیمہ بازوے الفت - حمائل گلوے محبت - باغ ہمیشہ بہار جسمین ہر طرف طاؤسان چمن کی پکار ہے - جسکے اشتیاق مین انتظار کی وہ گھڑیان گنی جاتی ہین جنکے ایک ایک سکنڈ مین ہزارون تمناؤن کا خون ہوا جاتا ہے - کسی محروم گلگشت کی لاکھون امیدون پر دلکی اضطرابی حرکت پیدا ہونے سے پانی پھرا جاتا ہے - جو اس باغ مین داخل ہوا ایسا محو تماشا ہوا کہ واپس ہونے کو

دل نہین چاہتا۔ جسطرف نظر اُٹھ گئی وہ سیر دیکھی کہ گلشن رضوان نظرون سے گر گیا۔ کہین چھیڑ چھاڑ کی باتین ہو رہی ہین۔ کہین دل کے ارمان نکل رہے ہین۔ کسی کا شرم کے مارے سر جھک گیا ہے کسیکا آتش شوق سے دل پھک گیا ہے۔ کسی کی آنکھون کے گلابی ڈورے لال ہو کر تیوریون پر بل پڑ گیا ہے کوئی وحشت کے عالم مین ہاتھ جوڑے منتین کر رہا ہے۔ کوئی وعدہ فراموش دیدہ و دانستہ انجان بنکر کسیکی آرزو کا خون کرنے کے لیئے پانٔون مین مہندی لگا رہا ہے۔ کوئی ہجران نصیب ہچکیون کے ذریعہ سے وعدہ وفائی کی یاد دلا رہا ہے۔ کوئی دور افتادہ نسیم سحر سے پتہ پوچھ رہا ہے کہ اُس باغ کا کیا نام ہے اور کہان ہے۔ جسکا مشتاق سارا جہان ہے۔ وہ جواب دیتی ہے ارے عاشق بیقرار۔ اُس باغ کا نام دیوان وقار ہے اور مقام مطبع اودھ اخبار ہے۔ پھر پوچھا اُس باغ کا بانی کون ہے اور اُس چمن کی تخم افشانی کسنے کی ہے۔ جواب پایا ارے غفلت شعار وہ کامل ہنر سخن فہم و سخنور مشہور آفاق ہے۔ وہ محسود نخلبندان عجم و عراق ہے۔ اُسکا نام نامی سرو جویبار سخنوری۔ ودحۂ آبسال معنی پروری۔ رمز شناس و نکتہ سنج۔ صلح کل و بیرنج۔ شمع ہر تاریکی۔ موشگاف ہر باریکی۔ کجکلاہ۔ جادو نگاہ۔ مستانہ خرام۔ غارتگر آرام۔ فصیح البیان۔ طلیق اللسان۔ ناظم اقلیم فصاحت۔ خسرو قلمرو بلاغت۔ مقبول دیار و امصار۔ جناب معلی القاب راجہ کشن کمار صاحب المتخلص بہ وقار ہے۔ پس ہزاران ہزار شکر و سپاس بدرگاہ باغبان قضا و قدر کہ وہ دیوان ہر دل عزیز و پر اثر مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی جناب مستطاب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف سنہ ۱۸۹۹ء مطابق سنہ ۱۳۱۷ھ مین بار اول حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر عزیز دلہاے خاص و عام ہوا

نام کتاب	قیمت
کلیات صنعت۔ عجیب صنعت۔	۹ر۹؎
دیوان شاہ تراب۔ کلام مشہور عارف باللہ کاکوروی۔	۱ر۳؎
کلیات نظیر اکبرآبادی۔	۶ر۶؎
کلیات وہبی۔ کلام سخنور کامل منشی شیو پرساد دو قسم کاغذ۔	
(۱) کاغذ سفید چکنا۔	۹ر
(۲) کاغذ سفید رسمی۔	۷ر
دیوان غافل۔ از منورخان غافل۔	۴ر
دیوان ذوق۔ دہلوی استاد معروف۔	۲ر۳؎
دیوان فدا۔ جلد ثانی۔	۷ر
دیوان رند۔ مشہور از نواب سید محمد خان رند۔	۶ر۹؎
دیوان غالب۔ از مرزا اسداللہ خان غالب دہلوی۔	۳ر۳؎
دیوان مرغوب جہان۔ کلام سید تجمل حسین خان۔	۱۱ر
دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب استاد بےنظیر	۱۱ر
دیوان خواجہ میر درد۔ دہلوی عارف کامل	۱۰ر
دیوان بہار عرب۔ کلام مولوی محمد ندیم متخلص بہ حافظ۔	۱ر۹؎
بہارستان سخن۔ تین استادوں کا کلام ہم وزن و ہم ردیف ناسخ و آتش و آباد از مہدی حسین خان۔	۷ر۳؎
دیوان لطف۔ از حافظ لطف علیخان بریلوی۔	۴ر
دیوان نیاز۔ کلام حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی۔	۲ر
شرح یوسفی دیوان حافظ از مولوی محمد یوسف علی شاہ چشتی نظامی۔	۴ر
دیوان نعت سروری۔ از مفتی غلام سرور لاہوری۔	۳ر۳؎
دیوان جرار۔ از مرزا احسین۔	۲ر۹؎
دیوان عاشق۔ از پنڈت کنہیا لال۔	۲ر
دیوان واسطی۔ کلام سید فضل رسول اتفاقیہ دار سندیلہ۔	۸ر۳؎
دیوان ضامن۔ از سید ضامن علی شاہ	۲ر۳؎
مظہر عشق معروف دیوان قلق مصنفہ خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی۔	۶ر۳؎

نام کتاب	قیمت
بہارستان اشعار - از رای کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار	/۱۲
دیوان شائستہ ناسخ - یعنی ہم قافیہ وہم بحر بمقابلہ غزلیات ناسخ لکھنوی از منشی ہرچند رائے -	/۸
دیوان حمد ایزدی - کلام مفتی غلام سرور لاہوری -	/۱۲
دیوان چمنستان جوش - کلام نواب احمد حسن خان -	۷ر۱۲ تا ۹
دیوان بختاور - از منشی بختاور سنگھ	۴ر۶ تا ۹
مجمع الاشعار - چیدہ چیدہ استادوں کا کلام یکجائی اُردو وفارسی	۲ر۶ تا ۹
چمن بینظیر - شعرائے نامی فارسی واردو کا کلام چیدہ -	۱۱ر۲ تا ۹
دیوان گویا - کلام فقیر محمد خان بہادر رسالہ دار متخلص بہ گویا کاغذ سفید و دخانی	۳ر۲ تا ۹
ایضاً حسب مراتب بالا -	۳ر۶ تا ۹
گلدستہ امانت - از مصنفہ اندر سبھا	۱ر
دیوان حیرت - مصنفہ حکیم حافظ عبدالرحمن خان -	/۷

نام کتاب
توشۂ آخرت - چیدہ قصائد وغزلیات حمد ونعت مصنفہ مولوی سید مظفر علی صاحب
دیوان سخن دہلوی جلی قلم - نہایت صحیح وفصیح از فخرالدین حسین متخلص بہ سخن - دو قسم کاغذ - (۱) کاغذ سفید گندہ - (۲) کاغذ سفید رسمی -
دیوان میکش - جلد اول موسوم بہ میخانۂ عشق مولفۂ سورج بھان صاحب کاغذ سفید -
دیوان شہیدی - از مولوی کرامت علی خان متخلص بہ شہیدی -
گلدستۂ حفیظ اللہ خان اُردو وفارسی واشعار مختلف اقسام کے مع فرہنگ جسکی خوبی دیکھنے پر موقوف ہے از مولوی حفیظ اللہ خان ساڈوری -
دیوان سحر سامری - حصۂ اول ودوم یکجائی مصنفۂ منشی دیبی پرشاد متخلص بہ سحر بدایونی -

Date	No.	Date	No.

-:RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.

2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for textbooks and 10 P. per vol per day for general books kept overdue